کلماتِ قصار

روح الله الموسوی

کتابخانه
خانهٔ فرهنگ جمهوری اسلامی ایران
کراچی

منتخب کلمات

حکمتیں اور نصیحتیں

امام خمینی قدس سرہ

موسسۂ تنظیم و نشر آثار امام خمینیؒ: امور بین الملل

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نامِ کتاب :	منتخب کلمات
از :	حضرت امام خمینی قدس سرہ الشریف
ناشر :	موسسۂ تنظیم و نشر آثارِ امام خمینیؒ : امورِ بین الملل
طباعت :	
قیمت :	۱۰۰ روپے

فہرست

مقدمہ	۱۱
پہلا حصّہ	۱۳
پہلی فصل :	۱۵
معرفتِ عبودیت	۱۵
انبیائے الٰہی	۲۱
دینِ اسلام	۲۲
اسلام کی حفاظت	۳۱
تبلیغِ اسلام	۳۴
اسلام طلبی	۳۵

اسلام اور ہمارا عمل	۳۹
قرآن	۴۴
تشیّع	۴۶
معصومینؑ	۴۸
معاد اور قیامت	۵۰

دوسری فصل: ۵۱

ذمّہ داری نبھانا	۵۱
نماز	۵۲
دعا اور راز و نیاز	۵۳
مسجد	۵۴
حج	۵۵
مُحرّم اور عاشورا	۵۹
شہید اور شہادت	۶۲

تیسری فصل: ۶۹

خود سازی اور جہاد بالنفس	۶۹
ایمان اور معنوی قدریں	۷۲
تقویٰ برتری کا معیار ہے	۷۵
اخلاص	۷۶
پسندیدہ اخلاق	۷۷
خود اعتمادی	۷۷
قناعت اور سادگی کے ساتھ جینا	۷۸
توبہ	۷۹

چوتھی فصل : ۸۰

حُبِّ نفس اور خواہشاتِ نفس ۸۰
حُبِّ دنیا اور ہوسِ اقتدار ۸۲
خود پسندی و خود غرضی ۸۵
دوسروں میں عیب تلاش کرنا ۸۷
غفلت ۸۸
یاس و ناامیدی ۸۸
اجتماعی گمراہیاں اور مفاسد ۸۸

نیکی کی ہدایت اور بُرائی سے روکنا ۸۹
نفاق اور منافقین ۹۰

دوسرا حصّہ ۹۳

پہلی فصل : ۹۵

اللہ کے لئے قیام ۹۵
قیام کی دعوت ۹۶
مظلومو اُٹھ کھڑے ہو ۹۸
ظلم کے خلاف لڑنا اور ظلم سہنا ۱۰۰

دوسری فصل : ۱۰۱
انقلابِ اسلامی ۱۰۱

کامیابی اور اس کے اسباب ۱۰۵
ایام اللہ ۱۰۹
اتحاد و بھائی چارہ ۱۱۲
اختلاف و تفرقہ ۱۱۸
آزادی ۱۱۹
عدم وابستگی اور استقلال ۱۲۱

تیسری فصل : ۱۲۷

اسلامی حکومت ۱۲۷
ولایتِ فقیہ ۱۲۹
عوام کا کردار اور مقام ۱۳۰
عوام کی میدانِ عمل میں موجودگی ۱۳۲
ملتِ بزرگ ۱۳۳
نظام کی حفاظت اور بقائے تحریک ۱۳۵
قوم پرستی ۱۳۸
پارٹیاں اور پارٹی بازی ۱۳۹

چوتھی فصل : ۱۴۱

نظم و قانون ۱۴۱
شورائے نگہبان ۱۴۳
انتخابات اور پارلیمنٹ ۱۴۴
عدلیہ اور قضاوت ۱۵۰

حکومت اور حکام ۱۵۱

پانچویں فصل: ۱۵۷

خارجہ پالیسی ۱۵۷
وزارت خارجہ اور سفارتخانے ۱۶۰
مسلمان ملکوں کی حکومتیں ۱۶۱
بیت المقدس اور فلسطین ۱۶۱
بیت المقدس کی غاصب حکومت (اسرائیل) ۱۶۳
جنوبی افریقہ ۱۶۷
مستکبرین اور سپر طاقتیں ۱۶۷
حکومت امریکہ کی اصلیت ۱۷۰
امریکہ سے پیکار ۱۷۱
امریکہ کے ساتھ تعلقات ۱۷۳
مغرب اور مغربیت ۱۷۴
مشرق زمین ۱۷۵
کمیونزم ۱۷۵
بین الاقوامی تنظیمیں اور انسانی حقوق ۱۷۶

چھٹی فصل ۱۷۷

جنگ اور دفاع ۱۷۷
عراق کی ایران پر مسلط کردہ جنگ ۱۸۰
مسلح طاقتیں ۱۸۱

الف: روابط وضوابط ۱۸۱
ب: بسیج (رضاکار) ۱۸۲
ج: سپاہ پاسداران ۱۸۴
د: فوج ۱۸۵
جہادسازندگی ۱۸۷

تیسرا حصّہ ۱۸۹

پہلی فصل: ۱۹۱

انسان شناسی ۱۹۱
تہذیب وتمدن ۱۹۳
تاریخ ۱۹۵
تبلیغات ۱۹۶
ذرائع ابلاغ ۱۹۷
رسالتِ قلم (ذمہ داریاں) ۱۹۹
ہنر ۲۰۰
ورزش ۲۰۱

دوسری فصل: ۲۰۳

تعلیم وتربیت ۲۰۳
علم وعالم ۲۰۶
دینی مدارس اور علماء کا مقام ۲۰۹

شہرِ قم ۲۱۴
علماء کے فرائض اور ان کی ذمہ داریاں ۲۱۴
سُنتی روایتی فقہ اور جواہری اجتہاد ۲۱۹
متحجرین اور علما نماء ۲۲۰
دانشگاہ اور اہلِ دانشگاہ ۲۲۱
حوزے اور دانشگاہ کا رشتہ ۲۲۵
اُستاد ۲۲۶
سوادآموزی (تعلیم بالغان) ۲۲۷
اسلامی انجمنیں ۲۲۸

تیسری فصل: ۲۳۰

معاشرے میں عورت کا کردار ۲۳۰
خواتین کے حقوق ۲۳۳
یوم خواتین ۲۳۵
ماں کا مقام ۲۳۵
انقلاب کے مددگار ۲۳۷
جوان اور نوجوان ۲۴۰

چوتھی فصل: ۲۴۴

معاشرتی عدالت ۲۴۴
مستضعفین اور محرومین کی حمایت ۲۴۵
محلوں میں رہنے والے اور جھونپڑیوں میں رہنے والے ۲۴۶
کام اور مزدور ۲۴۸
کھیتی باڑی ۲۴۹

بازار اور سرمایہ ۲۵۰
ماہرین کی وطن واپسی ۲۵۰

چوتھا حصّہ ۲۵۱

امام خمینی رحمت اللہ علیہ ۲۵۲
توضیحات ۲۶۱

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

سخنِ دل

بر لبِ کوثرم اے دوست ولی تشنہ لبم
در کنارمنی از ہجر تو در تاب و تبم

لبِ کوثر پہ ہوں اے دوست مگر پیاسا ہوں
تجھکو پاکر بھی تیرے ہجر میں بیتاب ہوں میں

یہ مجموعہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس صدی کے بے مثال تاجدار حضرت امام خمینی رحمت اللہ علیہ، کی کوثر و سلسبیل کے مانند ہمیشہ جاری اور رواں دواں تحریروں اور تقریروں سے مقتبس ہے جو راہ سیر و سلوک کے تشنہ کاموں کے لئے غسل مصفّٰی، سوختہ جان عشاق کے لئے جرعۂ آبِ حیات، اور اس کے الٰہی انقلاب کے راستے پر گام فرسائی کرنے والوں کے لئے چراغِ راہ ہے۔

"کلماتِ قصار" حکمتیں اور نصیحتیں اس عظیم شخصیّت کی تحریروں اور تقریروں سے منتخب اور ماخوذ ہیں۔ جس نے دوسروں سے پہلے بذاتِ خود میدانِ عمل میں اپنے مقصد و مرام کی حقانیت کی گواہی دی۔ تمام وہ حضرات جو اس خدائی روح کی تحریک کے آغاز سے آسمان عروج تک پہونچنے کے شاہد رہے ہیں۔ اور وہ لوگ جنھوں نے اس کے محضر ملکوتی میں پلکیں بچھائی ہیں۔ گواہ ہیں کہ اس کی زبان سے کوئی کلمہ اور قلم سے کوئی مطلب ایسا نہیں نکلا جس پر وہ سختی سے عامل و معتقد نہ رہا ہو۔

امام خمینی رحمت اللہ علیہ جنھوں نے فلسفہ کے غموض، عرفان وسلوک کے رموز، فقہ و اصول کے برکات اور دوسرے اسلامی معارف وعلوم کو عالی سطحوں تک جوانی میں ہی حاصل کرلیا تھا۔ جن کی زندگی کے گرانقدر آثار کے کچھ لمحات نے مصباح الہدایہ، سر الصلوۃ، آداب الصلوۃ، شرح چہل حدیث اور ان کے علاوہ دسیوں فقہی، وصولی اور اخلاقی کتابیں (۱) بطورِ یادگار چھوڑی ہیں۔ اُمت کے سامنے سخن ریزی اور تقریر کرتے وقت قرآن و سنت کی روش پر عمل کرتے تھے۔ آپ کا کلام عوام کے معیار کے مطابق اور صدق وصفا اور سادگی سے بھرپور ہوا کرتا تھا۔ حقیقت میں امام خمینی رحمت اللہ علیہ کے عمیق کلام و پیام کی تاثیر کا راز اسی معنٰی میں پوشیدہ ہے۔ جو ایک اشارے سے فطرتوں کو آواز دے کر انسانوں کے ہر متلاطم سمندر کو تمام خطروں کے تمام بند توڑنے پر آمادہ کر لیتے تھے۔

خدا کا شکر ہے کہ اس روح بلند کے عروج ملکوتی کے چار سال (۲) گذر جانے کے باوجود ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کے اعلٰی وارفع مقاصد تمام اسلامی ممالک میں، اسلام کے شیدائیوں کے لئے حرکت وانقلاب کا سرچشمہ بنے ہوئے ہیں اور اسلام پسندی کی سرکش موجیں ایک ناقابلِ انکار حقیقت بن کر سر اُبھار رہی ہیں، ایسی زندہ حقیقت جس نے رہبرانِ کفر کو لرزہ براندام کر رکھا ہے اور بڑی عاجزی کے ساتھ اس کا اعتراف کر رہے ہیں، والحمد للہ۔

یہ لیجئے، اس امام مجاہدین، مقتدائے عارفین اور اس امام و رہبر کی رحلت کی چوتھی برسی کے موقع پر جس کے مبارک ہاتھ حقانیت ولایت اور عطوفت امامت کی علامت کے طور پر بلند ہو کر ہمارے پُرہیجان جذبات کا جواب دیتے تھے۔ اور اپنے دلنشین اور خدائی کلام کے ذریعے مشکلوں کو آسان، درد وغم کو کافور اور دلوں کو مطمئن کرتے تھے۔ اور پامردی و پائیداری کے ساتھ راہِ خدا پر چلتے رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ کتاب حاضر کو اس کے راستے پر چلنے والوں کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس کے افکار وہدایات کے دوبارہ مطالعے سے اس کے فراق کا غم اور ہجر کا سوز ورنج کچھ کم ہو جائے۔ اس کے معارف کے چشمۂ زلال سے زادِ راہ جمع کریں۔ اور جو اس نے سکھایا ہے اس پر عمل کر کے راہِ انقلاب کو جاری رکھنے کی کوشش کریں۔ انشاء اللہ۔

اس مجموعہ میں درج کلمات کو، امام خمینی رحمت اللہ علیہ کے تالیفات اور تقریرات سے منتخب کر کے مختلف موضوعات کے تحت، چار حصوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔

موسسۂ تنظیم و نشر آثارِ امام خمینیؒ: امورِ بین الملل

پہلا حصّہ

پہلی فصل:

معرفت و عبودیت

۱: ماسوائے حق تعالیٰ کوئی نور نہیں، سب ظلمت ہی ظلمت ہیں۔

۲: ہمارا وجود خدا سے ہے۔ سارا جہاں خُدا سے ہے، خدا کا جلوہ ہے، اور اسی کی جانب لوٹ کر جائے گا۔

۳: انبیاءؑ کرام کا تمام تر مقصد (ساری کائنات کو) ایک کلمہ کی طرف موڑ دینا رہا۔ اور وہ کلمہ ہے "معرفت اللہ"!

۴: وحی کا اصلی مقصد انسان پر معرفت کے دریچے کھولنا تھا۔

۵: اولیاء کی زیادہ تر گریہ وزاری اپنے محبوب اور اس کی کرامت سے جدائی اور فراق سے پہونچنے والے کرب کی وجہ سے ہوتی ہے۔

۶: اولیائے خدا اور انبیائے خدا کو تمام کمالات، خدا کے غیر سے مُنہ موڑ کر صرف اُسی کا ہو جانے کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں۔

۷: جو چیز انسان کو ضیافت گاہِ الٰہی میں باریاب کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ انسان خُدا کے غیر سے رشتہ توڑے۔ اور ایسا کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔

۸: اپنے آپ کو اس بحر یعنی الوہیت، نبوت اور قرآنِ کریم کے بحرِ بیکران سے متصل کیجئے۔

۹: یاد رکھیے کہ خدائے متعال کی ظاہری اور باطنی نعمتوں کا شکر بجالانا، عبودیت و بندگی کی واجبی ذمّہ داریوں میں سے ایک ہے۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ بقدرِ مقدور اسکو بجالائے۔ اگرچہ مخلوقات میں کوئی بھی حق تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

۱۰: بالکل واضح ہے کہ حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور ثناء اس کے مقامِ مُقدّس اور صفات جلال و جمال کے علم اور معرفت پر موقوف ہے۔ علم و معرفت کے بغیر یہ چیز ممکن نہیں۔

۱۱: عبودیت کے آداب میں سے ہے کہ قدرتِ حق کے سوا کسی کی قدرت تسلیم نہ کرے۔ اور خدا اور اس کے اولیاء کے علاوہ کسی کی حمد و ثنا نہ کرے۔

۱۲: حقیقی تمجید غیر خدا کی ہو ہی نہیں سکتی۔ حتیٰ آپ کسی پھول کی تعریف کریں یا سیب کی خوبیاں گنوائیں تو یہ بھی خدا کی تمجید ہے۔

۱۳: مطمئن رہیئے کہ اگر آپ کے کام سرچشمۂ الوہیت سے ہٹ کر ہوں اور آپ اسلامی وحدت کے رشتے سے نکل جائیں تو آپ رسوا ہو جائیں گے۔

۱۴: اگر آپ کے مقاصد الٰہی ہوں تو اس کے ساتھ مادی مقاصد بھی ہوں گے، لیکن اُس وقت وہی مادی مقاصد بھی الٰہی مقاصد ہو جائیں گے۔

۱۵: کسی کام کے خدائی یا شیطانی ہونے کی تشخیص کا معیار یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو ٹٹولنے کے بعد مطمئن ہو جائے کہ کام وہی ہوا ہے جو وہ چاہتا تھا، چاہے اس کام کو کسی اور نے ہی انجام دیا ہو۔

۱۶: خدا کی طرف توجہ، خود سے خدا کی طرف ہجرت، کہ جو سب سے بڑی ہجرتوں میں سے ایک ہے۔ اور نفس سے حق اور دُنیا سے عالمِ غیب کی طرف ہجرت نے آپ کو طاقتور بنائیں۔

۱۷: خدا کی ذات پر بھروسے کے بعد، اپنی طاقت پر بھروسہ رکھیے کہ جس کا سرچشمہ وہی ہے۔

۱۸: میں آپ سے کہتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کسی سے نہ ڈریئے اور خدائے تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی سے اُمید نہ رکھئے۔

۱۹: غیر خدا کی طرف توجہ، انسان کو ظلمانی اور نورانی حجابوں میں محصور کر دیتی ہے۔

۲۰: حق سے غفلت دِل کی کدورت بڑھاتی ہے، نفس وشیطان کو انسان پر حاوی کرتی ہے۔ برائیوں کو روز افزوں کرتی ہے۔ اور خدا کا ذکر اور اس کی یاد دِل کو صفا بخشتی ہے۔ آئینۂ دل کو جلا دے کر اس کو محبوب کی جلوہ گاہ بناتی ہے۔ روح کا تصفیہ کر کے اسے خالص کرتی ہے۔ اور انسان کو قیدِ نفس سے چھٹکارہ دلاتی ہے۔

۲۱: جان لیجئے کہ کوئی آگ بھی غضبِ الٰہی کی آگ سے زیادہ دردناک نہیں۔

۲۲: جس طرح اپنے آپ کو بچانا اور خود کو تاریکیوں سے نور میں لے آنا ہماری ذمہ داری ہے اسی

طرح دوسروں کو اس کی ترغیب دینا بھی ہماری ذمّہ داری ہے۔

۲۳: ہمیں چاہیئے کہ دوسروں کو بلائیں۔ مگر نہ اپنی طرف بلائیں اور نہ دُنیا کی طرف، بلکہ خدا کی طرف بلائیں۔

۲۴: درس صرف خدا کے لئے پڑھیے۔

۲۵: اگر انسان کی تگ و دو خدا کے لئے نہ ہو بلکہ نفس کی اُمنگوں کے لئے ہو تو وہ پایۂ تکمیل کو نہیں پہونچتی بلکہ آخر کار سست پڑ جاتی ہے۔ جو چیز خدا کے لئے نہ ہو وہ پائیدار نہیں ہو سکتی۔

۲۶: خدا ہے۔ اس سے غافل نہ ہوئیے! خدا حاضر و ناظر ہے۔ ہم سب اس کی نظارت و مُراقبت میں ہیں۔

۲۷: اپنے مقصد کو الہٰی مقصد بنائیے۔ خدا کے لئے قدم بڑھائیے۔

۲۸: تمام عالَم محضرِ خدا ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے اس کے سامنے ہوتا ہے۔

۲۹: ہمیشہ یاد رکھیے کہ آپ کے کام خدا کے سامنے ہوتے ہیں۔ تمام کام! آنکھیں کھلتی اور بند ہوتی ہیں تو خدا کے سامنے ہوتی ہیں۔ زبانیں تکلم کرتی ہیں۔ تو خدا کے حضور میں کرتی ہیں۔ ہاتھ جو عمل کرتے ہیں۔ خدا کے محضر میں کرتے ہیں، اور کل ہمیں جواب دینا ہوگا۔

۳۰: ہم سب کے سب خدا کے حضور میں ہیں اور سب کو مرنا ہوگا۔

۳۱: اپنے دل و دماغ کو باور کرائیے کہ آپ کسی بھی کام کے انجام دیتے وقت خدا کے سامنے ہوتے ہیں۔

۳۲: اپنے حجابوں میں محصور اور اُلٹے دلوں کو بتا دیجیے کہ پورا عالم۔ اعلیٰ علیّین سے لے کر اسفل سافلین تک۔ حق تعالےٰ کا جلوہ ہے اور اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

۳۳: خدا کی نعمتیں اس کے بندوں کا امتحان ہے۔

۳۴: جو چیز انسان کو بے اطمینانی کی کیفیت سے نکالتی ہے، وہ خدا کی یاد ہے۔

۳۵: خدا سے لو لگاؤ تاکہ دِل تمھاری طرف جُھک جائیں۔

۳۶: عمل کی ظاہری صورت معیار نہیں ہوتی۔ جو چیز معیار ہوا کرتی ہے وہ ہے عمل کا محرک۔

۳۷: دُنیا میں کوئی مکلّف ایسا نہیں جو خدا کی آزمائش اور اس کے امتحان کے دائرے میں نہ آتا ہو۔

۳۸: جو شخص جس مقام و مرتبہ پر فائز ہے وہی مقام و مرتبہ اس کا امتحان ہے۔

۳۹: اسلام میں شخصیتیں معیار نہیں۔ خدا کی خوشنودی معیار ہے۔ ہم شخصیتوں کو حق کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ نہ کہ حق کو شخصیتوں کے ذریعے! معیار صرف حق اور حقیقت ہے۔

۴۰: ہمیں چاہیئے کہ الٰہی معیار کو ہر چیز کا معیار قرار دیں۔

۴۱: ملّت بیدار ہو جائے! حکومت بیدار ہو جائے! آپ سب آنکھیں کھولیں! سب خدا کے حضور میں ہیں۔ کل سب کو حساب دینا ہوگا۔ شہیدوں کے خون کے اوپر سے آنکھیں بند کر کے نہ گذر جائیے۔ اور مقام و مرتبہ کی خاطر آپس میں نہ لڑیئے۔

۴۲: دُنیا محضرِ خدا ہے۔ خدا کے حضور میں رہ کر گناہ نہ کیجئے۔ خدا کے سامنے فانی اور باطل چیزوں پر آپس میں نہ جھگڑیئے۔ خدا کے لئے کام کیجئے۔ اور خدا کی خاطر آگے بڑھیے۔

۴۳: اس وقت ہم سب کو امتحان گاہ میں لا کھڑا کر دیا گیا ہے۔

۴۴: انسان کے لئے ممکن ہے کہ کسی چیز کو سب سے مخفی رکھے۔ لیکن ہماری ہر چیز خدا کے ہاں محفوظ ہے اور ہمارے اعمال ہمیں لوٹا دیئے جائیں گے۔

۴۵: خدا پر بھروسہ کیجئے اور خدا پر بھروسہ کرنا انشاء اللہ تمام مشکلات کو حل کر دے گا۔

۴۶: خدا کی طرف سے تمام ذمّہ داریاں اس کا لطف ہیں۔ لیکن ہم انھیں تکلیف سمجھتے ہیں۔

۴۷: ہمیں چاہیئے کہ بندہ بنے رہیں اور ہر چیز کو خدا کی طرف سے جانیں۔

۴۸: خدائے تبارک و تعالیٰ نے جملہ نعمتیں ہمیں عطا فرمائی ہیں۔ اور جو چیزیں اس نے عطا کی ہیں، ہمیں چاہیئے کہ اس کی راہ میں صرف کریں۔

۴۹: ہم سب خدا کی طرف سے ہیں اور ہمیں چاہیئے کہ اس کی خدمت میں رہیں۔

۵۰: جو چیز مشکل کو آسان بناتی ہے وہ یہ ہے کہ تمام انسان جانے والے ہیں اور ہم سب جانے والے ہیں۔ پس کتنا اچھا ہو گا کہ خدا کی راہ میں قربان ہو جائیں۔

۵۱: ہمارے آپ کے اور سب کے پاس جو کچھ ہے خدا کی طرف سے ہے اور جس قدر بھی ہم میں توانائی ہے ہمیں چاہیئے کہ خدا کی راہ میں خرچ کریں۔

انبیائے الٰہی

۱: انبیاء قوتوں کو ظاہر کرنے اور استعداد سے سرشار انسان کو حقیقت میں انسان بنانے کے لئے آئے ہیں۔

۲: انبیائے کرام کی تمام تر کوشش یہ رہی ہے کہ اس موجود (انسان) کو سیدھے راستے کی طرف بلائیں اور اس پہ گامزن کریں۔

۳: بعثت کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے اخلاق و عادات، ان کے نفوس، ان کی ارواح و اجسام (خلاصہ) ان تمام چیزوں کو تاریکیوں سے نجات دلائے تاریکیوں کو مکمل طور پر برطرف کرے اور اس کی جگہ نور کو متجلی کرے۔

۴: انبیائے کرام لوگوں کو تاریکیوں سے نور کی جانب بلانے کے لئے آئے ہیں۔

۵: بعثت نے دنیا میں، علم و عرفان کے میدان میں انقلاب برپا کر دیا اور ان یونانی خشک فلسفوں کو جو یونانیوں کی ایجاد تھے، اور ایک حیثیت رکھتے تھے اور رکھتے ہیں۔ ان کو اربابِ شہود کے لئے، عرفانِ واقعی اور شہودِ حقیقی میں بدل دیا۔

۶: جو چیز انبیائے کرام کے مدِ نظر تھی وہ یہ تھی کہ ہر چیز کو خدائی بنائیں۔ دنیا کے ہر گوشے، اور انسان کے تمام پہلوؤں کو جو عالَم کا خلاصہ اور نچوڑ ہے الٰہی روپ دیں۔

۷: رسول اکرمؐ کے وجودِ مبارک کی برکت ایسی ہے کہ پورے عالم میں ابتدائے خلقت سے آخر تک، ایسا موجود بابرکت نہ دُنیا میں آیا ہے اور نہ آئے گا۔

۸: "ظل اللہ"، پیغمبرِ اعظم ہیں۔ جن کے پاس اپنی طرف سے کچھ نہیں جو کچھ ہے" وحی" ہے۔

۹: روح اللہ اور خدا کے عظیم الشان پیغمبر حضرت عیسٰیؑ بن مریم پر خداوندِ متعال کی رحمتیں اور اس کا درود ہو کہ جس نے مُردوں کو زندہ اور سوئے ہوؤں کو بیدار کر دیا۔ ان کی مادر عظیم الشان، مریم عذرا، صدیقہؑ حورا پر خدا کی رحمتیں اور اس کا سلام ہو جس نے رحمتِ الہٰی کے پیاسوں کو ایسا فرزند، خدا کی عنایت کے ذریعہ رحمت کیا۔

۱۰: (پادریوں کو مخاطب قرار دیتے ہوئے) خدا کی خوشنودی اور حضرت مسیحؑ کے حکم کی پیروی کی خاطر، ایک بار ہی اپنے کلیساؤں کے نقارے کو، مظلوم ایرانیوں کے حق میں اور ستمگروں کی سرزنش کے لئے بجادو۔

۱۱: انبیائے خدا کا بنیادی کام یہ تھا کہ جتنا ممکن ہو حُبِ نفس کو دبائیں اور اس سرکش نفس کو لگام دیں۔

۱۲: ہم معاشرے کی اصلاح چاہتے ہیں۔ ہم پیغمبروں کے پیرو ہیں۔ جو معاشرے کی اصلاح اور اسے خوش بختی سے ہمکنار کرنے کی خاطر آئے ہیں۔

۱۳: اگر تمام انبیائے کرام ایک مقام پر اکٹھے ہو جائیں تو وہ آپس میں کبھی اختلاف نہیں کریں گے۔

۱۴: اگر سارے نبیؑ ایک ہی زمانہ میں ہوتے تو ان میں کوئی اختلاف نہ ہوتا۔

۱۵: انبیائے کرام علیہم السّلام کا دستور یہ رہا ہے کہ کسی وقت بھی تلوار ہاتھ میں نہ لیں۔ مگر ان لوگوں کے خلاف جن کا علاج صرف شمشیر ہو اور وہ معاشرے کو خراب کر رہے ہوں۔

۱۶: انبیائے کرامؑ کی منطق، کفار اور انسانیت کے دشمنوں پر سختی کرنا، اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عطوفت و مہربانی سے پیش آنا تھی۔ جبکہ سختی بھی رحمت تھی۔

۱۷: انبیائے کرامؑ کفار و منافقین کو دیکھ کر دُکھی ہوتے تھے کہ وہ کیوں ایسے ہیں۔

۱۸: انبیائے کرامؑ نے مبعوث ہونے کے بعد سب سے پہلے با اقتدار لوگوں سے مقابلہ کیا، حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے مقابلہ کیا۔ اونچے طبقے کے لوگ مقابلہ کیے جانے اور ہدایت پانے کے زیادہ سزاوار ہیں۔

دینِ اسلام

۱: اسلام سب سے اونچا مکتبِ فکر ہے۔ اور دُنیا کے تمام مکاتبِ فکر سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

۲: اسلام تمام بشریت کے لئے آیا ہے۔ صرف مُسلمانوں اور ایران کے لئے ہی نہیں۔ انبیائے کرامؑ اور پیغمبرِ اسلامؐ تمام انسانوں کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

۳: اسلام انسان کی تہذیب کے لئے آیا ہے۔

۴: اسلام انسان ساز مکتب ہے۔

۵: اسلام انسان کی تربیت کرنے آیا ہے۔ اسلام کا پروگرام انسان اور انسانی تربیت ہے۔

۶: اسلام ہر ایسی چیز کے خلاف ہے جو انسان کی قدر و قیمت برباد کر دیتی ہو اور اسے بے ہوشی کی طرف لے جاتی ہو۔

۷: اسلام ایک ایسا مکتب ہے جو انسان سازی کے لئے آیا ہے۔

۸: مکتبِ اسلام، مکتبِ انسان سازی ہے۔

۹: اسلام اس انسان کے لئے جو سب کچھ ہے۔ اور جس کے مراتب کا سلسلہ طبیعت سے لے کر ماورائے طبیعت اور پھر عالم الوہیت تک ہے، منشور اور دستور رکھتا ہے۔

۱۰: ملتِ ایران کے لئے، اسلام جیسا ترقی سے مالا مال مکتب رکھتے ہوئے کوئی وجہ نہیں کہ اپنی ترقی اور سر بلندی کے لئے مغربی ڈھانچوں یا کمیونسٹ ملکوں کی تقلید کرے۔

۱۱: اگر ہر چیز اسلام کے مطابق ہو جائے تو ایسا معاشرہ وجود میں آجائے جس میں کوئی خرابی نہ ہو۔

۱۲: اسلام معاشرے کی اصلاح کے لئے ہے۔

۱۳: اسلام میں حقوق کا تصور، ترقی یافتہ، جامع اور کامل ہے۔

۱۴: اسلام، جس نے غور و فکر کرنے کی زبردست تاکید کی ہے۔ اور انسان کو ہر طرح کے خرافات اور رجعت پسند انسان دشمن طاقتوں کے چنگل میں اسیر ہونے سے باز رہنے کی دعوت دی ہے، کیسے ممکن ہے کہ ترقی و تمدن اور انسان کے مفید اختراعات کے ساتھ سازگار نہ ہو جو اس کے تجربے کا نتیجہ ہیں؟

۱۵: اسلام تمدن کے اعلیٰ مرتبے پر ہے۔ اسلام کے مراجع عالی قدر تمدن کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں۔

۱۶: اسلام میں تجدد و تمدن کے تمام آثار کی اجازت ہے صرف ان کی اجازت نہیں جن سے اخلاق و عفت خراب ہوتے ہوں۔ اسلام نے ان چیزوں کو رد کیا ہے جو ملتوں کے منافع و مصالح کے برخلاف تھیں۔ جو چیزیں مصالح ملت کے ساتھ سازگار تھیں انھیں بدستور باقی رکھا ہے۔

۱۷: اسلام نے جن چیزوں سے روکا ہے وہ یہی ہیں جو ہمارے جوانوں کو تباہی کے دہانے پر لاکھڑا کرتی ہیں۔

۱۸: اسلام میں ایک قانون ہے اور وہ ہے قانونِ الٰہی جس کی حکمرانی ہے۔

۱۹: ہم معتقد ہیں کہ صرف مکتبِ اسلام انسانی معاشرے کی ہدایت کر کے اسے ترقی کے راستے پر لگا سکتا ہے۔ دُنیا اگر ان ہزاروں مشکلوں سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہے کہ جن سے آج کل وہ دوچار ہے اور انسانوں جیسی زندگی گذارنا چاہتی ہے تو اسے چاہیئے کہ اسلام کا دامن تھام لے۔

۲۰: اسلام بشریت کو نجات دلانے آیا ہے۔

۲۱: اسلام بنانے کے لئے آیا ہے اور اس کے مدِ نظر انسان سازی ہے۔

۲۲: قوانین اسلام کی جامعیت اور ہمہ گیری ایسی ہے کہ اگر کوئی اسے پہچان لے تو اعتراف کرے گا کہ انسانی غور و فکر کی حد سے باہر ہے اور ممکن نہیں کہ انسانی تفکر و علمی قدرت نے اس کو جنم دیا ہو۔

۲۳: اسلام کسی خاص ملّت کے لئے نہیں اور اس میں ترک، فارس اور عرب و عجم کا تصور نہیں۔ اسلام سب کے لئے ہے۔ اس نظام میں قبیلے، زبان اور رنگ و نسل کا کوئی مقام نہیں۔

۲۴: بنیادی طور پر اسلام میں نژاد مدِ نظر نہیں، عربی، عجمی اور دوسرے گروہوں کا کوئی تصور اس میں نہیں۔ اسلام انسان کی تربیت کے لئے آیا ہے اسلام کے منشور میں صرف انسان اور انسانی تربیت شامل ہیں۔

۲۵: اسلام دُنیا کی تمام ملتوں، عرب، عجم، ترک اور فارس کو رشتۂ اتحاد میں پرونے، اور اُمّتِ اسلام کے نام سے ایک بڑی اُمّت تشکیل دینے کے لئے آیا ہے۔ تاکہ جو لوگ اسلامی ممالک و مراکز پر تسلّط پیدا کرنا چاہیں وہ ایسا نہ کرسکیں۔ اور یہ چیز مُسلمانوں کے تمام طبقات کے اس عظیم اتحاد کی وجہ سے ممکن ہو سکتی ہے جسے مُسلمان تشکیل دیں گے۔

۲۶: یہ اسلام کی طاقت ہے جس نے مختلف طائفوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا ہے۔

۲۷: میں نے بار ہا اعلان کیا ہے کہ اسلام میں قبیلے، زبان، قومیّت اور اطراف کا کوئی تصور نہیں۔

۲۸: قانونِ اسلام میں اشخاص کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

۲۹: اسلام ان مجاہدوں کا دین ہے جو حق و عدالت کی تلاش میں ہیں، ان لوگوں کا دین ہے جو آزادی اور استقلال چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کا مکتب ہے جو استعمار کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔

۳۰: ہمیں چاہیئے کہ کوشش کریں تاکہ جہالت و خرافات کے بندھنوں کو توڑ کر، خالص اسلام محمدیؐ کے صاف و شفاف چشمے تک پہونچیں۔

۳۱: شیاطین اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے چکر میں ہیں۔

۳۲: آج اسلام کا مقابلہ کل کفر سے ہے۔

۳۳: کوئی طاقت اسلام سے بڑھ کر نہیں۔

۳۴: اسلام کو اپنا مقتدا بنائیے اور اسلام کے سامنے سر تسلیم خم رکھیے!

۳۵: اسلام ہمارے وہم و گمان سے بھی کہیں زیادہ عزیز ہے۔

۳۶: مکتبِ اسلام، مکتبِ تہذیب ہے۔

۳۷: اسلام مادیّات کو اس طرح مُرتب کرتا ہے کہ وہ الٰہیات میں بدل جاتے ہیں۔

۳۸: اسلام نے سب کچھ بتا دیا ہے۔ لیکن کمی مسلمانوں کی ہے۔

۳۹: مسلمانوں کی سب سے بڑی مشکل قرآن اور اسلام سے دوری ہے۔

۴۰: اگر ملتیں اسلام سے آگاہ ہو جائیں تو وہ سمجھ جائیں گی کہ جو کچھ بھی وہ چاہتی ہیں وہ اسلام میں موجود ہے۔

۴۱: اس ملک نے جتنے صدمے بھی سہے ہیں۔ ان کا تعلق صرف ان لوگوں سے تھا جو اسلام کو نہیں پہچانتے تھے۔

۴۲: جو لوگ اسلام سے بدگمانی رکھتے ہیں ان کی مشکل یہ ہے کہ وہ اسلام کو صحیح طور پر نہیں

سمجھے ہیں۔

۴۳: میری نصیحت یاد رکھیے کہ اپنا راستہ اسلام سے الگ نہ کیجئے۔ اپنا راستہ علماء سے جُدا نہ کیجئے۔ اس خدائی طاقت کو علماء کی اس طاقت کو جو خدائی طاقت ہے اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔

۴۴: اسلام اور روحانیت دو ایسے مضبوط اور ناقابلِ تسخیر قلعے ہیں جن سے غیروں کو نفرت ہے۔

۴۵: اسلام نے حکومتوں کو خدمت کرنے پر مامور کیا ہے۔

۴۶: اسلام کمزور کر دیئے گئے لوگوں کی خدمت کے لئے ہے۔

۴۷: اسلام آپ سب کا خیر خواہ ہے۔ وہ دُنیا و آخرت میں آپ کی خوش بختی کا ضامن ہے۔

۴۸: اسلام ہمارے لئے سب کچھ لے کر آیا ہے۔

۴۹: اسلام مُستضعفین کی نجات کے لئے آیا ہے۔

۵۰: اسلام دینِ آزادی اور دین خود مختاری ہے۔

۵۱: اسلام معنویات کی پیروی میں مادّیات کو قبول کرتا ہے۔

۵۲: اسلام باطنی تربیت بھی کرتا ہے اور دنیاوی مصالح کی حفاظت بھی!

۵۳: اسلام کے قوانین انسانی ضرورتوں کے مطابق ہیں۔ یہ قوانین بالکل واضح اور روشن ہیں۔

۵۴ اسلام سیاسی، اقتصادی، اجتماعی اور فرہنگی لحاظ سے انسان کی حقیقی ترقی کی راہ میں درپیش ہر ضرورت پوری کرتا ہے۔

۵۵: مکتبِ اسلام ایک مادّی مکتب نہیں بلکہ ایک معنوی مکتب ہے۔ یہ مکتب مادیت کو معنویات، اخلاق اور تہذیبِ نفس کی پناہ میں قبول کرتا ہے۔

۵۶: اسلام کا پیغام صرف مادّیات اور صرف معنویات کے لئے نہیں۔ بلکہ اس میں دونوں ہیں۔ یعنی اسلام اور قرآنِ کریم اس لئے آئے ہیں کہ انسان کی اس کے ہر پہلو کے لحاظ سے تہذیب و تربیت کریں۔

۵۷: اسلام ایک ایسی حکومت ہے جس کا ایک پہلو سیاسی اور ایک پہلو معنوی ہے۔

۵۸: اسلام ایک ایسا عبادی اور سیاسی دین ہے جس کے سیاسی امور میں عبادت شامل ہے اور عبادتی امور میں سیاست۔

۵۹: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیانت کے اندر سیاست کی بنیاد رکھی ہے۔ رسول اللہ نے حکومت قائم کی تھی۔

۶۰: اسلام دینِ سیاست ہے۔ جس میں حکومت بھی ہے۔

۶۱: اسلام کے سیاسی احکام اس کے عبادی احکام سے زیادہ ہیں۔

۶۲: سیاسی عمل تمام مسلمانوں کی مذہبی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

۶۳: خدا کی قسم، پورے کا پورا اسلام سیاست ہے۔

۶۴ سیاست مدنی کا سرچشمہ اسلام ہے۔

۶۵: دینِ اسلام ایک ایسا سیاسی دین ہے جس کی ہر چیز، حتیٰ اس کی عبادت بھی سیاست ہے۔

۶۶: اسلام میں ہر چیز، اور ہر ایک کی زندگی کے لئے دستور موجود ہے۔

۶۷: اسلام میں انسان کی ولادت کے دن سے اس کے قبر میں داخل ہونے کے دن تک پوری زندگی کے لئے حکم اور قانون موجود ہے۔

۶۸: اسلام کے مقدس احکام میں، عبادی امور سے زیادہ سیاسی واجتماعی امور کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔

۶۹: اسلام کے اندر دستورِ زندگی بھی ہے اور منشورِ حکومت بھی۔

۷۰: اسلام کے احکام بڑے ترقی یافتہ احکام ہیں۔ جن میں آزادی، استقلال اور پیشرفت، سب کچھ موجود ہے۔

۷۱: کوئی بھی ملک اگر اسلام کے قوانین پر عمل کرے تو بلاشبہ ترقی یافتہ ترین ملک بن جائے گا۔

۷۲: اسلام نے تو خود ہی دنیا میں ایک عظیم تمدن کی بنیاد ڈالی ہے۔

۷۳: یہ اسلام تھا اور اللہ اکبر کی صدائیں تھیں، جنھوں نے آپ کو کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔

۷۴: یہ اسلام تھا جس نے آپ کو راستے پر لگایا اور آپ کو اس قدر طاقت بخشی کہ آپ ان بڑی

۷۵: ہولناک شیطانی طاقتوں کے مقابلے پر ڈٹ گئے اور ان سے ہراساں نہیں ہوئے۔

۷۶: جو لوگ اسلام اور ملّت کے خلاف سازش کا قصد رکھتے ہیں ان کو آزاد چھوڑ دینا خیانت ہے۔

اسلام کی حفاظت

۱: حق اور اسلام کا دفاع سب سے بڑی عبادت ہے۔

۲: اسلام کی حفاظت اس کے احکام کی حفاظت سے زیادہ اہم ہے۔ پہلے اسلام کی بنیاد ہے اور اس کے بعد احکام اسلام کی بنیاد۔

۳: اسلام کا بچانا مسلمان کی جان بچانے سے زیادہ ضروری ہے۔

۴: ہماری ذمّہ داری یہ ہے کہ اسلام کو بچائیں اور اس کی حفاظت کریں۔

۵: اگر ہم اسلام کو خطرے میں دیکھیں تو سب کو چاہیئے کہ اپنی جانیں دے کر اسکو بچائیں۔

۶: اگر نہضت، اسلام پر باقی رہے تو اس کو کوئی خطرہ نہیں۔

۷: اسلام کی حفاظت زحمت طلب ہے۔

۸: اسلام اور اسلامی ملک کا دفاع ایسا امر ہے جو خطرے کے اوقات میں، ایک الٰہی، ملّی اور شرعی ذمّہ داری ہے۔ اور تمام جماعتوں اور گروہوں پر واجب ہے۔

۹: اگر ہم اسلام چاہتے ہیں تو ہمیں اس جمہوری کی حفاظت کرنا ہوگی۔

۱۰: اسلام اور عمومی مصلحت کی رعایت یہ دونوں چیزیں ذاتی مصلحت کی رعایت سے پہلے ہیں۔

۱۱: اسلام فقہ اور فقہ کے احکام کے ساتھ باقی ہے۔

۱۲: ہم سب کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ مکتب محفوظ رہے۔

۱۳: ہم اسلام کی حفاظت کے ذمہ دار اور مسئول ہیں۔ اور آج اسلام کی حفاظت کا راز ایک دوسرے کے ساتھ مفاہمت کرنے میں مضمر ہے۔

۱۴: ہمارے بزرگانِ اسلام، قرآنِ کریم اور اسلام کے احکام کی حفاظت کی خاطر مار ڈالے گئے۔ جیلوں میں رہے۔ قربانیاں دیں۔ تب کہیں وہ اسلام کو بچا کر ہمارے حوالے کر پائے ہیں۔

۱۵: جنھوں نے اسلام کی حفاظت کے لئے کمرِ ہمت کس رکھی ہے۔ اگر سبھی چلے جائیں تب بھی ان کو رہنا چاہیئے۔

۱۶: اسلام میں کوئی فریضہ، خود اسلام کی حفاظت سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔

۱۷: ہمارے انقلابی عوام یاد رکھیں کہ اسلام و انقلاب کی حفاظت، اس کے ثمرات کی نگہداشت اور شہیدوں کے خون کے احترام کے طور پر ضروری ہے کہ وہ انقلابی بردباری کا مظاہرہ کریں۔

۱۸: نعمت کا شکر یہ ہے کہ آپ اسلام کے وفادار رہیئے۔ میں آپ کو ہوشیار کرتا ہوں کہ اسلام کے وفادار رہیئے۔

۱۹: مصیبتوں کا پہاڑ بھی ہو تو اسلامی اور ایرانی حیثیت کے مقابلے میں ذرّے کے مانند ہے۔

۲۰: اسلام چیز ہی ایسی ہے کہ ہم سب کو اس پر قربان ہو جانا چاہیئے تاکہ وہ برسرکار آسکے۔

۲۱: تقیّہ (۳) دین بچانے کے لئے ہوتا ہے۔ جہاں دین خطرے میں ہو وہاں تقیّے اور خاموشی کی گنجائش نہیں۔

۲۲: کبھی تقیّہ حرام ہو جاتا ہے۔ جب انسان دینِ خُدا کو خطرے میں دیکھے تو تقیّہ نہیں کر سکتا۔

۲۳: پوری ملّت کو چاہیئے کہ اسلام کی پاسدار بن کر رہے۔

۲۴: اسلامی وقار کی حفاظت ہماری ذمّہ داری ہے۔

۲۵: جس روز ہمیں یہ احتمال ہو کہ اسلام خطرے میں ہے اس روز ہم سب کو ایثار کے میدان میں کُود پڑنا چاہیئے۔

۲۶: اسلام کی تقدیر سب مسلمانوں کی تقدیر ہے۔

۲۷: جو شخص جس جگہ بھی خدمت کر رہا ہے اس کی سب سے بڑی ذمّہ داری یہ ہے کہ اسلامی قوانین پر عمل کرے۔

۲۸: ہمارے اس زمانہ میں، اسلام کا مقابلہ کُلِ کُفر سے ہے۔ نہ کہ میرا اور آپ کا مقابلہ، میں اور آپ کس شمار میں ہیں۔

۲۹: جس وقت انسان خدا کے دین کو خطرے میں دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ خدا کے لئے اُٹھ کھڑا

۲۰: ہو، جس وقت اسلام کے احکام کو خطرے میں دیکھے تو خدا کے لئے قیام کرے۔ اگر کرسکا تو اس نے اپنی ذمّہ داری نبھائی ہے اور کام آگے بڑھایا ہے۔ اگر نہ کرسکا تب بھی اُسنے اپنی ذمّہ داری پر عمل کیا ہے۔

۲۱: اگر جہانخوار ہمارے دین کے مقابلے پر اُٹھ کھڑے ہونا چاہیں گے تو ہم ان کی ساری دنیا کے مقابلے پر اُٹھ کھڑے ہوں گے۔

تبلیغِ اسلام

۱: اسلام کے درخشاں و تابندہ چہرے کو دُنیا کے سامنے روشن کریں۔ اس لئے کہ اگر قرآن و سنّت میں آب و تاب کے ساتھ بیان شدہ اسلام کا یہ خوبصورت چہرہ دُنیا والوں پر اسلام کے مخالفوں اور دوستوں کی نافہمی کی نقاب سے باہر آجائے تو اسلام جہانگیر ہو جائے گا۔

۲: عوام کے درمیان معارف اسلامی کو مضبوط بنائیے اس لئے کہ سب کاموں میں سرفہرست یہی اسلامی معارف ہیں اگر یہ صحیح ہو جائیں تو ہر کام صحیح ہو جائے گا۔

۳: اگر اسلام کو اس کی واقعی شکل میں دُنیا کے سامنے پیش کریں اور اس کی حقیقت پر عمل پیرا ہوں تو سیادت آپ کی ہے اور بزرگی آپ کے قدم چُومے گی۔

۴: ہماری ذمّہ داری ہے کہ لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف بلائیں۔ اللہ کے اس راستے پر جو سیدھا راستہ ہے۔

۵: تمام مُسلمان اور خاص کر علمائے اسلام کی ذمّہ داری ہے کہ اسلام اور اس کے احکام کو پھیلائیں اور دُنیا کے لوگوں کو پہنچوائیں۔

۶: ہماری ذمّہ داری ہے کہ اسلام کو دُنیا کے گوشے گوشے تک پہونچائیں۔

۷: اگر ہم میں سے کسی سے کوئی عمل اسلامی قوانین اور اسلامی احکام کے خلاف سرزد ہو تو اسلام کو شکست ہوگی۔

۸: کس قدر رنج افزا اور غم انگیز ہے کہ مسلمانوں کے پاس ایسا سرمایہ ہے کہ دُنیا کی ابتداء سے انتہا تک اس کی نظیر نایاب ہے۔ لیکن وہ اس گوہر گرانبہا کو دُنیا کے سامنے پیش نہیں کرپائے ہیں جس کا ہر انسان آزادیٔ فطرت کی بناء پر طالب ہے۔ بلکہ خود بھی اس سے غافل و بے خبر ہیں اور بسا اوقات اس سے بھاگتے ہیں۔

اسلام طلبی

۱: آج اسلام ایک ایسے ترقی یافتہ مکتب کی صورت میں، کہ جو انسان کے تمام ضروریات پوری کرنے اور اس کے جملہ مشکلات کو حل کرنے پر قادر ہے۔ دُنیا کے تمام مسلمانوں خاص کر ایران کی ملّتِ اسلامیہ کی توجّہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔

۲: آپ نے اسلام کے لئے قیام کیا ہے اور آپ کی پشت پر اسلام ہے۔ اور جس کی پشت پر قرآن و اسلام ہو وہ کامیاب ہے۔

۳: ملّتِ ایران نے اپنی جانیں اور خون دے کر اسلام کو زندہ کیا ہے۔

۴: ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس مُلک میں جہاں بھی جائیں وہاں اسلام دیکھنے کو ملے۔

۵: ہمارا پورا مقصد اسلام ہے۔

۶: ہمارا اور ملتِ ایران کا مقصد یہ نہیں اور نہ تھا کہ صرف محمد رضا (۴) جائے، ملوکیت کا خاتمہ ہو اور غیروں کی مداخلت ختم ہو۔ بلکہ یہ سب مقدمہ تھا، مقصد اسلام ہے۔

۷: اسلام کے سائے میں ہم اپنے مُلک کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

۸: ہم سب نے قیام کیا ہے تاکہ اسلام کو ایران میں زندہ کریں اور انشاء اللہ ساری دُنیا میں برآمد کریں۔

۹: کوئی بھی مملکت اسی وقت اسلامی کہلانے کی مستحق ہے جب اس میں اسلامی تعلیمات ہوں۔

۱۰: ہم مسلمان ہیں اور مسلمان اسلام کو نہیں چھوڑ سکتا۔

۱۱: مُلک اسلامی ہے لہٰذا اسلامی قوانین پر عمل ہونا چاہیئے۔

۱۲: آپ نے طاغوت (۵) کو نکالا ہے تو اس کی جگہ اسلامی مملکت اور الٰہی حکومت تشکیل پانا چاہیئے۔ طاغوت کے مقابل اللہ ہے۔ طاغوت کے چلے جانے کے بعد اللہ کی حکومت ہونا چاہیئے۔

۱۳: آج اسلام کو برسرِ کار آنا چاہیئے۔

۱۴: ہم نے تحریک اس لئے شروع کی ہے تاکہ اسلام و قرآن کے قوانین ہمارے مُلک پر حکومت کریں۔

۱۵: اگر غیروں کے پیدا کردہ مشکلات سے نجات پانا چاہتے ہو تو اسلام کا دامن تھام لو۔

۱۶: اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنے دل و دماغ میں یہ بٹھا دیں کہ ہم اپنی جمہوریت کو اسلامی دیکھنا

چاہتے ہیں۔

۱۷: ہم بذاتِ خود کچھ نہیں ہیں۔ سب کچھ اسلام ہے۔

۱۸: ہم چاہتے ہیں اس ملک پر اسلام حکومت کرے اور اسلام کے احکام اس میں رائج ہوں۔

۱۹: ہم اسلامی مملکت بنانا چاہتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ مغربی مملکت بنائیں۔

۲۰: ہم سب سنتِ پیغمبر اسلامؐ اور قرآنِ کریم کو زندہ کرنے کے لئے زندہ ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اسلام کا قرض ادا کریں۔

۲۱: جب تک اسلام کا ایک ایک حکم رائج نہ ہو جائے ہم کوشش کرتے رہیں گے۔

۲۲: ہم چاہتے ہیں اس ملک میں اسلامی عدالت نافذ کریں۔

۲۳: ہم نے اسلام کے لئے قیام کیا ہے۔ جس طرح آغازِ اسلام میں پیغمبرِ اسلامؐ نے اسلام کے لئے قیام کیا تھا۔ اور جس قدر آنحضرتؐ نے زحمتیں اور سختیاں جھیلیں، ہم نے نہیں جھیلیں۔

۲۴: آپ سب کا مددگار اسلام ہے اور قرآنِ کریم ہے۔

۲۵: یہ تحریکیں اس لئے ہیں کہ احکام خدا نافذ ہوں۔

۲۶: ہم جمہوری اسلامی کو اس لئے چاہتے ہیں تاکہ اس میں احکام خدا کو لاگو کریں۔

۲۷: جمہوری اسلامی کا مطلب یہ ہے کہ جمہوریت ہو جس کے قوانین وہی اسلامی قوانین ہوں۔

۲۸: مملکت اسلامی ہے لہٰذا ہماری ہر چیز کو اسلامی ہونا چاہیئے۔

۲۹: آج مملکت، اسلامی مملکت ہے۔ لہٰذا اس کے اندر بھی اسلام ہی ہونا چاہیئے۔

۳۰: یہ تحریکِ اسلامی ہے اور اسلامی تحریک کا منشور اسلامی ہوگا۔

۳۱: ہم اس کوشش میں ہیں کہ اسلام وجود میں آئے۔ ہم نام کے پیچھے نہیں ہیں ہمارا مطلب یہ نہیں کہ اب جمہوری اسلامی نام پڑ گیا ہے۔ لہٰذا یہی ہمارے لئے کافی ہے۔

۳۲: اُمیدوار ہوں کہ خمینی اسلام کے سیدھے راستے سے جو ستمگروں کے خلاف جنگ ہے کبھی منحرف نہیں ہوگا۔ اور اسلام کے مقاصد کو بار آور بنانے کی کوششیں ختم نہیں کرے گا۔

۳۳: ہماری ملت خدا کی راہ میں شہادت کی طالب ہے۔

۳۴: بڑی طاقتوں کے ظلم و تعدی کے مقابلے میں اسلام طلب ملتوں کا نگہبان خدا ہے۔

۳۵: ہماری ملت جو سڑکوں پر نکل آئی اور چھتوں پر چڑھ گئی اور دن رات زحمتیں برداشت کیں۔ جوانوں کو فدا کیا، اپنا خون دیا۔ صرف اسلام کے لئے۔ اگر اسلام نہ ہوتا تو یہ سب کچھ نہ کرتے۔

۳۶: ایران کی شریف اور جہاد کی خوگر قوم نے اپنی ہر چیز کو راہِ خدا میں قربان کرنے کے لئے تیار کر رکھا ہے۔

۳۷: جو ملت خود کو اور اپنی ہر چیز کو اسلام کے لئے چاہتی ہو وہ ہمیشہ کامیاب ہے۔

۳۸: مقصد یہ ہے کہ ہمارا ملک اسلامی ملک ہو اور قرآن، پیغمبر اکرمؐ اور تمام اولیائے عظام کی

رہبری میں ہو۔

۳۹: حق جہاں بھی ہو اس کی تلاش میں نکلنا چاہیے اور اسے خندہ پیشانی سے قبول کرنا چاہیے۔

اسلام اور ہمارا عمل

۱: آج اسلام آپ کے اعمال کا مرہون منّت ہے۔

۲: اسلام کو اپنے اعمال کا معیار بنائیے۔

۳: جب تک ہم خود اسلام پر عمل نہیں کریں گے کوئی قبول نہیں کرے گا کہ ہم مسلمان ہیں۔

۴: اس وقت اسلام ہمارے ہاتھوں میں ہے اور ہم اس کے پاسدار ہیں۔ اگر اسلام کو نقصان پہونچے تو بارگاہ خدا میں ہم سب ذمہ دار اور جوابدہ ہوں گے۔

۵: میں اُمید کرتا ہوں کہ مسلمان اور خاص کر مسلمان رہنما اسلام کے خالی خولی نعروں سے دست بردار ہو جائیں کہ جو اسلامی احکام پر عمل نہ کرنے کا بہانہ ہیں بلکہ اسلام کے بارے میں کما حقہٗ فکر کریں اور اس پر عمل کریں۔

۶: آپ یہ سوچ لیجئے کہ آپ اسلام کے محافظ ہیں نہ کہ اپنے محافظ۔

۷: اس شیطانی لباس سے روحانی لباس کے ذریعے باہر نکلیے، اور ایسا اس وقت ہوگا جب ہم اسلامی نظام کے مطابق عمل کریں گے۔

۸: آپ متعہد مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ اور اسلام کا قرض ادا کر دیا اور فدا کاری و وفاداری کا راستہ ہمیں پہچنوایا۔

۹: اولیائے خدا سے سبق لیجئے جو ہمیشہ مکتب کی فکر میں رہے ہیں، اپنی فکر میں کبھی نہیں رہے۔

۱۰: جس چیز سے مشکلیں آسان ہوجاتی ہیں وہ یہ ہے کہ ہم اسلام کے لئے زحمت اٹھائیں۔

۱۱: آپ نے اسلام کے ساتھ رہ کر یہ کامیابی حاصل کی ہے اور اسی کے ہمراہ اس کامیابی کو آگے بڑھائیے۔

۱۲: یہ اسلام اور ایمان کی طاقت تھی جس نے لوگوں کو متحد کیا۔ اور یہ اتحاد و ایمان کی طاقت تھی جس نے لوگوں کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

۱۳: اگر انسان اسلام کی خدمت کرنا چاہے تو اس کو یہ توقع نہیں رکھنی چاہیئے کہ سب اس کو قبول کریں۔

۱۴: ہر شخص میں معیار اس کی موجودہ حالت ہے۔

۱۵: اسلام نہ ظالم تھا اور نہ اس نے ظلم کو برداشت کیا۔ اور ہم بھی ایسے ہی بننا چاہتے ہیں کہ نہ ظلم کریں اور نہ ہی ظلم برداشت کریں۔

۱۶: اسلام کی اعلیٰ تعلیمات پر بھروسہ اور مبادی پر ایمان تھا۔ جس کی بناء پر خالی ہاتھ ہم، تمام شیطانی طاقتوں پر غالب آگئے۔

۱۷: اگر یہ مملکت مُسلمان ہوجائے اور تربیت بھی اسلامی ہو تو کوئی طاقت بھی اس کے مقابلہ

پر نہیں ٹک سکتی۔

۱۸: اگر اس ملک میں اسلامی احکام رائج ہوں تو مادی و معنوی ہر ضرورت پوری ہو جائے گی۔

۱۹: آج ہماری ذمہ داری ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو درپیش خطروں کے مقابلے پر ہر طرح کا دُکھ سہنے کے لئے تیار رہیں تاکہ اسلام کے ساتھ خیانت کرنے والوں کا قلع قمع کر سکیں اور ان کے اغراض اور لالچوں کو خاک میں ملائیں۔

۲۰: ہمیں اپنے آپ اور اپنی خواہشوں اور اُمنگوں کو اسلام پر قربان کر دینا چاہیئے۔

۲۱: آج دُنیا میں سب سے زیادہ غریب و کسمپرس اسلام ہے۔ اس کو بچانے کے لئے قربانی کی ضرورت ہے۔ دُعا کیجئے کہ میں بھی اس کی ایک قربانی قرار پاؤں۔

۲۲: میرے عزیزو! خدا، اسلام اور ملت کی راہ میں قربانی دینے اور جان و مال نثار کرنے سے نہ ڈرو، اس لئے کہ یہ پیغمبر عظیم الشان اور ان کے اوصیاء و اولیاء کا شیوہ رہا ہے۔ ہمارا خون، شہدائے کربلا (ع) کے خون سے زیادہ گاڑھا نہیں ہے جو ایسے ظالم بادشاہ کی مخالفت میں بہایا گیا جو بظاہر مُسلمان تھا اور خلیفۂ اسلام کہلا رہا تھا۔ آپ اسلام کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور مال و جان قربان کر رہے ہیں۔ شہدائے کربلا کی صف میں ہیں۔ اس لئے کہ آپ ان کے مکتب کے پیرو ہیں۔

۲۳: اسلام جیسا ہے اور جس طرح خدائے تبارک و تعالیٰ نے اس کی بنیاد رکھی ہے اگر اسے اسی طرح پہنچوا دیا جائے تو استعماریوں کا قصہ ختم ہو جائے گا۔

۲۴: اسلام کے عظیم پیغمبرؐ نے اپنی ہر چیز کو اسلام پر قربان کر دیا تب کہیں پرچم توحید سر بلند ہوا۔ ہم اس عظیم ہستی کی پیروی میں اپنی ہر چیز قربان کر دیں تاکہ توحید کا یہ پرچم لہراتا رہے۔

۲۵: ہم سب کو پرچمِ اسلام کے نیچے جمع ہو جانا چاہیئے، لیکن حقیقی معنوں میں نہ کہ نعروں کی حد تک۔

۲۶: اگر ایک قوم احکامِ الٰہی پر عمل کرنا شروع کر دے تو باطل اُس قوم سے کوچ کر جاتا ہے۔

۲۷: ہم اسی صورت میں بے خطر رہ کر بڑی طاقتوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں، جب ہم اسلام اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہوں۔

۲۸: خود بھی احکامِ اسلام پر عمل کرنے کی کوشش کیجئے اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی تاکید کیجئے۔

۲۹: اگر آج خدانخواستہ اسلام کو نقصان پہونچے تو یہ گناہ ہم سب کا ہوگا۔

۳۰: یہ نہ کہیئے "من" یعنی میں، بلکہ کہیئے "مکتبِ من" یعنی میرا مکتب۔

۳۱: مبادا ہم غیروں کی گیدڑ بھبھکیوں سے ڈر کر خدا کے احکام نافذ کرنے میں سستی سے کام لیں۔

۳۲: اپنے مقصد کو آگے بڑھانے کے لئے چاہے وہ اسلامی مقصد ہی ہو، اخلاق و تہذیب کے برخلاف کوئی طریقہ اختیار کرنا، ناجائز اور غیر اسلامی طریقہ ہے۔

۳۳: مجھے فکر اس چیز کی ہے کہ کہیں ہم اسلام کے نافذ کرنے میں سستی نہ کر بیٹھیں۔ اور بقدرِ لازم باریک بینی سے کام نہ لیں۔

۳۴: دُنیا میں آج اسلام کی پوزیشن یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ اس کو شکست ہو جائے تو پھر طویل عرصے تک سر نہیں اُٹھا پائے گا۔ اس لئے کہ بڑی طاقتوں کو اسلام کی طاقت کا اندازہ ہو گیا ہے۔

۳۵: اگر خدانخواستہ منبر سے ایسی چیز بیان کریں جس پر آپ خود عمل نہیں کرتے اور مسجد میں ایسی گفتگو کریں جس کے خلاف آپ کا عمل ہو تو لوگ آپ سے بد دِل ہو جائیں گے۔

۳۶: ہمیں آنکھیں اور کان کھول کر رکھنا چاہیئے کہ کہیں اپنے ہاتھ سے اسلام کو نابود نہ کردیں۔

۳۷: کوشش کیجئے کہ آپ اسلام اور اسلامی ملک کے مفادات کو اپنے ذاتی یا گروہی مفادات پر قربان نہ کر بیٹھیں۔

۳۸: اس وقت ہم اس پوزیشن میں ہیں کہ خدانخواستہ اگر ایک قدم بھی غلط رکھیں گے تو اس کو اسلام کے نام لکھ دیا جائے گا۔

۳۹: اسلام ہمارے ہاتھوں میں "امانت" ہے اور ہم اس امانت کو محفوظ رکھنے کے ذمہ دار ہیں۔

۴۰: ایسا کام کیجئے جس کی وجہ سے جو اسلام اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اُس کو اچھی شکل میں آئندہ نسلوں کے سپرد کرسکیں۔ اسلام کی دھندلی تصویر بنا کر یہ نہ کہیئے کہ اسلام یہی تھا۔ اسلام نورانی ہے۔

۴۱: آج اسلام ہمارے سپرد ہوا ہے۔ آپ اس کی حفاظت کیجئے اور اسے آئندہ نسلوں کے سپرد کیجئے۔

۴۲: جو شخص انشاء اللہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر کام کر رہا ہے۔ اسے یہ اُمید نہیں رکھنا چاہیئے کہ سب اسے قبول کریں۔ کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو سب کو پسند ہو۔

۴۳: جو شخص حق کی پیروی میں ہو اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کام کر رہا ہو

اسے یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ اسے کیا کہا گیا ہے یا کیا کہیں گے۔

۴۴: جو شخص خدا کے لئے کام کرتا ہے اور اس کا قیام خدا کے لئے ہے۔ اُسے کسی چیز سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔

قرآن

۱: اگر قرآن نہ ہوتا تو اللہ کی معرفت حاصل کرنے کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا۔

۲: قرآن ایسی کتاب ہے جو انسانی تربیت کا سرچشمہ ہے۔ اور مکتبِ اسلام ایسا مکتب ہے جو انسان کے ہر پہلو کے لئے انسان ساز ہے۔

۳: یہ قرآن ہے جو ہمیں بڑے مقاصد تک پہونچاتا ہے۔ اس لئے کہ ہماری ذات کے اندر اس کی طرف رغبت نہفتہ ہے اور ہم خود نہیں جانتے۔

۴: اس صحیفۂ الٰہی اور کتابِ ہدایت، قرآنِ کریم کے ساتھ مانوس ہونے سے غفلت نہ برتیں اس لئے کہ گزشتہ اور آئندہ تاریخ کے ہر دور میں مسلمانوں کے پاس جو کچھ تھا یا آئندہ ہوگا۔ اسی پاکیزہ کتاب کی برکتوں کا نتیجہ ہے۔

۵: ہر شعبے میں قرآن کی تدریس کو اپنا مطمحِ نظر اور اصلی مقصد قرار دیجئے۔

۶: جتنا آپ قرآن پر عمل کریں گے اسی کے مطابق اس کے پرچم کے نیچے آئیں گے۔ پرچمِ قرآن دوسرے پرچموں کی طرح نہیں۔ بلکہ پرچمِ قرآن، قرآن پر عمل کرنے کا نام ہے۔

۷: مبادا قرآنِ پاک اور اسلام کے نجات بخش آئین کو، غلط اور گمراہ کن مکاتب کے ساتھ خلط ملط کر بیٹھیں جو انسانی فکر کی پیداوار ہیں۔

۸: قرآن سے بڑا کوئی مکتبِ فکر نہیں۔

۹: ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان قرآن اور اسلام پر عمل کریں۔ وہ تمام مسائل جو دُنیا و آخرت میں انسانی زندگی سے متعلق ہیں، اور وہ مسائل جو انسانی رُشد و تربیت اور اس کی قدر و قیمت کے بارے میں ہیں۔ وہ سب اسلام میں موجود ہیں۔

۱۰: قرآن کو ہماری زندگی کے ہر شعبے میں دخیل ہونا چاہیئے۔

۱۱: یہ کتاب، اور یہ مشرق و مغرب میں پھیلا ہوا خوانِ نعمت، عہدِ وحی سے لے کر قیامت تک ایسی کتاب ہے کہ ہر انسان چاہے وہ عوام میں سے ہو یا عالم، فلسفی ہو یا عارف یا فقیہہ ہو سب اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

۱۲: قرآن، انسانی تربیت کی کتاب ہے۔ متحرک انسان کی کتاب ہے۔ آدمی کی کتاب ہے۔ وہ کتاب ہے جو یہاں سے دُنیا کے آخری مرحلے اور پھر آخرت تک سفر کرنے والے انسان کی رہنما ہے۔

۱۳: میرے پیارے جوانو! مجھے آپ سے اُمید ہے۔ ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں ہتھیار اُٹھاؤ۔ اور اس طرح اپنی حیثیت و شرافت کا دفاع کرو کہ آپ کے خلاف سازش کرنے کی فکر بھی ان سے سلب کرلو۔

۱۴: قرآنِ کریم جو ہم سب اور تمام عالم بشریت پر حق رکھتا ہے۔ اس کا سزاوار ہے کہ ہم اس کی راہ میں قربانی دیں۔

۱۵: مُسلمانوں کی بڑی مُشکل یہ ہے کہ انھوں نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے اور دوسروں کے پرچم تلے جمع ہو گئے ہیں۔

۱۶: ہم جو کچھ بھی خدا کی راہ میں دیں، اور جتنا بھی قرآن کی راہ میں قربان کریں۔ ہمارے لئے فخر و مُباہات ہے اور حق ہے۔

۱۷: قرآنِ کریم ہم سب کے لئے پناہ ہے۔

تشیّع (۷)

۱: ہمیں فخر ہے کہ ہمارا مذہب جعفری ہے۔ اور ہماری فقہ جو ایک بحرِ بے کراں ہے اس مذہب کے آثار میں سے ایک ہے۔

۲: اسلام شیعہ فرقے کی بدولت زندہ ہے۔

۳: شیعوں کی جرأت و بہادری ہمیشہ اسلام کے ساتھ رہی ہے۔

۴: امام کے معنیٰ پیشوا کے ہیں۔ امام وہ ہے جو ایک جماعت کی سمت ہدایت و رہبری کرے۔ امام شیعوں اور حزب اللہ کے راستے کی تعیین کرتا ہے اور ہر بڑے اور چھوٹے پروگرام کی رہبری کرتا ہے۔ جس کے تمام احکام کو وہ قرآن اور سنّتِ نبیؐ سے مختلف زمانوں اور متفاوت شرائط میں اجتہاد و استنباط کے ذریعے معلوم کرکے ان تک پہونچاتا ہے۔

۵: جو لوگ حضرت امیر المومنین علی (۸) علیہ السلام کے شیعہ اور تابع ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں انھیں چاہیئے کہ قول و عمل اور تحریر و تقریر، ہر چیز میں حضرتؑ کی پیروی کریں۔

۶: شیعہ مذہب میں ہمیشہ سے ہی فداکاری رہی ہے۔

۷: واقعہ غدیر (۹) یہ سمجھانے کے لئے وجود میں آیا ہے کہ "سیاست کا تعلق ہر ایک سے ہے"۔

۸: ہمیں فخر ہے کہ نہج البلاغہ (۱۰) جو قرآن کے بعد مادی و معنوی حیات کے لئے سب سے بڑا منشور، اور بشریت کے لئے رہائی بخش سب سے بڑی کتاب ہے۔ اور اس کے معنوی اور حکومتی قوانین نجات کا سب سے روشن راستہ ہے۔ ہمارے معصوم امام علیہ السلام کی کتاب ہے۔

۹: شیعوں کی ابتداء سے آج تک ایک ذاتی خصلت ظلم اور ڈکٹیٹر شپ (استبداد) کے خلاف قیام رہی ہے۔ جس سے شیعوں کی پوری تاریخ بھری پڑی ہے۔ اگرچہ ان مبارزات کا بھرپور مظاہرہ بعض ادوار میں ہی ہوا ہے۔

۱۰: تشیع جو ایک انقلابی مکتب اور نبی اکرمؐ کے سچے اور حقیقی اسلام کی بقاء ہے، شیعوں ہی کی طرح ہمیشہ سے ڈکٹیٹروں اور عوام کا خون چوسنے والوں کے بزدلانہ حملوں کا نشانہ رہا ہے۔

۱۱: موجودہ صدی میں ایسے حوادث رونما ہوئے ہیں جن میں سے ہر حادثے کا ملت ایران کے موجودہ انقلاب میں اثر ہے۔ ان میں سے انقلاب مشروطیت (۱۱) اور تحریم تنباکو (۱۲) کا فتویٰ بڑی گہری اہمیت کے حامل ہیں۔ نصف صدی سے کچھ پہلے قم (۱۴) میں دینی حوزۂ علمیہ کی بنیاد اور مُلک کے اندر اور باہر اس کا بے پناہ اثر، نیز یونیورسٹیوں کے اندر مذہبی روشن فکروں

کی جدوجہد، اور سنہ ۴۱ سنہ ۴۲ (۱۳) میں علمائے اسلام کی رہبری میں ملتِ ایران کا قیام جواب تک جاری ہے۔ یہ سب وہ عوامل ہیں جنھوں نے شیعی اسلام کو دُنیا بھر میں پیش کیا ہے۔

۱۲: بنیادی طور پر اسلام۔ کہ جس کی اصل تشیّع ہے۔ نہ یہ کہ بشریت کی فکری و علمی ترقی میں مانع نہیں بلکہ خود اس ترقی کے راستے ہموار کرتا ہے۔ اور اس ترقی و تحریک کو انسانی اور الہٰی رُخ پر لگاتا ہے۔ ظہورِ اسلام کے بعد، بشر نے جو علمی اور فرہنگی کمال حاصل کیا ہے اس نے محققینِ تاریخ کو حیرت زدہ کر دیا ہے۔

۱۳: جس روز انشاء اللہ تعالیٰ مصلح کل (۱۵) کا ظہور ہوگا۔ یہ نہ سوچیے کہ کوئی معجزہ ہو جائیگا، اور ایک ہی دن میں دُنیا کی اصلاح ہو جائے گی۔ بلکہ سخت کوششوں اور فداکاریوں کے ذریعے ظالموں کو نابود اور منزوی کیا جائے گا۔

معصومینؑ

۱: حضرت علی علیہ السّلام، جُملہ عدالتوں کے مظہر اور دُنیا کے عجائب میں سے ہیں، اور صدرِ عالم سے لے کر ابد تک رسول اکرمؐ کے علاوہ کوئی بھی فضیلت میں ان کے برابر نہیں ہوا۔

۲: بنیادی طور پر سپاہیانِ اسلام، چاہے نامور ہی کیوں نہ ہوں، اس دُنیا میں گمنام ہی رہتے ہیں۔ اسلام کے نامور ترین فداکار سپاہی حضرت علی علیہ السّلام ہیں۔ جو سب سے زیادہ گمنام ہیں۔

۳: حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا (۱۶) کا یہ مختصر سا گھر اور وہ افراد جنھوں نے اس گھر میں تربیت

پائی جو تعداد میں چار، پانچ تھے لیکن حقیقت میں انھوں نے اللہ تعالیٰ کی تمام قدرت کو متجلی بنایا۔ ایسی خدمتیں کیں۔ جنھوں نے ہمیں، آپ کو اور تمام بشریت کو تعجب میں ڈال دیا۔

۴: عورت کے وقار و حیثیت کی حفاظت میں، اس یکتائے روزگار خاتون، حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کا جو طریق کار تھا، سب کو وہی اپنانا چاہیئے۔

۵: معنویات، ملکوتی جلوے، الٰہی جلوے، جبروتی جلوے اور ملکی و ناسوتی جلوے، سب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ذات میں جمع ہیں۔

۶: ایران کے عوام کا انقلاب، جہانِ اسلام کے اس بڑے انقلاب کا نقطۂ آغاز ہے۔ جس کے پرچمدار حضرت حجت ارواحنا فداہ ہیں۔

۷: امام زمانہ سلام اللہ علیہ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ علماء کی کارکردگی مشاہدہ فرمارہے ہیں۔ آج جبکہ اسلام علماء کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اب کوئی عذر قابلِ قبول نہیں ہوگا۔

۸: ہم ان کے قدوم میمنت لزوم کا انتظار کرنے والے، اپنی پوری توانائیاں کام میں لاکر، امام زمانہ علیہ السلام کے اس ملک میں قانون عدلِ الٰہی کو حاکم بنانے کے ذمہ دار ہیں۔

۹: امیرالمؤمنین حضرت علیؑ اور نیز امام حسینؑ (۱۷) کی شہادت، قید و بند کی صعوبتیں، جلاوطنی اور ائمہ علیہم السلام کو مسموم کرنا، یہ سب کچھ ظالموں اور ستمگروں کے خلاف شیعوں کی سیاسی محاذ آرائی کی وجہ سے تھا۔ خلاصہ یہ کہ سیاسی فعالیتیں اور مبارزات، مذہبی ذمہ داریوں کا ایک بڑا حصہ ہیں۔

۱۰: جو چیز باعثِ صد افسوس ہے وہ یہ ہے کہ حضرت علیؑ کو جیسا کہ چاہیئے تھا اور جو اسلام کا منشاء تھا اس طرح جلوہ گر نہیں ہونے دیا گیا۔

۱۱: وہ مصیبت جو حضرت علیؑ اور اسلام پر ڈھائی گئی۔ وہ سیّد الشہداء حضرت امام حسینؑ پر ڈھائی گئی مصیبت سے کہیں بھاری ہے۔

۱۲: انبیائے کرامؑ اپنے مقاصد کے اجراء میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ خدا آخری زمانہ میں اس ہستی کو لائے گا جو انبیائے کرامؑ کے مسائل کو اجراء کرے گی۔

معاد اور قیامت

۱: یاد رکھئے کہ ہمارے سامنے ایک اور دن بھی ہے۔ اس میں شک نہ کیجئے ہمارے درپیش حساب و کتاب کا ایک دن ہے۔ اور ہر چیز کا حساب ہوگا۔ اس روز انسان اپنا حساب خود کرے گا۔ اس روز قلم گواہی دیں گے۔ ہاتھ گواہی دیں گے۔ پیر گواہی دیں گے، آنکھیں گواہی دیں گی۔ انسان اپنا حساب خود کرے گا۔ ایسا ایک دن ہمارے سامنے ہے۔

۲: دُنیا میں ہم جو عمل بھی انجام دیتے ہیں اس کی ایک برزخی شکل ہے اور ایک ملکوتی۔ اور ہم اس تک پہونچیں گے۔

۳: ہمارے مُنہ سے نکلنے والی ہر بات اور ہر حرف، اس عالم میں منتقل ہو کر ہمارے میزان اعمال میں ثبت ہوتا ہے۔

۴: ہمارا نامۂ اعمال خدا کے پاس ہے۔ اس میں اعمال لکھے ہوئے ہیں اور لکھے جاتے ہیں۔

۵: شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کا اس دُنیا میں ایک نمونہ 'ہدایت' ہے، اور اس عالم غیب میں، شفاعت کی ہدایت ہے۔ اگر تُو نے ہدایت سے بہرہ برداری کی ہے تو شفاعت سے بہرہ مند ہوگا اور جتنا ہدایت سے فائدہ اُٹھایا ہے اتنا ہی شفاعت سے بھی مستفید ہوگا۔

۶: اپنے نفوس کی تہذیب و تربیت کیجئے، یہ دنیا ختم ہونیوالی ہے ہم سب کیلئے، میرے لئے ذرا جلدی اور آپکے لئے بعد میں۔

دوسری فصل:

ذمّہ داری نبھانا

۱: ہمارے لئے ضروری یہ ہے کہ ہم اپنی شرعی ذمّے داری پوری کریں۔

۲: ہمیں اس کی فکر نہیں ہونی چاہیئے کہ مبادا شکست کھا جائیں۔ بلکہ اس کے لئے پریشان ہونا چاہیئے کہ کہیں ہم اپنی ذمہ داری پوری نہ کر پائیں

۳: تکالیف الٰہیہ، حق تعالیٰ کی امانتیں ہیں۔

۴: ہم اپنی ذمّے داری نبھا رہے ہیں۔ اور خدائے تبارک وتعالیٰ بھی ہماری طاقت سے زیادہ کا ہم سے مطالبہ نہیں کرتا۔

۵: اگر اپنی ذمہ داری کو نبھائیں جسے خدا نے ہمارے لئے معیّن کیا ہے تو ہمیں ناکامی کا کوئی ڈر نہیں۔

۶: ہم قتل کر دیئے جائیں یا قتل کر دیں، دونوں صورتوں میں ہم نے گویا اپنی ذمّہ داری نبھائی ہے۔

۷: ہمارا مقصد اسلام کی حفاظت کرنا ہے۔ اور الگ رہ کر حفاظت نہیں کی جاسکتی۔ یہ نہ سوچئے کہ کنارہ گیری سے آپ کی ذمّہ داری ختم ہو جائے گی۔ نہیں بلکہ ذمّہ داری دوگنی ہو جائے گی۔

۸: ہم سب ذمّہ داری نبھانے اور کام کرنے پر مامور ہیں، نتیجہ پر مامور نہیں۔

نماز

۱: صحیح نماز، ایک اُمّت سے بے حیائیوں اور برائیوں کا خاتمہ کرتی ہے۔

۲: نماز پڑھیے اور اسلام کی اس سیاسی سُنّت کو زندہ کیجیے۔

۳: نہ کہیئے کہ ہم انقلاب لائے ہیں اور اب ہمیں چلانا چاہیئے کہ انقلاب لائے ہیں! نہیں بلکہ نماز پڑھیے جو ہر فریاد سے بڑھ کر ہے۔

۴: نمازِ جمعہ ہر چیز سے پہلے ہے۔

۵: نمازِ جمعہ جو اسلام کی سیاسی و اجتماعی طاقت کا مظاہرہ ہے۔ اس کو شان و شوکت کے ساتھ اور بامقصد طور پر قائم ہونا چاہیئے۔

۶: اپنے اجتماعات کو خصوصاً جمعہ کے دن، پہلے سے زیادہ تنگ تر کیجیے اور مذہبی مراسم و شعائر کو اہمیت دیجئے۔

۷: اس نہضت اور انقلاب کی برکات میں سے ایک برکت نمازِ جمعہ کا قیام ہے۔

۸: جمعہ کی نمازوں کو شان وشوکت کے ساتھ بجالائیے۔ اور جمعہ کے علاوہ دوسری نمازوں کو بھی، اس لئے کہ شیاطین نماز اور مسجد سے ڈرتے ہیں۔

۹: نمازِ جمعہ و جماعت سے جو نماز کی سیاست کی علامت ہے ہرگز غفلت نہ کیجئے۔

۱۰: یہ نمازِ جمعہ جمہوری اسلامی ایران پر اللہ کی سب سے بڑی عنایت ہے۔

۱۱: خداوند متعال کو یہ پسند ہے کہ انسان اس کی یاد کے وقت ہر چیز سے مُنہ موڑ کر صرف اسکی طرف متوجہ ہو اور خلوص و تضرع کا مظاہرہ کرے۔

دعا اور راز و نیاز

۱: یہ دُعائیں انسان کو تاریکی سے نکالتی ہیں۔ جب انسان تاریکی سے نکل جائے تو ایسا انسان بن جاتا ہے جو خدا کے لئے کام کرتا ہے۔ کام کرتا ہے مگر صرف خدا کے لئے۔ تلوار چلاتا ہے خدا کے لئے۔ جہاد کرتا ہے راہِ خدا میں، اس کا قیام خدا کے لئے ہوتا ہے۔ نہ یہ کہ دُعائیں انسان کو عمل سے باز رکھتی ہوں۔

۲: بہر صورت، ان بابرکت دُعاؤں میں ایسی ظرافت ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ انھیں توجہ سے پڑھیے۔ یہ دُعائیں انسان کو تحریک دے سکتی ہیں۔

۳: ماہِ رجب اور خصوصاً ماہِ مبارک شعبان میں یہ دُعائیں۔ یہ مقدمہ اور زینت ہیں، جن سے انسان دلی اعتبار سے خود کو مہیا کرتا ہے تاکہ خدا کا مہمان بن سکے۔

۴: مناجاتِ شعبانیہ (۱۸) سب سے عظیم مناجات اور عظیم ترین معارفِ الٰہی، اوران بڑے امور میں سے ہیں۔ کہ جواُن کے اہل ہیں وہ اپنے ادراک کی حد تک ان سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

۵: ماہِ رمضان اور ماہِ شعبان میں جو یہ دعائیں منقول ہیں یہ مقصد تک رسائی کے لئے ہماری رہنما ہیں۔

۶: شبِ قدر (۱۹) میں مُسلمان، شب زندہ داری اور مناجات کے ذریعے، خداوندِ متعال کے غیر یعنی جنّوں اور انسانوں میں سے شیاطین کی قید و بند سے آزاد ہو کر خدا کی بندگی اختیار کرتے ہیں۔

۷: جو لوگ دُعاؤں کی کتابوں پر تنقید کرتے ہیں ان کی مشکل یہ ہے کہ وہ نادان ہیں، جاہل ہیں اور بے چارے ہیں۔ انھیں اندازہ نہیں کہ یہ دعاؤں کی کتابیں کس طرح انسان کو انسان بناتی ہیں۔

مسجد

۱: مسجدوں کو خالی نہ ہونے دیجئے۔ اس دور میں یہ شرعی ذمہ داری ہے۔

۲: مسجد سیاسی اجتماع کا مرکز ہے۔

۳: مسجد مرکزِ تبلیغ ہے۔

۴: محراب یعنی میدانِ جنگ، شیطان اور طاغوت کے خلاف جنگ کرنے کا میدان۔

۵: اے اہلِ ملّت! اپنی مسجدوں کی حفاظت کرو! اے روشن فکر حضرات! اپنی مسجدوں کی حفاظت کرو! مغربی روشن فکر نہ بنو! اے ماہرین حقوق! مسجدوں کی حفاظت کرو۔

۶: میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس دور میں مسجدوں کی حفاظت مسلمانوں کی شرعی ذمہ داری ہے۔

۷: کوشش کیجئے کہ ہماری مسجدیں، صدر اسلام کی مسجدوں جیسی ہو جائیں اور یاد رکھئے کہ گوشہ نشینی اور کنارہ گیری اسلام میں نہیں۔

۸: مسجدوں کو صحیح تربیت کا مرکز ہونا چاہیئے، اور خدا کا شکر ہے کہ اکثر مسجدیں ایسی ہی ہیں۔

۹: ماہ مبارک رمضان میں، مکمل تربیت و تعلیم کا انتظام ہر حوالے سے مسجدوں میں ہونا چاہیئے۔

۱۰: اس دور میں مسجدوں کی حفاظت ان امور میں سے ہے جن پر اسلام کا دارومدار ہے۔

۱۱: مسجد اسلامی مورچہ ہے۔ اور محراب، میدانِ جنگ۔

۱۲: نہضت کو مسجدوں کے ذریعے جو اسلام کے مضبوط قلعے ہیں۔ زندہ رکھیے اور اسلام پر عمل کے ذریعے آگے بڑھائیے۔

حج

۱: حج جس روز سے وجود میں آیا ہے اس کے سیاسی پہلو کی اہمیت، اسکے عبادتی

پہلو سے کم نہیں ہے۔

۲: حج توحید پر مبنی زندگانی کی ترتیب و تنظیم اور مشق ہے۔ حج مسلمانوں کی مادی و معنوی طاقت، اور ان کی صلاحیتیں جانچنے' پرکھنے اور ان کے ظاہر کرنے کا مقام ہے۔

۳: حج کی ایک بڑی حکمت مسلمانوں میں افہام و تفہیم اور بھائی چارہ ایجاد کرنا ہے۔

۴: وہ گھر جس کی بنیاد قیام کے لئے رکھی گئی ہے۔ وہ بھی لوگوں کا قیام، لوگوں کے لئے۔ اس میں اسی عظیم مقصد کے لئے مجتمع ہونا چاہیئے۔

۵: اس عظیم گھر کی بنیاد لوگوں کی خاطر اور لوگوں کے قیام کرنے کے لئے رکھی گئی ہے۔

۶: تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ حج اور قرآنِ مجید کی تجدید حیات، اور ان دونوں کو اپنی زندگی میں عملی جامہ پہنانے کے لئے کوشش کریں۔

۷: حج بے روح۔ وہ حج جس میں تحرک و قیام نہ ہو۔ وہ حج جس میں برأت نہ ہو۔ وہ حج جس میں وحدت نہ ہو، اور وہ حج جس سے کفر و شرک کی بیخ کنی نہ ہوتی ہو۔ اُسے حج نہیں کہہ سکتے۔

۸: انشاء اللہ ہم کعبہ اور حج سے، اس عظیم منبر سے جو بام انسانیت کے اوج سے دُنیا میں مظلوموں کی فریاد اور صدائے توحید بلند کرنے کے لئے ہے۔ امریکہ' روس اور کفر و شرک کے ساتھ اتحاد کی صدا بلند نہیں ہونے دیں گے۔

۹: مکہ مکرمہ میں بتوں کو توڑیں، اور شیاطین کو جن میں سر فہرست بڑا شیطان (امریکہ) ہے عقبات میں کنکریاں ماریں اور اس کو دُھتکار دیں، تا کہ اللہ کے خلیل، اللہ کے حبیب، اور

اللہ کے ولی، امام مہدیؑ والا حج بجالا سکیں۔

۱۰: اس بابائے توحید اور دُنیا کے بُت شکن نے ہمیں اور تمام انسانوں کو سکھایا کہ خدا کی راہ میں قربانی، عبادی اور توحیدی عنصر کی حامل ہونے سے پہلے سیاسی پہلوؤں اور اجتماعی ارزشوں کی حامل ہے۔

۱۱. اے خطابت کرنے والو! اے لکھنے والو! عرفات (۲۰) مشعر (۲۱) منیٰ (۲۲) اور مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ کے بڑے اجتماعات میں اپنے اپنے خطبوں کے سیاسی اور اجتماعی مسائل سے اپنے مومن بھائیوں کو آگاہ کرو اور ایک دوسرے سے نصرت طلب کرو۔

۱۲: مشرکین سے اظہارِ بیزاری کو حج کے سیاسی واجبات میں سے ہے اور توحید کا رکن ہے ایامِ حج میں زیادہ سے زیادہ شاندار اور محکم طریقے سے مظاہروں اور جلوسوں کی شکل میں ہونا چاہیئے۔

۱۳: اگر مسلمان حج کو پالیں اور اسلام کی جو سیاست حج میں ہے اس کو سمجھ لیں تو آزادی و خود مختاری حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔

۱۴: مشرکین سے نفرت و بیزاری کا اعلان کسی خاص زمانہ سے مخصوص نہیں۔ بلکہ یہ ایک دائمی دستور ہے۔

۱۵: منیٰ جائیے اور اپنی حقیقی آرزوئیں حاصل کیجئے۔ جس کا ایک مظہر اپنی سب سے پیاری چیز کو اپنے محبوبِ حقیقی کی راہ میں قربان کرنا ہے۔ اور جان لیجئے کہ جب تک آپ ان دنیاوی محبوبوں سے کہ جن میں سرفہرست حُبّ نفس ہے اور حُبّ دُنیا اسی کے تابع ہے۔ کنارہ کشی نہیں کریں گے۔ حقیقی محبوب تک نہیں پہونچ پائیں گے۔

۱۶: صفا (۲۳) و مروہ (۲۴) کے درمیان سعی کرتے ہوئے سچے دِل اور خلوص کے ساتھ اپنے محبوب کو پانے کی سعی کیجئے۔ جس کو پا لیتے ہی تمام دنیا وی تانے بانے ٹوٹ جائیں گے اور تمام شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے۔ اور ہر طرح کی حیوانی خواہش اور خوف کا خاتمہ ہو جائے گا۔

۱۷: حرم الٰہی میں طواف کے دوران جو حق کے ساتھ عشق و محبت کی علامت ہے۔ دِل کو دوسروں سے خالی اور جان کو غیرِ حق کے خوف سے پاک اور حق کے ساتھ عشق کی راہ میں چھوٹے بڑے بتوں، طاغوتوں اور ان کے موالیوں سے اظہارِ بیزاری کیجئے۔ اس لئے کہ خداوندِ متعال اور اس کے محبوب بندوں نے ان سے بیزاری کا اظہار کیا ہے اور دنیا کا ہر آزاد انسان ان سے بیزار ہے۔

۱۸: حق کی بارگاہ میں لبیک کہتے ہوئے اس سے ہر مرتبے کے شریک کی نفی کیجئے۔ اور اپنے آپ سے کہ جو شرک کا سب سے بڑا مولد ہے اس بزرگ و برتر کی طرف ہجرت کیجئے۔

۱۹: لبیک، لبیک میں تمام بتوں کی تکذیب اور "لا" کے ذریعے ہر طاغوت اور طاغوتچے کی نفی کی فریاد بلند کیجئے۔

۲۰: حجرِ اسود (۲۵) کو مَس کر کے خدا کی بیعت کرتے ہوئے اسکے رسولوں، نیک اور آزاد بندوں کے کے دشمنوں کے دشمن بن جائیے اور ان کی پیروی اور فرمانبرداری میں۔ چاہے جو بھی ہو اور جہاں کہیں بھی ہو۔ سر تسلیم خم نہ کیجئے۔ اور خوف و ہراس کو اپنے دِل سے دور کیجئے۔ چونکہ دشمنانِ خدا کہ جن میں سب سے قوی دشمن، بڑا شیطان ہے ہراساں ہیں۔ چاہے وہ آدم کشی، انسانوں کی پائمالی اور ظلم کے ہتھیار بنانے میں برتری رکھتے ہوں۔

۲۱: شعور و معرفت کے ساتھ مشعر الحرام اور عرفات کا رُخ کیجئے۔ اور ہر موقف میں مستضعفین کو حکومت عطا کرنے کے سلسلے میں خدا کے وعدوں پر اطمینان و یقین میں اضافہ کیجئے اور سکوت

وسکون کے عالم میں خدا کی نشانیوں کے بارے میں غور کیجئے۔

۲۲: توجہ رکھیئے کہ سفرِ حج، تجارت اور حصولِ دُنیا کے لئے نہیں۔ بلکہ اللہ کی جانب سفر ہے۔

مُحرّم اور عاشورا

۱: مُحرّم وہ مہینہ ہے جس میں عدالت، ظلم اور حق، باطل کے مقابلے اُٹھ کھڑا ہوا اور ثابت کر دیا کہ تاریخ کے ہر دور میں حق کو باطل پر فتح نصیب ہوئی ہے۔

۲: محرّم وہ مہینہ ہے جس میں مجاہدوں کے سربراہ اور مظلوموں کے سردار کے ہاتھوں اسلام زندہ ہوا۔ اور مفسد عناصر اور حکومت بنی اُمیّہ (۲۶) کی سازشوں سے کہ جنھوں نے اس کو نابودی کے دہانے تک پہونچا دیا تھا۔ اس کو چھٹکارا نصیب ہوا۔

۳: یہ سیّدالشہداء امام حُسین علیہ السّلام کا مقدس خون ہے جو تمام اسلامی ملتوں کے خون میں جوش وحرارت پیدا کرتا ہے۔

۴: ماہِ مُحرّم، شیعہ مذہب کے لئے وہ مہینہ ہے جس میں کامیابی، فداکاری اور خون کے ذریعے حاصل ہوئی ہے۔

۵: مُحرّم، اولیائے خدا کے سردار، سیّدالشہدا کی عظیم تحریک کا مہینہ ہے۔ جنھوں نے طاغوت کے خلاف قیام کر کے، بشریت کو انسان بنانے اور ظلم کو نابود کرنے کی تعلیم دی، اور ظالم کو فنا کے گھاٹ اُتارنے اور ستمگر کو شکست سے دوچار کرنے کا راز قربانی دینے اور قربان ہو جانے کو قرار دیا۔ اور یہ قیامت تک تمام ملتوں کے لئے اسلامی تعلیمات کا سرنامۂ بیان ہے۔

۶: محرّم کا چاند نمودار ہوتے ہی، انقلاب، شجاعت اور فداکاری کا مہینہ شروع ہوجاتا ہے۔ وہ مہینہ جس میں لہو کو تلوار کے مقابلے پر فتح نصیب ہوئی۔ وہ مہینہ جس میں حق کی طاقت نے ہمیشہ کے لئے باطل کو چیلنج کرکے شیطانی حکومتوں اور ستمگروں کی پیشانیوں پر انمٹ داغِ باطل لگادیا۔ وہ مہینہ جس نے تاریخ کی ہر نسل کو نیزوں کے مقابلے میں کامیابی کی راہ دکھائی۔ وہ مہینہ جس نے کلمۂ حق کے مقابلے میں بڑی طاقتوں کی شکست کی دستاویز لکھ دی، وہ مہینہ جس میں ہمیں مسلمانوں کے امامؑ نے تاریخ کے ہر دور کے ستمگروں کے خلاف نبردآزما ہونے کا طریقہ بتایا۔

۷: سیدالشہداء امام حسینؑ کو قتل کردیا۔ اور اسلام کو زیادہ ترقی ملی۔

۸: حضرت سیدالشہداء سلام اللہ علیہ اپنے تمام دوستوں اور عزیزوں کے ساتھ قتلِ عام ہوگئے لیکن اپنے مکتب کو آگے بڑھا گئے۔

۹: حضرت سیدالشہداء امام حسینؑ کی شہادت نے مکتبِ (اسلام) کو زندہ کردیا۔

۱۰: عاشورا کو زندہ رکھنا بڑا اہم سیاسی و عبادی مسئلہ ہے۔

۱۱: انقلاب اسلامی ایران، عاشورا اور اس کے عظیم الٰہی انقلاب کا ایک پرتو ہے۔

۱۲: کربلا نے کاخِ ستمگر کو خون میں بہادیا۔ اور ہماری کربلا نے شیطانی حکومت کے محل کو زمین بوس کردیا۔

۱۳: کربلا اور حضرت سیدالشہداءؑ کے نام مبارک کو زندہ رکھئے کہ جسکے زندہ رہنے سے اسلام زندہ رہیگا۔

۱۴: مسئلہ کربلا کو جو سیاسی مسائل میں سرِفہرست ہے زندہ رہنا چاہیئے۔

۱۵: ہماری ملتِ بزرگ کو چاہیئے کہ عاشورا کی یاد اسلامی موازین کے مطابق، پہلے سے زیادہ باشکوہ طریقے سے منائیے۔

۱۶: اس مُحرّم کو زندہ رکھیے۔ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے اسی مُحرّم کی بدولت ہے۔

۱۷: مُحرّم وصفر نے اسلام کو بچا رکھا ہے۔

۱۸: یہ وحدت کلمہ جس کی بناء پر ہمیں کامیابی نصیب ہوئی انہی عزاو سوگواری اور اسلام کی تبلیغ و ترویج کی مجلسوں سے حاصل ہوئی ہے۔

۱۹: مظلوموں کے آقا اور آزاد منشوں کے سردار کی مجالس تکریم و تعظیم، ایسی مجالس ہیں جو لشکر عقل کے جہالت و نادانی، اور عدل وانصاف کے ظلم و بربریت، امانت کے خیانت اور اسلامی حکومت کے طاغوتی حکومت پر غلبہ پانے کا ذریعہ ہیں۔ ان کو جس قدر بھی شان و شوکت اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ منایا جائے۔ اتنا ہی عاشورا کے خونی پرچم مظلوم کے ظالم سے انتقام لینے کا دن آجانے کی علامت کے طور پر پہلے سے زیادہ بلند ہوں گے۔

۲۰: ماہِ مُحرّم وہ مہینہ ہے جس میں لوگ حق کی بات سُننے کے لئے آمادہ رہتے ہیں۔

۲۱: امام حُسینؑ کے غم میں رونا اور نہضت کو زندہ رکھنا، اور اس حقیقت کو زندہ رکھنا کہ ایک مختصر سی جمعیت، ایک بڑی امپراطوری کے مقابلے پر ڈٹ گئی۔ حکم کی حیثیت رکھتا ہے۔

۲۲: سینہ زنی کو با مقصد ہونا چاہیئے۔

۲۳: عاشورا ملتِ مظلوم کے لئے عمومی عزا، اور اسلام و مسلمین کی حیاتِ نو اور اظہارِ جرأت و

شجاعت کا دن ہے۔

شہید اور شہادت

۱: شہادت دائمی عزت ہے۔

۲: شہادت اولیاء کا فخر رہی ہے اور ہمارے لئے بھی فخر ہے۔

۳: خائف وہراساں وہ ہوتا ہے، جس کا مکتب، مکتبِ شہادت نہ ہو۔

۴: شہادت کامیابی کی کلید ہے۔

۵: وہ ملت کہ شہادت جس کی آرزو ہو وہ کامیاب ہے۔

۶: آپ دُنیا میں چاہے کامیاب ہوں یا شہادت کے درجے پر فائز۔ بہر صورت کامیاب ہیں۔

۷: راہِ اسلام میں شہید ہونا ہم سب کے لئے افتخار آمیز ہے۔

۸: شہادت ہمارے لئے فیضِ عظیم ہے۔

۹: یہ شہادت طلبی اور جاں نثاری کا جذبہ تھا، جس نے ایک ملت کو کہ جس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ طاغوت پر غلبہ عطا کیا۔

۱۰: وہ ملت جس کے مرد وزن جانفشانی کے لئے آمادہ اور شہادت کے طالب ہوں کوئی

طاقت بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

۱۱: ہمارے شہیدوں کا لہو شہدائے کربلا کے پاکیزہ لہو سے متصل ہے۔

۱۲: شہادت، جس ملت کے لئے سعادت ہو وہ کامیاب ہے۔

۱۳: ایسی ملت جو شہادت کی آرزو رکھتی ہو، کسی سے خوف زدہ نہیں ہوتی۔

۱۴: ہماری ملت نے جمہوری اسلامی کو وجود میں لانے کی خاطر خون دیا ہے۔

۱۵: ہماری ملت، شہادت کی عاشق تھی۔ اور اسی عشق شہادت کے ذریعے یہ نہضت آگے بڑھی ہے۔

۱۶: ہم سب خدا کی طرف سے ہیں، سارا جہاں خدا کی طرف سے ہے۔ اور جلوۂ خدا ہے۔ پوری دُنیا اسی کی طرف لوٹ کر جائے گی۔ لہٰذا کتنا ہی اچھا ہو کہ ہمارا لوٹ کر جانا اختیاری اور انتخابی ہو۔ اور انسان راہِ خدا میں شہید ہو جانے کو انتخاب کرے۔ موت کو خدا کے لئے اختیار کرے اور شہادت کو اسلام کے لئے۔

۱۷: بستر پر مرنا صرف موت ہے اور کچھ نہیں۔ لیکن خدا کی راہ میں جانا ، انسان اور انسانوں کے لئے شہادت، سربلندی اور حصولِ شرافت کا باعث ہے۔

۱۸: سُرخ موت، سیاہ زندگی سے کئی درجے بہتر ہے۔

۱۹: دُنیا پرست اور نادان لوگ کس قدر غافل ہیں کہ جو شہادت کی قدر و قیمت کو عالم طبیعت کے صحیفوں میں تلاش کرتے ہیں۔ اور اس کے اوصاف کو شعروں اور ترانوں اور بہادری

کے افسانوں میں ڈھونڈتے ہیں۔ اور اس کا راز معلوم کرنے کے لئے ہنرِ تخیل اور کتاب تعقل سے مدد مانگتے ہیں۔ لیکن حاشا! ایسا ممکن نہیں۔ اس لئے کہ اس معمّے کا حل عشق کے علاوہ میسور و مقدور نہیں۔

۲۰: جو شہید ہوگئے ہیں۔ انھوں نے اپنی خوش بختی، خدمت اور اجر و ثواب کو پالیا ہے۔

۲۱: اس انقلابِ عظیم کے شہداء، صدرِ اسلام کے شہیدوں کے مانند، پروردگار کی مقدس بارگاہ میں باارزش ہوں گے۔ اور خداوندِ متعال اور اولیائے اسلام کی عنایتیں ان کے شاملِ حال ہوں گی۔

۲۲: آپ کامیاب ہیں اس لئے کہ آپ شہادت کو آغوش میں لیتے ہیں۔ لیکن جو شہادت اور مرنے سے ڈرتے ہیں وہ شکست خوردہ ہیں۔

۲۳: شہادت وہ میراث ہے جو ہمارے آقاؤں سے ہماری ملتِ شہید پرور کو ملی ہے، جن کی نظر میں زندگی کا مفہوم عقیدہ و جہاد تھا۔ اور وہ اپنے عزیز جوانوں کے خون سے اسلام کے باعثِ افتخار مکتب کی حفاظت کرتے تھے۔

۲۴: اپنی ملتِ عزیز اور ایران کے کروڑوں عوام سے عرض کرتا ہوں کہ کوئی انقلاب بھی جذبۂ شہادت و فداکاری اور وقتی مہنگائی اور مادی سختیوں کے بغیر رونما نہیں ہوا۔

۲۵: راہِ خدا میں شہید ہونا ایسی چیز نہیں کہ بشری پیمانوں اور مادی تمایلات سے جس کی قیمت لگائی جا سکے۔

۲۶: ہمارا رہبر وہ بارہ سال کا بچہ (۲۷) ہے جو اپنے معصوم دل کے ساتھ، جس کی قیمت ہماری سینکڑوں زبانوں اور قلموں سے زیادہ ہے۔ دستی بم باندھ کر خود کو ٹینک کے نیچے ڈال دیتا

ہے اور ٹینک کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد خود بھی جامِ شہادت پی لیتا ہے۔

۲۷: خوش بختی انھوں نے حاصل کی ہے جنھوں نے خدا کی دی ہوئی ہر چیز کو اس کی بارگاہ میں پیش کیا ہے۔ ہم ان سے پیچھے رہ جانے والے ہیں۔

۲۸: ہمیں چاہیئے کہ اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے ان سپاہیوں کی قدر کریں جنھوں نے شوقِ شہادت اور نیکی کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنے اسلامی مُلک کا دفاع کیا اور اپنے مقدّس خون کے چراغ، قید و بند میں گرفتار تمام آزادی طلب ملتوں کے لئے روشن کئے۔

۲۹: انبیائے عظام، اولیائے کرام اور صدرِ اسلام کے شہیدوں سے اُنس اور ان کا جوار، ان شہیدوں کے لئے مبارک ہو اور اس سے بڑھ کر خدا کی خوشنودی کی نعمت گوارا ہو جو "رضوانٌ من اللہ اکبر" یعنی اللہ کی خوشنودی سب سے بڑھ کر ہے۔

۳۰: اے شہیدو! آسودہ خاطر ہو کر حق تعالےٰ کے جوارِ رحمت میں رہو۔ تمھاری ملّت، تمھاری حاصل کردہ کامیابی کو نہیں کھوئے گی۔

۳۱: آپ سچے گواہ، اور مضبوط و فولادی عزم و ارادے کی یادگار، حق کے مخلص بندوں کا کامل ترین نمونہ ہیں۔ جنھوں نے حق تعالےٰ کی مقدّس بارگاہ میں اپنی اطاعت و بندگی کے تمام مراتب کو اپنی جانیں اور خون دے کر مرحلۂ اثبات تک پہونچایا۔

۳۲: وہ مُلک جس میں سب بیدار اور شہید ہونے کے لئے تیار ہوں۔ ان کو کس چیز سے ڈرا رہے ہیں۔

۳۳: کمال یہ ہے کہ سیاسی پروپیگنڈے اور شیطانی دکھاوؤں کے بغیر اپنے طور پر جہاد کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ اور اپنے آپ کو مقصد پر قربان کرے نہ کہ خواہشات پر، اور یہ کمال خدا کے بندوں کا ہے۔

۲۴: آپ مومن بھائیوں سے عرض کرتا ہوں: کہ اگر ہم امریکہ اور روس کے ظالم ہاتھوں کے ذریعے صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں۔ اور اپنے سُرخ خون کو لے کر شرافت مندانہ خدا کے روبرو جائیں تو یہ چیز کہیں بہتر ہے اس سے کہ ہم مشرق کے سُرخ اور مغرب کے سیاہ پرچم کے نیچے خوشحال زندگی بسر کریں۔

۲۵: کسی طرح کے خوف کو اپنے دل میں جگہ نہ دیجئے۔ اس لئے کہ انشاء اللہ آپ کامیاب ہیں۔ چاہے ہم قتل کر دیئے جائیں یا کسی کو قتل کر دیں، حق ہمارے ساتھ ہے۔ اگر ہم قتل بھی ہو جائیں تو راہِ حق میں قتل ہوں گے اور یہ کامیابی ہے۔ اور اگر قتل کریں تو وہ بھی حق کی راہ میں ہے اور کامیابی ہے۔

۲۶: فداکاری انقلاب کی طبیعت و فطرت میں شامل ہے۔ انقلاب کا لازمہ، شہادت اور شہادت کے لئے تیار رہنا ہے۔

۲۷: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی شان اس سے کہیں بڑی ہے کہ وہ اپنے عمل کے گوہر زیبا کو دنیاوی چکا چوند کی کسوٹی پر آزمائے۔

۲۸: دنیا اپنے تمام زرق و برق اور اعتبارات کے باوجود، کہیں حقیر ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی پاداشں و رفعت کا سامان بن سکے۔

۲۹: ہم حجابات میں گھرے ہوئے خاکی بندے، یا افلاک کے باسی، کیا جان پائیں گے کہ شہیدوں کے پروردگار کے ہاں رزق حاصل کرنے کا کیا مطلب ہے؟

۳۰: ہم اگر قتل ہو جائیں۔ انشاء اللہ جنت میں جائیں گے اور اگر (دشمنانِ اسلام کو) قتل کر دیں تب بھی جنت میں جائیں گے۔

۴۱: آپ قتل ہو جائیں تب بھی بہشتی ہیں اور قتل کر دیں تب بھی۔

۴۲: ہم قتل کر دیں تب بھی خوش بخت ہیں اور قتل ہو جائیں تب بھی۔

۴۳: یہ ایسا وقت ہے کہ ہم ان تمام شہیدوں کے خون کے وارث ہیں۔ اور اپنے خون میں ڈوب کر سو جانے والے جوانوں اور شہیدوں کے پس ماندگان ہیں۔ ہم تب تک آرام سے نہ بیٹھیں جب تک ان کی فداکاریوں کو بار آور نہ بنا دیں۔

۴۴: شہادت خدائے تبارک و تعالیٰ کی جانب سے تحفہ ہے ان لوگوں کے لئے جو اس کے مستحق ہیں۔

۴۵: شہید پر رونا انقلاب کو زندہ رکھتا ہے۔

۴۶: اس شہید کی عزاداری منانا جس نے اپنی ہر چیز کو اسلام کی راہ میں قربان کر دیا ایک سیاسی مسئلہ ہے۔ ایک ایسا مسئلہ ہے جو انقلاب کی پیشرفت میں نہایت ہی مؤثر ہے۔ ہم ان اجتماعات سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

۴۷: شہیدوں کی قبریں ان کے اجسام اور معذور ہو جانے والوں کے بدن بولتی زبانیں ہیں جو ان کی زندۂ جاوید روح کے عظیم ہونے کی گواہی دے رہی ہیں۔

۴۸: ہمارے جوانوں کے خون مشین گنوں پر غالب آ گئے۔

۴۹: انسان ان افراد سے کس طرح متاثر نہ ہو جو اپنی طاقت کا راز ہمارے شہیدوں کے خون میں دیکھتے ہیں۔

۵۰: شہید فاؤنڈیشن (۲۸) میں رہ کر کام کرنا سب سے بڑی خدمت ہے۔

۵۱: میں حق اور الٰہی مقاصد کی راہ میں شہادت کو دائمی افتخار سمجھتا ہوں۔

تیسری فصل:

خودسازی اور جہاد بالنفس

۱: ہم جب تک اپنے آپ کی اصلاح نہ کرلیں اپنے مُلک کی اصلاح نہیں کرسکتے۔

۲: ہر شخص کو چاہیئے کہ اصلاح کا کام اپنے آپ سے شروع کرے اور اپنے عقائد، اعمال اور اخلاق کو اسلام سے ہم آہنگ کرے۔ اور جب اپنی اصلاح سے فارغ ہوجائے تب دوسروں کی اصلاح کرنے کی کوشش کرے۔

۳: اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا مُلک اس طرح آزاد ہو کہ غیر اس میں مداخلت نہ کرسکیں (تو تہذیبِ نفس کا کام) اپنی ذات سے شروع کیجیئے۔

۴: آپ خود کو صحیح کیجیئے آپ کا مُلک خود بخود صحیح ہوجائے گا۔

۵: جو چیز ہم سب پر لازمی ہے وہ یہ ہے کہ پہلے اپنے نفس کی اصلاح کریں۔ اور صرف ظاہری طور پر ٹھیک ٹھاک ہوجانے پر اکتفانہ کریں۔ بلکہ اپنے دِل سے شروع کریں۔ اپنے دماغ سے آغاز کریں۔ اور ہر روز ہماری کوشش رہے کہ ہمارا دوسرا دن ہمارے پہلے دن سے بہتر ہو۔

۶: سب سے عمدہ اور اچھا درسی مواد کہ سب کو جس کا سیکھنا اور سکھانا لازمی ہے۔ اسلامی معنوی علوم، جیسے علم اخلاق و تہذیبِ نفس اور علم عرفان ہے۔ خدا ہمیں اور آپ کو عطا فرمائے کہ یہ جہادِ اکبر ہے۔

۷: علم و تہذیبِ نفس ہی انسان کو مقامِ انسانیت پر فائز کرتے ہیں۔

۸: اپنے آپ کو بھول جانا انسان کے کمال کا پیش خیمہ ہے۔

۹: اس سے پہلے کہ ہمارا نامۂ اعمال خدا کے حضور اور امام زمانہ سلام اللہ علیہ کے سامنے پیش ہو۔ ہمیں اس کو دیکھ لینا چاہیئے۔

۱۰: ایسا کام کیجئے کہ جب اس دُنیا سے کوچ کریں تو رب العزت کی بارگاہ میں سُرخ رو ہوں۔

۱۱: ہم سب پر ضروری ہے کہ پاکیزہ ہوں تاکہ نورِ الٰہی اور نورِ قرآن سے استفادہ کر سکیں۔

۱۲: اپنے آپ کو تیار کیجئے تاکہ قیام کر سکیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ احکامِ خدا کی پیروی کیجئے۔

۱۳: اگر ہم اپنی اصلاح کر لیں تو قہراً جو مقصد ہم رکھتے ہیں وہ دنیا میں بھی صادر ہو جائے گا۔

۱۴: روحانی اصلاح و تربیت، ہر اصلاح و تربیت پر مُقدم ہے۔ "جہادِ سازندگی" کا کام بھی

افراد سے شروع ہونا چاہیئے۔

۱۵: اپنے آپ کو تیار کیجئے۔ ہمیں چاہیئے کہ خود کو تیار کریں۔ کوشش کیجئے کہ اس "جہادِ سازندگی" کے کام کو آپ اپنی ذات سے شروع کیجئے۔ جب خود سے شروع کریں تو پھر جو کام بھی آپ انجام دیں گے وہ کام خدائی ہوگا۔

۱۶: ہمیں چاہیئے کہ باطنی اور اندرونی انقلاب برپا کریں۔ ہمارے نفوس منقلب ہونا چاہئیں۔ اگر اب تک شیطان اور طاغوت کے تسلط میں رہے ہیں تو اب بدل جائیں۔

۱۷: جس نفس کی تہذیب واصلاح نہ ہوئی ہو۔ اس میں "علم" ایک تاریک حجاب بن جاتا ہے۔

۱۸: خدا کی طرف سے ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اگر ہم دل میں کسی کو اپس میں سے نہیں چاہتے۔ تو بھی عمل، ذکر اور تبلیغ کے موقع پر اپنے نفس کے بر خلاف عمل کریں۔

۱۹: اگر علم، تہذیب کے بغیر ہو تو اس کا نقصان جہل سے زیادہ ہے۔

۲۰: کلام اسی وقت مؤثر ہوتا ہے جب تہذیب یافتہ اور پاکیزہ دل سے صادر ہو۔

۲۱: اس انانیّت کو اگر انسان پائمال کر کے اُس کا ہو جائے تو وہ ہر چیز کی اصلاح کرے گا۔

۲۲: کبھی علم توحید انسان کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ کبھی علم عرفان کی وجہ سے انسان جہنم میں چلا جائے گا۔ کبھی علم فقہ، اور کبھی علم اخلاق کے باعث، علم سے کام نہیں بنتا۔ تزکیۂ نفس کی ضرورت ہے۔

۲۳: علم توحید بھی اگر غیر خدا کے لئے ہو تو تاریک حجابات میں سے ہوگا۔

۲۴: خدا نہ کرے کہ خود کی اصلاح سے پہلے کوئی معاشرہ انسان پر مہربان ہو جائے اور انسان لوگوں میں نفوذ اور شخصیت پیدا کر لے۔ تو اس صورت میں اپنے آپ کو ضایع کر دے گا، اور کھو بیٹھے گا۔

۲۵: جس شخص کا بھروسہ خدا پر ہو وہ کامیاب و کامران ہے۔

۲۶: اگر تو اس دُنیا سے جو آخرت کی کھیتی ہے محروم ہو گیا تو پھر فرصت ہاتھ نہیں آئے گی اور اپنے نفس کی خرابیاں دور نہیں کر پائے گا۔

۲۷: مجھے یہ خوف ہے کہ وہ (عوام) ہماری وجہ سے اور ہماری باتوں پر عمل کر کے جنت حاصل کر لیں۔ اور ہم خود اپنی تہذیب نہ کرنے کی وجہ سے دوزخ میں جھونک دیئے جائیں۔

۲۸: حقیقت میں عید یہ ہے کہ انسان خدا کی خوشنودی حاصل کرے اور اپنے باطن کی اصلاح کرے۔

۲۹: جب تک ایک ملت اور معاشرے کی تہذیب و تربیت نہ ہو جائے۔ وہ اپنے مدنظر عظیم مقاصد تک نہیں پہونچ سکتی۔

ایمان اور معنوی قدریں

۱: اگر ایمان دل میں راسخ ہو جائے تو ہر کام کی اصلاح ہو جائے گی۔

۲: خدا پر ایمان نور اور روشنی ہے۔ خدا پر ایمان کی وجہ سے مومنوں کے سامنے سے تمام تاریکیاں کافور ہو جاتی ہیں۔

۳: ایمان کا مطلب یہ ہے کہ جن مسائل کو آپ نے عقل کے ذریعے سمجھا اور درک کیا ہے۔ ان سے آپ کا دل بھی آگاہ ہو اور اسے یقین حاصل ہو جائے۔

۴: جو لوگ خدا کے ساتھ ہوتے ہیں اور خدا کی ذات پر ایمان اور توجہ رکھتے ہیں۔ خدا ان کو تمام ظلمتوں اور تاریکیوں سے نجات دیتا ہے اور وہ حقیقتِ نور کو پا لیتے ہیں۔

۵: یہ جان لیجئے کہ علم کی حقیقت اور ایمان کی حقیقت کہ جس کا وجود علم سے ہے، نور ہے۔

۶: باخبر رہئیے کہ ایمان ان روحانی کمالات سے ہے جس کے نور ہونے کی حقیقت سے کم ہی لوگ آگاہ ہوتے ہیں، حتیٰ مومنین خود بھی جب تک عالمِ دُنیا اور ظلمتِ طبیعت میں رہتے ہیں، اپنے ایمان کی نورانیت اور بارگاہِ حق میں جو بزرگیاں اور مراتب ان کے لئے ہیں۔ ان سے باخبر نہیں ہو پاتے۔

۷: کسی بھی مُلک کی تمام خوبیوں اور ترقیوں، کہ چاہے وہ مادّی اعتبار سے ہوں یا معنوی لحاظ سے۔ کا راز یہ ہے کہ ایمان موجود ہو۔

۸: دھمکانے اور لالچ دینے کا اثر ان لوگوں پر ہوتا ہے جو ایمان سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔

۹: ایمان کا دعویٰ کرنے والے بہت ہیں۔ لیکن حقیقت میں ایمان والے بہت تھوڑے ہیں۔

۱۰: اگر لوگوں کا ایمان قوی ہو جائے تو تمام کام آسانی سے ہو سکتے ہیں۔

۱۱: تعداد میں کم ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایمان قوی ہونا ضروری ہے۔

۱۲: نیکی کا معیار یہ ہے کہ انسان مومن ہو اور صبر و حوصلہ رکھتا ہو، دوسروں کو صبر کرنے کی تلقین

کرے۔ حق و حقیقت بیان کرے اور دوسروں کو بھی حق کی بات کہنے کی تلقین کرے۔

۱۳: میں نہیں مان سکتا کہ کسی شخص کے اندر معنویات کے مبادی نہ ہوں اور وہ لوگوں کے لئے کوشش کرے۔

۱۴: کوشش کرکے اس ملّت کے اندر معنویات کو قوی کیجئے۔ معنویات کے ذریعے ہی آپ اپنے استقلال کو بچا کر مراتب کمال تک پہونچا سکتے ہیں۔

۱۵: معنوی قدریں، دائمی قدریں ہیں۔

۱۶: تمام بد بختیاں ایمان کی کمزوری اور یقین کی سستی سے پیدا ہوتی ہیں۔

۱۷: شرافت تقوے سے پیدا ہوتی ہے۔

۱۸: مادّی خرابیاں دور کرنا معنوی خرابیوں کے دور کرنے کی بہ نسبت آسان ہے۔

۱۹: جو لوگ خدا کے لئے کام کرتے ہیں، وہ شکست نہیں کھاتے۔ البتہ جو لوگ دُنیا کی خاطر کام کرتے ہیں وہ ہار بھی سکتے ہیں۔ چونکہ اگر مقصد تک نہ پہونچ سکیں تو ہار گئے اور انھوں نے اپنی عمر کو بھی برباد کیا۔

۲۰: ہمیں خدا سے اُمید ہے۔ اور اس سے مایوس نہیں ہیں۔ اور خدا پر اُمید رکھتے ہوئے مشکلوں پر قابو پاتے ہیں۔

۲۱: میں اطمینان رکھتا ہوں کہ جب تک یہ ملّت خدا سے لو لگائے ہوئے ہے۔ کوئی طاقت بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

۲۲: اگر ہماری ملت خدا اور پیغمبر اکرمؐ کی خوشنودی کی خاطر آگے بڑھے تو اس کے تمام مقاصد پورے ہو جائیں گے۔

۲۳: یہ مت سوچیے کہ وھائٹ ہاؤس اور کریملن اس وقت آرام سے بیٹھے ہیں اور عیش میں زندگی گذار رہے ہیں۔ وہ اضطراب دبے چینی میں بسر کر رہے ہیں۔ اس اضطراب کی وجہ یہ ہے کہ وہ شیطان کے مُرید ہیں۔ اور شیطان انسان کے دل میں اطمینان نہیں پیدا ہونے دیتا۔

۲۴: اگر خدا پر ایمان، اور خدا کی خاطر کام کرنے کا جذبہ، بشر کے سیاسی، اقتصادی، اجتماعی اور دوسرے امورِ زندگی میں شامل ہو جائے تو آج کی دُنیا کے سب سے پیچیدہ اور مشکل ترین مسائل آسانی سے حل ہو جائیں گے۔

تقویٰ برتری کا معیار ہے

۱: جس کا تقویٰ زیادہ ہو، جس کے اندر خدا کا خوف زیادہ ہو اور جو خدا کی راہ میں خدمت کرتا ہو وہ مُقدّم ہے۔

۲: سب (ایک دوسرے کے) بھائی اور برابر ہیں۔ بزرگی صرف اور صرف تقویٰ کی پناہ میں رہ کر ملتی ہے اور برتری حُسنِ اخلاق اور نیک اعمال سے حاصل ہوتی ہے۔

۳: اصلی اور بنیادی شئے تقویٰ ہے۔ لیکن اگر یہی تقویٰ جاہل افراد کے اندر ہو تو کبھی کبھی نقصان پہونچاتا ہے۔

۴: اگر آپ علم، تقویٰ اور انقلابی یعنی اسلامی شعور سے لیس ہوں تو آپ کی کامیابی حتمی ہے۔ لیکن خدانخواستہ اگر اس مرحلے میں آپ نے کوتاہی کی تو اس کے ذمّہ دار

آپ خود ہوں گے۔

۵: ملت اگر پرہیزگار ہو جائے تو دُنیا میں پیش آنے والی تمام آفتوں سے خود کو بچا سکتی ہے۔

اخلاص

۱: ہم اپنے دِل کو نیّت کے خلوص اور باطن کی سچائی سے آراستہ کریں اور جلا بخشیں!

۲: سچی اور خالص نیّت کے بغیر کوئی عبادت بھی حق تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتی۔

۳: عبادات میں نیّت اور اس کے خلوص کے برابر کسی چیز کی اہمیت نہیں۔

۴: اپنے آپ کو اس بحرِلازوال میں غرق کیجئے۔ اور اپنے کاموں کو خدائی کام بنائیے، اور خدائے تبارک وتعالیٰ کے احکام کا خاص خیال رکھیئے۔

۵: اچھے اعمال اور کمال کا راز، نیتوں، دِل کے متوجہ رہنے اور حدود کی حفاظت کرنے میں مُضمر ہے۔

۶: تو جس مقام پر بھی ہے کوشش کر۔ اور اپنے اخلاص کو بڑھا۔ نفس کے توہمات اور شیطانی وسوسوں کو اپنے دِل سے نکال، یقیناً تجھے اس کا صلہ ملے گا۔ تجھے (عالم) حقیقت کا راستہ مل جائے گا۔ بابِ ہدایت تیرے لئے کھل جائے گا۔ اور خدائے تبارک وتعالیٰ تیری مدد فرمائے گا۔

۷: آپ تدبیر و فکر کی روشنی میں عمل کریں۔ اس کے بعد نہ قتل کرنے سے ڈریں اور نہ قتل

ہو جانے سے۔ اہم یہ ہے کہ آپ کا ارادہ پاک و خالص ہو۔

۸: کوشش کرکے اپنے ارادے کو خدا کے لئے خالص کیجئے۔ پھر چاہے آپ قتل ہو جائیے یا قتل کر دیجئے (دونوں صورتوں میں) نجات یافتہ رہئے گا۔

۹: محنت کرکے اپنے امور کو خدائی بنائیے، آپ کا قیام اللہ کے لئے ہو۔

پسندیدہ اخلاق

۱: اخلاق کے ذریعے لوگوں کے دل جیتئے اور دل کا جھکنا ہی معیار ہے۔ اگر آپ لوگوں کے دلوں کو اپنا ہمنوا بنا سکیں۔ تو یہ ایک چیز ہے جو خدا کے ہاں دائمی اور استوار ہے۔

۲: خدا کے بندوں کے ساتھ کہ خدا کی رحمت و نعمت جن کے ہمراہ ہے اور وہ خلعت اسلام و ایمان سے آراستہ ہیں دوستی بڑھاؤ اور دل سے محبت کرو۔

خود اعتمادی

۱: ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئیے کہ ہم سب کچھ ہیں۔ اور کسی سے ہمارے پاس کچھ کم نہیں ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو کھو دیا تھا۔ لہٰذا اپنے آپ کو دوبارہ تلاش کریں۔

۲: خدا پھر بھروسے کے بعد خود اعتمادی، تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے۔

۳: ہمیں اپنی شخصیت بنانے کی فکر میں رہنا چاہئیے۔

۴: جب مقاصد بلند ہوں تو اس مقصد کی راہ میں حائل مشکلوں کو انسان کو خاطر میں نہیں لانا چاہئے۔

۵: کسی بھی طاقت سے نہ ڈریئے۔ جب خدا آپ کے ساتھ ہے تو سب کچھ آپ کے ساتھ ہے۔

۶: خدا پر توکل کرتے ہوئے ہم کسی چیز سے خائف نہیں۔

۷: جس کے ساتھ خدا ہے وہ اس کے سوا کسی بھی طاقت سے خوف زدہ نہیں ہوتا۔

قناعت اور سادگی کے ساتھ جینا

۱: معنویات اسلام کی بنیاد ہیں معنویات میں اضافہ کرنے کی کوشش کیجئے اور جس قدر ممکن ہو تکلفات کم کیجئے۔

۲: خود کو سادگی کے ساتھ جینے کا عادی بنایئے۔ اور دِل کو مال و منال اور مقام و مرتبہ سے وابستہ نہ کیجئے۔

۳: عیش پرستی اور فضول خرچی کی زندگی کے ساتھ، انسانی اور اسلامی اقدار کو نہیں بچایا جا سکتا۔

۴: صبر خوش بختیوں کے دروازوں کی کنجی اور ہلاکتوں سے نجات کا بہترین ذریعہ ہے۔

۵: صبر انسان پر آفتوں کو آسان اور مشکلوں کو سہل کرتا ہے۔ اور اس کے عزم و ارادے کو قوت دیتا ہے۔

۶: مقصد جتنا بھی بلند ہو اور اس کی راہ میں تکلیف جس قدر بھی زیادہ ہو۔ انسان کو چاہئے کہ

برداشت کرے۔

۷: اگر ہم استقامت و پائیداری اختیار کریں تو خدا کی تائیدیں ہمارے شامل حال ہوں گی۔

توبہ

۱: ہر شخص کے لئے چاہے اس نے جو بھی گناہ کیا ہو، توبہ کی گنجائش ہے۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ خدا کی رحمت بے انتہا ہے۔

۲: توبہ کی کچھ شرطیں ہیں جب تک وہ نہ پائی جائیں خداوندِ متعال توبہ قبول نہیں کرتا۔

۳: ایام جوانی، توبہ کی بہار ہیں۔ اس وقت گناہوں کا بوجھ ہلکا، دِل میں کدورت کم اور توبہ کی شرطیں سہل اور آسان ہوتی ہیں۔

۴: پشیمانی اور گناہوں کو ترک کرنے کا (پختہ) عزم ان لوگوں کو نصیب نہیں ہو پاتا جنھوں نے ستر، اسّی سال تک غیبت کی ہو اور جھوٹ بولے ہوں اور معصیت اور گناہوں میں داڑھی سفید کی ہو۔

۵: توبہ کیجئے! اس لئے کہ توبہ "اتوب الی اللہ" کہنے سے نہیں ہو جاتی۔ بلکہ پشیمانی اور ترک معصیت کا پختہ عزم لازمی ہے۔

چوتھی فصل:

حبِ نفس اور خواہشاتِ نفس

۱: ہم خواہشاتِ نفس سے بچیں جو شیطان کی میراث ہیں۔

۲: حق سے منحرف ہونے کا معیار، خواہش نفس کی پیروی ہے۔

۳: نفسانی بیماریوں کی اہمیت، جسمانی امراض سے ہزاروں درجے زیادہ ہے۔

۴: اگر خواہشِ نفس کے لئے ایک دروازہ کھولو گے تو بہت سارے دروازے اس کے لئے کھولنے پڑیں گے۔

۵: اے عزیز! جان لے کہ نفس کی خواہشوں اور تمناؤں کی کوئی انتہا نہیں۔ اور اسکی اشتہا کبھی کم نہیں ہوتی۔

۶: جو مصیبت بھی انسان پر آتی ہے یا کوئی معاشرہ، طاقتوروں کے ہاتھوں، اس میں گرفتار ہوتا

ہے۔ اس کی وجہ خود پسندی اور خواہشاتِ نفس ہے۔

۷: انسان کا باطنی شیطان، وہ خود ہی ہے۔ اس کی نفس پرستی اور خواہشات ہیں۔

۸: بشریّت میں پیدا ہونے والی تمام خرابیوں کی جڑ۔ بشریّت کی ابتدائے وجود سے آج تک اور اس کی انتہا تک۔ حُبِّ نفس ہے۔

۹: انسان کی آفت اس کے نفس کی خواہشیں ہیں۔

۱۰: جب تک خود پسندی اور خواہشاتِ نفس کے اسیر بنے رہو گے۔ اللہ کی راہ میں جہاد، اور اس کے حریم کا دفاع نہیں کر سکو گے۔

۱۱: جتنی بھی خطائیں انسان سے ہوتی ہیں ان کی اصل حُبِّ نفس ہے۔

۱۲: ہر انسان اور ہر مدیر کے لئے حُبِّ نفس ہر چیز سے زیادہ خطرناک ہے۔

۱۳: ہماری سب سے بڑی مشکل حُبِّ نفس، حُبِّ جاہ اور حُبِّ شہرت ہے۔

۱۴: انسان کا نفس ہر سرکش چیز سے بدتر ہے۔ نفس کی سرکشی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔

۱۵: جو چیز انسان کی کمر توڑ دیتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو اپنے سے محبت، مقام و مرتبہ سے محبت اور ہر اس چیز سے محبت کہ جس سے محبت کی جاتی ہو، ایسی منزل پر لا کھڑا کرے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس سے وہ چیز لے لیں تو ان کا دشمن ہو جائے۔ اور جب یہ جان جائے کہ خدا وہ چیز اس سے چھین رہا ہے تو خدا کا بھی دشمن ہو جائے۔

حُبِّ دنیا اور ہوسِ اقتدار

۱: دُنیا وہ ہے جو ہمارے اندر موجود ہے۔ جو ہمیں مبداء کمال (اللہ) سے دور کرتی ہے اور نفس و نفسانیت کا اسیر بناتی ہے۔

۲: جس قدر بھی نفس کی توجہ دنیا کی طرف زیادہ ہوگی اسی قدر حق اور آخرت کی طرف سے غافل ہوگا۔

۳: روحانی، اخلاقی اور عملی خرابیاں، دُنیا کی محبت اور حق تعالےٰ اور آخرت سے غفلت برتنے سے پیدا ہوتی ہیں۔

۴: وہ علم جو انسان کو خدا سے نزدیک کرتا ہے۔ وہی علم دُنیا طلب نفس کو، درگاہ ذوالجلال سے زیادہ دور کرتا ہے۔

۵: تدبیر امور اور تعمیر دنیا کی طرف جتنا بھی دل کا رجحان زیادہ ہوگا اور اس کا لگاؤ بڑھے گا ذلت و فقر کا غبار اس پر دبیز تر ہوتا جائے گا۔ اور احتیاج و رسوائی کی تاریکی اس کو زیادہ سے زیادہ اپنی لپیٹ میں کرے گی۔

۶: اے عزیز! تجھے اگر دُنیا طلب کرنے میں عار نہیں تو کم سے کم اپنے جیسی کمزور مخلوق سے طلب نہ کر۔

۷: مادیات کی طرف نفس کی توجہ اور رغبت، انسان کو انسانی قافلہ سے دور کرتی ہے۔ جبکہ مادی تعلقات کی قید سے آزاد ہو کر خدائے تبارک و تعالیٰ سے لو لگانا، انسان کو مقام

انسانیت تک پہونچاتا ہے۔

۸: دُنیا، جس کی مذمت کی گئی ہے، اس کا مفہوم یہی ہے کہ انسان دل سے راغب ہو چاہے ایک تسبیح کی طرف یا ایک کتاب کی طرف۔

۹: دُنیا کے زرق و برق میں کھو جانا، انسان کے اندر سے انسانی احساس کو ختم کر دیتا ہے۔

۱۰: اگر حسبِ مقدور خدا کی ضیافت میں شرفیاب ہونا چاہیں، تو دنیا سے مُنہ پھیر لیں اور اپنے دل کو دنیا سے موڑ لیں۔

۱۱: مال دار، اغنیا کی شکل میں فقراء ہیں اور بے نیازوں کے لباس میں نیاز مند۔

۱۲: مادّی تعلقات کی قید سے آزاد ہونا اور خدائے سبحان سے لَو لگانا، انسان کو مقام انسانیت پر فائز کرتا ہے۔

۱۳: جان لو کہ یہ عالمِ دُنیا، عیب و قصور اور کمی کی وجہ سے نہ دار کرامت اور حق تعالیٰ کے ثواب کی جگہ ہے اور نہ عذاب و عقاب کا مقام۔

۱۴: موت کا ڈر ان لوگوں کو ہے جنھوں نے دُنیا کو دائمی ٹھکانا بنا لیا ہے۔ اور ابدی قرار گاہ اور خدا کے جوارِ رحمت سے بے خبر ہیں۔

۱۵: انسان کو جو مقام بھی حاصل ہو چاہے مادّی ہو یا معنوی، ایک دن اس سے وہ مقام چھین لیا جائے گا اور وہ دن معلوم نہیں۔

۱۶: جس کا رابطہ خدا کے ساتھ ہو وہ ناکام نہیں ہوتا۔ ناکام وہ ہوتا ہے جس کی اُمیدیں دنیا سے

وابستہ ہوں۔

۱۷: وہ اپنی جانیں اسلام اور اسلامی ملک کی بہتری کے لئے قربان کر رہے ہیں۔ جبکہ ہم ان کے گرم لہو کے اوپر بیٹھیں اور آپس میں لڑیں! یہ چیز اسلام کی منطق میں سب سے بڑے گناہوں میں سے ہے۔

۱۸: قدرت طلبی کا جذبہ جس کے اندر بھی ہو یہ شیطان کا کام ہے۔

۱۹: بہت زیادہ اس کی فکر نہ کیجئے کہ ہمارا گھر کیسا ہے اور ہماری زندگی کیسی ہے وغیرہ۔ بلکہ انسانی شرافت کی فکر کیجئے۔ اور اس چیز کے پیچھے رہیئے جس نے آپ کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

۲۰: جو چیزیں اس دُنیا سے تعلق رکھتی ہیں وہ ناپائیدار اور زود گذر ہیں۔ اس دُنیا میں کامیابیاں، ناکامیاں، خوشیاں اور غم چند دن سے زیادہ پائیدار نہیں۔

خودپسندی و خودغرضی

۱: دُنیا میں پیدا ہونے والی تمام خرابیوں کی جڑ خودغرضی ہے۔

۲: جتنے بھی فساد دُنیا میں ہوتے ہیں خودغرضی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

۳: جب تک انسان خودپسندی میں مبتلا رہے گا اس وقت تک اس راہ کو جسے راہِ ہدایت کہتے ہیں حاصل نہیں کر سکتا۔

۴: اس میں ذرا بھی شک نہ کیجئے کہ جس نے بھی کہا "میں" وہ "میں" شیطانی ہے۔

۵: جان لو کہ عُجبؔ (خودپسندی) جیسی بُری خصلت حُبِّ نفس سے پیدا ہوتی ہے۔

۶: خودپسندی۔ یعنی میں رہوں اور کوئی دوسرا نہ ہو، یہ ہر ایک کے اندر ہوتی ہے مگر یہ کہ نفس کی تہذیب ہو چکی ہو۔

۷: انسان کتنا نادان ہو کہ ان چیزوں کو مقام سمجھے اور اس کا نفس کس قدر ضعیف ہو کہ اس حکومت یا ان حکمرانیوں کو مقام و مرتبہ سمجھے۔

۸: کوشش کر کے حجابِ خودی کو برطرف کیجئے اور اس جمالِ جمیل کا نظارہ کیجئے۔ اُس وقت ہر مشکل آسان ہو گی اور ہر رنج گوارا۔

۹: خودپسندی شیطان کی میراث ہے۔

۱۰: جب تک انسان ان خود پسندی کی زنجیروں میں جکڑا رہے گا، جنگیں، فسادات، مظالم اور ستمرانیاں ہوتی رہیں گی۔

۱۱: اگر خدانخواستہ انسان کے کاموں میں خود خواہی اور غرور کا عنصر شامل ہوجائے تو انسان کی ناکامی شروع ہوجاتی ہے۔

۱۲: ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان خود پرست بھی ہو اور خدا پرست بھی۔ ایسا ممکن نہیں کہ انسان اپنے منافع کا بھی لحاظ رکھے اور اسلام کے منافع کا بھی۔ دو میں سے ایک ہی کام ہوسکتا ہے۔

۱۳: میں اگر دوسرے تمام انسانوں کے مقابلے میں اپنے لئے مقام و مرتبہ کا تصور کروں تو یہ روحی اور فکری زوال ہے۔

۱۴: انسان جس کام میں بھی ہاتھ ڈالے اگر خود خواہی کو ترک کرکے مصلحت کو پیشِ نظر رکھے اور خدا کو حاضر و ناظر جانے تو کامیاب بھی ہوگا اور خود خواہی سے پیدا ہونے والے خطروں سے بھی محفوظ رہے گا۔

۱۵: نزاع و پرخاش خود خواہی کا نتیجہ ہیں۔ نفس کے (تاریک) نقطہ سے اس کا آغاز ہوتا ہے۔

۱۶: تعریف دو طرح کی ہوتی ہے۔ کبھی انسان خود کو نمایاں کرنے کے لئے تعریف کرتا ہے۔ یہ ابلیس ہے۔ لیکن کبھی اپنی تعریف کرتا ہے۔ تاکہ دوسروں کی ہدایت کرے۔ یہ رحمانی نفس ہے۔

۱۷: انسان کی نفس پرستی یہ چاہتی ہے کہ چاہے کچھ بھی ہو انسان یہ کہے کہ میں نے کیا ہے۔ یہ خودخواہی کی علامت ہے۔ بسا اوقات جو اختلافات دیکھنے میں آتے ہیں ان کی وجہ ایمان کی کمزوری ہے۔

۱۸: کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ مجھ میں کوئی عیب و نقص نہیں۔ اگر کوئی یہ دعوی کرے

تو اس کا سب سے بڑا نقص یہی دعویٰ ہے۔

۱۹: کامیابیوں پر اترانا، بڑی آفت و مصیبت ہے۔ جسے باطنی شیطان، اللہ کے بندوں کے اندر پیدا کرتا ہے تاکہ ان کو حق کے راستے سے ہٹا سکے۔

۲۰: غرور و غفلت انسان کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔

۲۱: تکبّر، شیطان کی خاص عادتوں میں سے ہے۔

۲۲: جس کا "جہل" زیادہ اور عقل ناقص ہو اس میں تکبّر زیادہ ہوتا ہے۔ اور جس کا علم زیادہ، روح بڑی اور قلب وسیع ہو وہ زیادہ متواضع ہوتا ہے۔

دوسروں میں عیب تلاش کرنا

۱: کوئی عیب اس سے بڑا نہیں کہ انسان اپنے عیب کو نہ سمجھے اور اس سے بے خبر ہو، اور خود چاہے عیوب کا پیکر ہو، لیکن دوسروں کے عیب ڈھونڈے۔

۲: دل کی گرہیں کیوں انسان کو گمراہ کریں، اور نفسانی خواہشات، ہر چیز کو چھوڑ کر سب کے عیبوں کو کیوں دیکھیں؟

۳: لوگوں کے اسرار چاہے جیسے بھی ہوں ان کو فاش کرنا اسلام کے خلاف ہے۔

غفلت

۱: ایک لمحہ کے لئے بھی خدا سے غافل نہ ہوئیے۔ سرچشمۂ قدرت سے غفلت انسان کو ہلاک کردیتی ہے۔

یاس وناامیدی

۱: ہرگز کسی بھی کام سے مایوس نہیں ہونا چاہئیے۔ اس لئے کہ سب کام یکبارگی نہیں ہو جاتے۔ بڑے کام رفتہ رفتہ ہوتے ہیں۔

۲: ناامیدی شیطانی لشکر میں سے ہے اور امید خدا کے لشکر میں سے ہے۔ ہمیشہ اُمیدوار رہیئے۔

اجتماعی گمراہیاں اور مفاسد

۱: انبیائے کرامؑ ایک طبیب کی مانند تھے جو معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے تھے۔

۲: اگر اخلاق کجی نہ ہو تو کوئی بھی جنگی ہتھیار انسان کے لئے نقصان دہ نہیں۔

۳: جو چیز ہمارے اس سیارے یعنی کرۂ زمین کو زوال پذیر کر رہی ہے وہ اخلاقی بے راہروی ہے۔

۴: جو شخص معاشرے کو آلودہ کر رہا ہو اور فساد سے دست بردار ہونے کے لئے تیار نہ ہو۔ اس

کو معاشرے سے الگ کر دینا چاہیئے۔ جو سرطان کا ایک ناسور ہے جو معاشرے کو فاسد کرتا ہے۔

۵: نشہ باز کو نجات دلانا ایک فرد کی نجات نہیں بلکہ اسلام کی نجات ہے۔

۶: کسی مسلمان کی توہین، اپنے دینی بھائی کی بدگوئی وظیفہ شرعی نہیں بلکہ حُبِّ دنیا اور حُبِّ نفس ہے۔ یہ شیطان کی ریشہ دوانیاں ہیں جو انسان کو یہ بھیانک دن دکھاتی ہیں۔

۷: مُسلمان کو اذیّت اور مومنین کو تکلیف پہونچانا سب سے بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

نیکی کی ہدایت کرنا اور برائی سے روکنا

۱: نیکی کی ہدایت کرنا اور بُرائی سے روکنا پوری ملّت پر واجب ہے۔

۲: حق کی تلقین جو نیکی کی ہدایت کرنا اور بُرائی سے روکنا ہے تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔

۳: اگر کوئی ظالم حاکم عوام پر مُسلّط ہو جائے تو ملّت کے عالموں اور دانشمندوں کو چاہیئے کہ اس کو ٹھکرا دیں اور بُرائی سے روکیں۔

۴: ہماری اور آپ کی ذمّہ داری ہے کہ قانون نافذ کرنے والوں کے تمام امور میں، اَمر بالمعروف کے فریضہ کو انجام دیں۔ اور اگر قانون کی خلاف ورزی کرنے والے اشخاص کو دیکھیں۔ تو ان لوگوں کو بتائیں جو انھیں روکنے کے لئے آمادہ ہیں۔ اور مشکلات کو بھی برداشت کریں۔

۵: اگر ابتداء سے ہی آپ فساد کی روک تھام نہیں کریں گے تو کچھ پتہ نہیں کہ وہی پہلے والی حالت

نہ ہو جائے۔

۶: جو چیز شریعت میں حرام ہے اور وہ چیز جو اسلامی مملکت اور ملّت کے مسیر اور جمہوری اسلامی کی حیثیت کے خلاف ہے۔ اگر سختی سے اس کی روک تھام نہ کی گئی تو سبھی ذمہ دار ہونگے۔

نفاق اور منافقین

۱: کافروں سے بدتر منافق ہیں۔

۲: اسلام میں منافقوں کو زیادہ جھٹلایا گیا ہے۔ اور منافق کفر کا واضح مصداق ہے۔

۳: اسلام نے منافقوں کو ختم کرنے یا ان کی اصلاح کرنے کی جتنی تاکید کی ہے۔ اتنی کفار کے لئے نہیں ہے۔ انسان کو معلوم ہے کہ کافروں کے ساتھ کیا سلوک کرے۔ لیکن وہ نہیں سمجھ پاتا کہ منافقوں کے ساتھ کیا کرے۔

۴: سورۂ "منافقون" میں منافقین کی کیفیت بیان ہوئی ہے۔ کہ یہ آپ کے سامنے دین دیانت اور اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ مسلمان نہیں۔ بلکہ یہ منافق ہیں۔

۵: آج ہماری بڑی مشکل وہ منافقین ہیں جو اسلام کا اظہار کرتے ہیں لیکن حقیقت میں اسلام کی کمر توڑ دینے کے درپے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے ان سے نمٹنا مشکل ہے۔ اور ان کے مسئلہ کا حل دشوار ہے۔

۶: آپ کی اور آپ کے حامیوں کی بڑی کمزوری یہ ہے کہ نہ آپ کو اسلام اور اس کی معنوی قدرت، اور نہ ملّت مسلمان اور اس کے جذبۂ ایثار و قربانی کی کوئی اطلاع ہے۔

۷: حالانکہ منافقوں (۲۹) کے سرغنے امریکہ اور فرانس کی گود میں عیاشی و فحاشی میں مشغول ہیں۔ پھر بھی افسوس یہ ہے کہ کچھ نوجوانوں کو انھوں نے حیلوں اور چالاکیوں سے دھوکہ دے رکھا ہے اور ان سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب کر لی ہے۔

۸: جو لوگ اسلام کا دم بھرتے ہیں لیکن اسپتالوں کو آگ لگاتے ہیں زخمیوں کے سر کاٹ دیتے ہیں۔ ان کو پہچانیے یہ مسلمان نہیں بلکہ منافق ہیں۔

۹: ننگ ہو تمہارے لئے اے شیطان کے چیلے چانٹو! اے بین الاقوامی غلاموں تم کس قدر بے حیا ہو کہ سوراخوں میں چھپے بیٹھے ہو اور جو ملت بڑی طاقتوں کے مقابلے پر جمی ہوئی ہے اپنی جہالت سے اس میں تخریب کاریاں کر رہے ہو۔

۱۰: میرے گمان میں آپ کوئی بھی گروہ یا جماعت ایسی نہیں بتا سکتے جو ظلم ڈھٹنگی میں منافقوں (۳۰) کے گروہ جیسے مختلف حربے رکھتی ہو۔

دوسرا حصّہ

پہلی فصل:

اللہ کے لئے قیام

۱: ہر چیز اللہ کے لئے قیام کرنے میں ہے۔ اللہ کے لئے قیام اس کی معرفت حاصل ہونے کا باعث ہے۔

۲: جب انسان خدا کے دین کو خطرے میں دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ خدا کے لئے قیام کرے۔

۳: موت سے نہ گھبرایئے، اس لئے کہ زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے۔

۴: سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوئیے اور خدا کے لئے قیام کیجئے۔ اپنے باطنی شیطانی لشکر کے خلاف تنہا اور شیطانی طاقتوں کے خلاف سب مل کر قیام کیجئے۔

۵: "ان تقوموا للہ مثنیٰ وفرادیٰ" (۲۱) اللہ کی راہ میں اجتماعی اور انفرادی طور پر اُٹھ کھڑے ہوئیے۔ انفرادی طور پر اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے اور اجتماعی طور پر اللہ کے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کی خاطر!

۶: اللہ کے لئے قیام کرنے میں شکست نہیں ہوتی۔

۷: اگر ہم ایک دن خدا پر بھروسہ نہ کریں بلکہ نیل یا ہتھیاروں پر بھروسہ کریں تو جان لیجئے کہ وہ ایسا دن ہوگا جو ہمیں شکست کی طرف لے جائے گا۔

۸: کوشش کیجئے کہ آپ کا قیام۔ اور آپ کی یہ تحریک الٰہی ہو اور اللہ کے لئے ہو۔

۹: ساری طاقتیں خدا کے سامنے ہیچ ہیں۔

۱۰: ہم ہرگز خائف نہیں اس لئے کہ ہم نے خدا کے لئے قیام کیا ہے۔

۱۱: اللہ کیلئے قیام کرنے میں کسی ضرر اور زیاں کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

۱۲: جو قیام خدا کے لئے ہو اور جس تحریک کی بنیاد عقیدہ اور معنویت پر استوار ہو، اس میں عقب نشینی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

۱۳: جس ملک نے خُدا کے لئے قیام کیا ہو اور خدا کے لئے ہی پائیدار و پابرجا ہے وہ خدا کے لئے ہی اس کو جاری رکھے گا۔

۱۴: اپنے آپ کو اس طاقت کے سرچشمہ سے وابستہ کرلو۔ اے قطرو اپنے آپکو سمندر میں تبدیل کردو۔

قیام کی دعوت

۱: اسلامی ممالک کی ملتوں سے میری وصیت یہ ہے کہ اس انتظار میں نہ رہئیے کہ باہر سے آکر

کوئی تمھیں تمھارے مقصد یعنی اسلام اور اس کے قوانین کے نفاذ میں مدد دے۔ آپ خود اس زندگی ساز امر کے لئے جس سے آزادی و خود مختاری ملتی ہے قیام کیجئے۔

۲: ملّتیں اُٹھ کھڑی ہوں اور اپنی حکومتوں اور بڑی طاقتوں سے نجات حاصل کریں۔

۳: مجھے اُمید ہے کہ تمام ممالک کے مسلمان ایرانی مسلمانوں کے تجربوں سے سبق سیکھ کر مغرب کو مُنہ توڑ جواب دیں۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں گے اور اسلام سے متمسک ہو کر اپنے کھوئے ہوئے افتخارات حاصل کریں گے۔

۴: اے دُنیا بھر کے غیر تمند مسلمانو! غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ اور اسلام و اسلامی ممالک کو استعماریوں اور ان کے ایجنٹوں کے چنگل سے آزادی دلاؤ۔

۵: آیا دُنیا کے مسلمانوں کے لئے شرم کی بات نہیں کہ اس قدر انسانی، مادی اور معنوی سرمایہ اور اتنا عظیم ترقی یافتہ مکتب اور الٰہی سہارا رکھنے کے باوجود، استکباری طاقتوں اور اس صدی کے دریائی و زمینی قزاقوں کے رحم و کرم پر بیٹھے رہیں۔

۶: ملّتوں کو چاہیئے کہ تحریک چلائیں، قیام کریں اور شر پسند عناصر سے نجات حاصل کریں۔

۷: ملّتیں اپنی جگہ سے حرکت کریں۔ اگر اس انتظار میں بیٹھی رہیں کہ دوسرے اُن کے مادی یا معنوی امور درست کریں تو یہ اشتباہ ہے۔

۸: مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اسلام کی راہ میں اُٹھ کھڑے ہوں اور ان طاقتوں کے ہاتھ کاٹ دیں جو اسلام کی نابودی اور مسلمانوں کے اقتصادی ذخائر سے فائدہ اُٹھانے کیلئے سازش کر رہے ہیں۔

۹: اسلامی معاشروں کا درد جاننے والے یعنی وہ کہ جنھوں نے محرموں اور ناداروں سے خون کا عہد

کر رکھا ہے۔ متوجہ رہیں کہ ابھی وہ مبارزے کے ابتدائی مراحل میں ہیں۔

۱۰: تمام اسلامی ملتیں بیداری اور ہوشیاری کے ساتھ اُٹھ کھڑی ہوں اور ان فاسد ہاتھوں کی کلائیاں مروڑ دیں جو یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی ملتوں کو بڑی طاقتوں کے تسلط میں دے دیں۔

۱۱: جابر حکومت میں خاموشی ملتِ اسلام کے لئے ننگ ہے۔

۱۲: مسلمان ملتیں، استقلال، آزادی اور اسلامِ عالمگیر کو وسعت دینے کی راہ میں ہمارے مجاہدوں کی فداکاریوں کو عملی نمونہ قرار دیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہو کر استعمار و استثمار کی دیوار توڑ دیں۔ اور آزادی اور انسانی زندگی کی جانب قدم بڑھائیں۔

۱۳: ایرانی مُسلمان ملت کی کامیابی بے شک، ظلم کی چکی میں پسنے والی دُنیا کی تمام ملتوں خاص کر مشرقِ وسطیٰ کی ملتوں کے لئے نمونۂ عمل ہے۔ کہ کس طرح ایک ملت اسلام کی انقلابی ایڈیالوجی پر بھروسہ کرتے ہوئے بڑی طاقتوں پر فوقیت حاصل کرتی ہے۔

مظلومو! اٹھ کھڑے ہو!

۱: اے دُنیا کے مستضعفین، اُٹھ کھڑے ہوئیے ایک دوسرے کے ساتھ عہد و پیمان کیجئے اور ستمگروں کو میدان سے باہر بھگائیے۔ کہ زمین خدا کی ہے اور اس کے وارث مستضعفین ہیں۔

۲: اے دُنیا کے مُسلمانو اور ستمگروں کے تسلط میں پھنسے مستضعفو اُٹھ کھڑے ہو، ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر متحد ہو جاؤ۔ اور اسلام اور اپنے اصولوں کا دفاع کرو۔ اور بڑی

طاقتوں کے کھوکھلے نعروں سے خوف نہ کھاؤ۔

۳: اے مسلمانانِ جہان و مستضعفانِ گیتی! اُٹھ کھڑے ہو اور اپنی تقدیر کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لے لو۔ کب تک بیٹھے رہو گے کہ آپ کی تقدیر کا فیصلہ واشنگٹن یا ماسکو میں ہو؟

۴: مستضعفین عالم اگر شرافت کے ساتھ انسانی زندگی بسر کرنا چاہیں تو دُنیا کے تمام مستضعفین متحد ہو جائیں اور ویٹو پاور رکھنے والی طاقتوں کے اختیارات محدود کر دیں۔

۵: آپ اے دُنیا کے مستضعفو! اور اے اسلامی ملکو! اور دُنیا کے مسلمانو! اُٹھ کھڑے ہو اور اپنے حق کو چھین لو۔

۶: اے مستضعفانِ جہان! ان آدم خور مستکبروں پر ٹوٹ پڑو اور اپنا حق ان سے چھین لو۔ خُدا تمھارے ساتھ ہے۔ اس کا وعدہ ضرور پورا ہوگا۔

۷: جاگ اُٹھیے اور سوئے ہوؤں کو بیدار کیجئے! زندہ ہو جائیے اور مردوں کو زندہ کیجئے اور پرچم توحید کے نیچے سُرخ و سیاہ استعمار اور بے حیثیت خود فروختہ افراد کی دھجیاں اُڑانے کے لئے فداکاری کیجئے۔

۸: تمام شہروں اور تمام ملکوں کے مستضعفین اپنا حق طاقت کے بل بوتے پر لیں۔ اس انتظار میں نہ رہیں کہ وہ آکر ان کا حق انھیں دیں۔ مستکبرین کسی کا حق دینے والے نہیں۔

۹: اے مستضعفین عالم! اُٹھ کھڑے ہو اور بڑی طاقتوں کے مقابلے پر ڈٹ جاؤ۔ اگر آپ ڈٹ گئے تو یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔

۱۰. ستم کی چکی میں پسنے والے اور محرومین تاریخ خود اُٹھ کھڑے ہوں۔ اور اس انتظار میں نہ

رہیں کہ اربابِ ستم ان کو قید سے آزاد کریں گے۔

۱۱: مکمل کامیابی یہ ہے کہ تمام ممالک اور سارے مستضعفین، مستکبروں پر کامیابی حاصل کرلیں۔

۱۲: مستضعف ملّت کی عید اس روز ہوگی جب تمام مستکبرین دفن ہو جائیں گے۔

ظلم کے خلاف لڑنا اور ظلم سہنا

۱: ہمارا طریقہ یہ ہے کہ نہ ظلم کریں اور نہ ظلم کے بارے میں سُنیں۔

۲: نہ ہم کسی پر ظلم کرتے ہیں اور نہ ظلم سہتے ہیں۔

۳: نہ ہم دوسروں پر ظلم کرتے ہیں اور نہ کسی کا ظلم برداشت کرتے ہیں۔

۴: ملّتِ اسلام اس مکتب کی پیرو ہے جس مکتب کے دستور العمل کا خلاصہ دو کلموں میں ہوتا ہے۔ " لاتظلمون ولاتظلمون" "نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

۵: ہم پیغمبرِ اسلامؐ کی رہبری میں ان دو کلموں کو اجرا کرنا چاہتے ہیں: "نہ ظالم بنیں اور نہ مظلوم"۔

۶: جس قدر ظالم کو اپنے ظلم سے نقصان پہونچتا ہے۔ مظلوم کو اس کے ظلم سے اتنا نقصان نہیں پہونچتا۔

۷: ہماری ملّت حق وعدالت کے سامنے تسلیم ہے جیسا کہ ظلم وجور کے مقابلے میں ڈٹی ہوئی ہے۔

دوسری فصل:

انقلابِ اسلامی

۱: یہ انقلاب حقیقت میں سب سے بڑا اور بہترین انقلاب تھا ہمہ گیر ہونے کے لحاظ سے۔

۲: ہمارا عظیم اسلامی انقلاب، سیاسی و اجتماعی انقلاب ہونے سے پہلے، ایک معنوی و روحانی انقلاب ہے۔

۳: اس بات کا یقین کیجئے کہ اب تک کوئی انقلاب، ایرانی انقلاب جتنا اچھا نہیں آیا ہے۔

۴: ہمارے عوامی انقلاب کا دار و مدار عوام پر ہے۔ لہٰذا عوام کو اپنے انقلاب پر مرتب ہونے والے اثرات کا شکوہ نہیں کرنا چاہیئے۔

۵: ایران نے اہلِ ایمان کے ذریعے انقلاب کی حفاظت کی ہے اور اب بھی یہ باایمان افراد کے ہاتھوں آگے بڑھ رہا ہے۔

۶: ہمارے دشمنوں کو یہ جان لینا چاہیئے کہ دُنیا میں کسی بھی انقلاب نے ہمارے انقلابِ اسلامی

کی طرح کم نقصان کے بدلے میں عظیم کامیابی حاصل نہیں کی ہے اور ایسا صرف اسلام کی برکت سے ہوا ہے۔

۷: آپ ایرانی جوانوں اور ملتِ ایران کا قیام الٰہی قیام تھا، خدائی تحریک تھی۔ جس نے قرآن اور اسلام کو زندہ کر دیا۔

۸: فداکاری کے ساتھ انقلاب اسلامی کی حفاظت کریں اور اس مکتب عزیز کو زندہ رکھنے کے لئے جس میں دُنیا کے کمزوروں کی نجات اور مستکبروں کی نابودی کا راز مضمر ہے۔ نفسانی خواہشات سے گریز کریں جو شیطان کی میراث ہے۔

۹: آج تک آپ کوئی انقلاب ایسا نہیں بتا سکتے جس میں فوائد بے شمار اور نقصان کم ہوا ہو۔

۱۰: انقلاب ایک بچّہ کی مانند ہے جس کی تربیت کر کے اس کو بڑا کرنا چاہیئے۔ اس کو رکھوالی کی ضرورت ہے۔

۱۱: ہماری ملت کو اس بات پر اٹل رہنا چاہیئے کہ جو اس نے حاصل کیا ہے اسے ضائع نہیں ہونے دے گی۔

۱۲: ہماری پاکیزہ اسلامی تحریک نے ایران میں لٹیروں اور ڈکٹیٹروں کی عمر کا دفتر سمیٹ دیا۔

۱۳: انقلاب اور اس کی کامیابی کی خاطر قربان ہونا اور قربانی دینا ضروری ہے۔ خاص کر اس انقلاب کے لئے جو خدا اور اس کے دین اور کمزوروں کو نجات دلانے کے لئے ہو۔

۱۴: جو لوگ اس اسلامی تحریک کو غلط طور پر پیش کر رہے ہیں آپ ان کے مقابل ڈٹ جائیے۔ اور اپنے حق کی ترویج، جیساکہ وہ ہے اسی صورت میں کیجئے۔ تاکہ انشاء اللہ تمام اسلامی ممالک میں حق کی جلوہ آرائی ہو۔ اور باطل خود بخود اسلامی ملکوں بلکہ دُنیا کے تمام ملکوں سے نیست و نابود ہو جائے۔

۱۵: آپ اس تحریک میں آگے بڑھیے اور ہر گز ناامیدی کو اپنے قریب نہ آنے دیجئے۔ اس لئے کہ ناامیدی شیطانی لشکر میں سے ہے۔

۱۶: کوشش کی جائے کہ نئے آنے والے اور دُنیا کی خاطر دین کو بیچ دینے والے لوگ ہمارے انقلاب کے کُفر دشمن اور فقر و احتیاج کے مخالف روشن چہرے کو داغ دار نہ بنا دیں۔

۱۷: آپ ایک انقلاب لائے ہیں اور ایک ایسی دیوار کو توڑا ہے جس کی نظیر دُنیا میں کمیاب یا نایاب ہے۔

۱۸: ہم اپنے انقلاب کو برآمد کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم نہیں چاہتے کہ تلوار کے زور سے کریں بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ کام تبلیغ کے ذریعہ انجام دیں۔

۱۹: مسئولین انقلاب کے حقیقی وارثوں کو بے بنیاد بہانے بنا کر الگ نہ کریں تاکہ ان کی جگہ سابقہ حکومت کے وارثوں اور فکری طور پر ان سے وابستہ افراد کو دے سکیں۔

۲۰: ایک عظیم انقلاب کے لئے قربانی، ایک کامیابی کی علامت اور مقصد سے نزدیک ہونے کے مترادف ہے۔

۲۱: میں ذاتی طور پر انقلاب کے لئے فکر مند نہیں ہوں۔ انقلاب نے اپنا راستہ تلاش کرلیا ہے اور اس پر چل نکلا ہے۔ وہ کسی کی ذات سے وابستہ نہیں ہے۔

۲۲: میں آپ کے درمیان رہوں یا نہ رہوں۔ آپ سے میری وصیت یہ ہے کہ انقلاب کو نااہلوں اور نامحرموں کے رحم وکرم پر نہ چھوڑیں۔

۲۳: جب تک امریکہ کا صفایانہ ہوجائے اور بڑی طاقتوں کے ہاتھ ہمارے ملک سے قطع نہ ہوجائیں ہماری تحریک جاری اور ہماری فریاد بلند رہے گی۔ ہم اپنے کام کریں گے اور انشاءاللہ کامیاب ہوں گے۔

۲۴: امریکہ کے مقابلے میں ہماری حیثیت ایک ذلیل غلام کی سی تھی لیکن ایران نے اس ذلت کے تار و پود بکھیر دیئے اور عزت حاصل کر لی۔

۲۵: یہ تبدیلی جو ہماری ملت میں پیدا ہوئی ہے کہ خوف کی جگہ قوت کے جذبے اور کمزوری کی جگہ قدرت کے احساس نے لے لی۔ یہ تبدیلی الٰہی تبدیلی تھی۔

۲۶: اس ملت کی پشت پر ایک خدائی ہاتھ رہا ہے۔

۲۷: ہماری ملت نے پیٹ کی خاطر قیام نہیں کیا تھا۔ ہماری ملت کا قیام ان حقیر چیزوں کی خاطر نہیں تھا۔

۲۸: اس تحریک اور دوسری تحریکوں میں اس لحاظ سے فرق ہے کہ یہ تحریک قومی و اسلامی تحریک ہے۔

۲۹: ایران کی مقدس تحریک اسلامی تحریک ہے۔ اس لحاظ سے واضح ہے کہ دُنیا کے تمام مسلمان اس کا اثر قبول کریں گے۔

۳۰: ایرانیوں نے ثابت کر دیا ہے کہ پیاس اور بھوک برداشت کر سکتے ہیں لیکن انقلاب کی شکست اور اسکے اصولوں کا نقصان برداشت نہیں کریں گے۔

کامیابی اور اس کے اسباب

۱: آپ کی کامیابی کا راز ایمان اور اتحاد تھا۔

۲: ایران کی جنگجو ملت، خدا پر ایمان اور اتحاد کے ذریعہ، اس خطرناک ترین شیطانی طاقت پر غالب آگئی جس کی حمایت تمام طاقتیں کررہی تھیں۔ اور اس نے ملک سے تمام بڑی طاقتوں کا صفایا کردیا۔

۳: خدا پر ایمان اور اتحاد سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ آپ نے بڑی طاقتوں کو ٹھکرا دیا۔

۴: خدا پر ایمان اور اس کی جانب توجہ ہی وہ راز تھا جس نے آپ کو کامیابی کا مُنہ دکھایا۔

۵: اسلامی اصولوں اور خدا پر ایمان تھا جس نے آپ کو کامیابی عطا کی۔

۶: ہم کثرت و تعداد سے نہیں بلکہ اس ایمان کی طاقت سے کامیاب ہوئے ہیں کہ تمام اصنافِ ملت نے ایک ساتھ اسلام کی آواز بلند کی تھی۔

۷: ہمیں اپنی کامیابی کے راز کو معلوم کرنا چاہیئے۔ اس راز کو اگر ہم جان گئے تو اس وقت ہم اس کی حفاظت کرنے کی کوشش کریں گے۔

۸: ہماری کامیابی کا راز خدائے تبارک و تعالیٰ کی طرف توجہ اور اسلام کی حفاظت میں مضمر تھا۔

۹: "اللہ اکبر" نے ہمیں کامیاب کیا۔ اب بھی ہمارا اسلحہ اللہ اکبر ہے۔ اتحاد نے ہمیں کامیابی دی

ہے اور اب بھی ہمارا ہتھیار اتحاد ہی ہے۔

۱۰: خدا کی نظرِ لطف تھی کہ آپ کے پاس تنظیم اور فوجی ساز و سامان نہ ہونے کے باوجود بڑی طاقتوں کے مقابلے میں آپ نے کامیابی حاصل کی۔

۱۱: خدا کی طرف توجہ بدستور رکھیے تاکہ آپ کامیاب رہیں۔

۱۲: یہ خدا کا مبارک ہاتھ آپ کے سروں پر ہے اور حق تعالےٰ کی عنایت آپ پر سایہ فگن ہوتی ہے۔ اس کی قدر کیجیے اور اسے محفوظ رکھیے، اگر یہ چیز محفوظ رہ گئی تو آپ ہر مرحلہ میں کامیاب ہیں۔

۱۳: کامیابی کی حفاظت کرنا، کامیابی حاصل کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔

۱۴: اکثر کامیابیاں جو کسی قوم و ملت کو حاصل ہوتی ہیں۔ ان میں استقامت و پائیداری نہ ہونے اور سستی و کاہلی کا شکار ہو جانے کے باعث وہ کامیابیاں ہاتھ سے نکل جاتی ہیں۔

۱۵: ہماری ملت نے اسلام کا سہارا لیتے ہوئے اس تحریک کو آگے بڑھایا۔

۱۶: میرے بھائیو! اسلام و ایمان پر بھروسہ تھا جس کی بناء پر ہم کامیاب ہو گئے۔

۱۷: اسلامی اخلاق و رفتار کے ذریعے، اس طاقت کو محفوظ کئے رہیئے کہ جس نے آپکو فتح سے ہمکنار کیا ہے۔

۱۸: مقصد جب خدائی ہو جائے تو اس کے بعد فتح ہی ہوتی ہے۔

۱۹: جس جمعیت کا پشت پناہ خدا ہو اسے شکست نہیں ہوتی۔

۲۰: ایمان کی طاقت کو محفوظ رکھتے ہوئے کوئی ملت اگر اُٹھ کھڑی ہو تو کوئی طاقت اس کے سامنے نہیں ٹک سکتی۔

۲۱: ہم دُنیا کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ ایمان کی طاقت سے بڑی بڑی طاقتوں کو شکست دی جا سکتی ہے۔

۲۲: جب تک ہم حق کی راہ پر ہیں کامیاب ہیں۔

۲۳: کامیابی تلوار سے حاصل نہیں ہوا کرتی، خون دینے سے حاصل ہوا کرتی ہے۔

۲۴: ہم خالی ہاتھوں، اس غیر معمولی شیطانی طاقت پر غالب آ گئے جس کی پشت پر تمام طاقتیں تھیں۔

۲۵: ہم حق ہیں، اور حق (ہمیشہ) باطل کے مقابلہ میں کامیاب ہوتا ہے۔

۲۶: آپ حق ہیں اور باطل کے سامنے صف آرا ہیں، اس کے لئے پائیداری کی ضرورت ہے۔ اگر پائیدار نہ رہے تو مکمل فتح سے ہمکنار نہیں ہو سکتے۔

۲۷: جس مُلک کے تمام عوام اس طرح فداکاری و ایثار پر تُلے ہوں وہ مُلک کامیاب ہوتا ہے۔

۲۸: آپ حق ہیں اور باطل کے مقابلے پر جمے ہوئے ہیں، اور حق فاتح ہوتا ہے۔

۲۹: ایسا نہیں ہے کہ ہمیں شکست سے دو چار ہو جانے کا خوف ہو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں شکست نہیں ہوگی۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ فرض کیجئے کہ ظاہراً شکست ہو بھی جائے۔ تب بھی حقیقت میں شکست نہیں ہوگی۔ حقیقی کامیابی اسلام کے ساتھ ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ ہے۔

۳۰: ہم ڈرتے نہیں اس لئے کہ ہم حق ہیں۔ جب حق ہیں تو غالب آئیں تب بھی حق ہیں اور مغلوب ہو جائیں تب بھی حق ہیں۔

۳۱: اگر ساری دُنیا ہمارے خلاف صف بستہ ہو جائے اور ہمیں بظاہر نابود کر دے۔ تب بھی ہم کامیاب ہیں۔

۳۲: جو خدا کے ساتھ ہو خدا اس کے ساتھ ہے اور وہ کامیاب ہوتا ہے۔

۳۳: آپ کامیاب ہیں اس لئے کہ خدا آپ کے ساتھ ہے۔

۳۴: آپ کامیاب ہیں اس لئے کہ اسلام آپ کا پشت پناہ ہے۔

۳۵ پائیدار رہیئے تو کامیاب رہیئے گا۔

۳۶: اگر روحانی طاقت ہو، اتحاد و اتفاق ہو۔ اسلام کی پابندی کا خیال رہے تو تعداد میں کم ہونے سے کمزوری کے اسباب پیدا نہیں ہوں گے۔

۳۷: کامیابی یہ ہے کہ خدا کی نظر عنایت آپ پر رہے۔ یہ نہیں کہ آپ کسی ملک کو فتح کر لیں۔

۳۸: جب تک آپ کا شوق و جذبہ اُس قدرت کے سرچشمے کی طرف متوجہ ہے آپ کامیاب ہیں۔ لہٰذا اس سے جدائی اختیار نہ کیجئے۔

۳۹: ہمارے انقلاب کی یہ کامیابی ایسی کامیابی تھی جو اسلام کی طرف کامل رجحان اور اللہ اکبر کی فریاد کے ذریعہ ہاتھ آئی۔

۴۰: یہ کامیابی مجھ سے مربوط نہیں تھی۔ میں ایک طالب علم ہوں اور اسے میری طرف نسبت بھی نہ دیجئے۔ یہ کامیابی ملت سے بھی مربوط نہیں تھی۔ یہ کامیابی خدا سے مربوط تھی۔

۴۱: زندہ و جاوید رہے "اللہ اکبر" کا افتخار آمیز پرچم! جو ایران کی عظیم ملت کی معجزہ نما کامیابی کا راز ہے۔

۴۲: انقلاب کی کامیابی، تمام ملت کی مرہونِ منت ہے۔

۴۳: مکمل کامیابی اس وقت ہوگی جب اسلام اپنے تمام ابعاد و احکام کے ساتھ ایران میں نافذ ہو جائے گا۔ اور اس سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ پوری دنیا کے ہر گوشے میں اسلام حکومت کرے۔ اسلام بشر کے لئے سرمایۂ خوش بختی ہے۔

ایام اللہ

۱: ۱۵ خرداد اسلامی تحریک ایران کا نقطۂ آغاز ہے۔

۲: ۱۵ خرداد کے واقعے نے حکام کو بُرے طریقے سے رسوا کر دیا۔ یہ واقعہ ناقابلِ فراموش ہے۔

۳: ۱۵ خرداد اور ۱۹ دی (۴۲) کو زندہ و جاوید رکھنا چاہیئے تاکہ شاہ کی درندگی کی یاد لوگوں کے دلوں سے محو نہ ہو اور آئندہ نسلیں، سفاک بادشاہوں کے جرائم سے آگاہ ہو سکیں۔

۴: میں پندرہ خرداد کے دن کو ہمیشہ کے لئے عمومی عزا کا اعلان کرتا ہوں۔

۵: ۱۵ خرداد کے قیام نے شاہی ستمگری کی طاقت کا بھرم توڑ دیا اور تمام افسانوں اور طلسموں

کو خاک میں ملا دیا۔

۶: سب سے پہلی اور سب سے اہم خونبار جنگ کی تاریخ، عاشورائے ۱۵ خرداد میں لکھی گئی۔

۷: ایران کی عظیم ملت پر لازم ہے کہ ۱۵ خرداد کی سالگرہ کے موقع پر خدا کی بے انتہا نعمتوں کا شکر بجالائے۔

۸: حقیقت میں ۱۵ خرداد ۴۲ھ شمسی کی تحریک کا نتیجہ ۲۲ بہمن ۵۷ھ شمسی کی کامیابی کی شکل میں ظاہر ہوا۔

۹: "۱۷ شہریور" (۲۳) ایام اللہ میں سے ہے۔

۱۰: ۱۷ شہریور کی یاد جو انسانیت اور اسلام کے خلاف شاہی مظالم کی یاد تازہ کرنے کی تاریخ ہے، اور ایام اللہ میں سے ہونے کے ساتھ ستمگروں اور ظالموں کے مقابلے میں ملت کی بہادری، مقاومت اور پائیداری کی مظہر ہے۔ ایران کی جنگجو ملت کے دلوں میں زندہ ہے اور زندہ رہے گی۔

۱۱: ۱۷ شہریور ۵۷ھ کی تلخ یادیں، اور ان عظیم دنوں کی تلخ یادیں جو اس امت پر گذری ہیں۔ قصر استکبار و استبداد کی سرنگونی اور اس کی جگہ پرچم جمہوری اسلامی کی سربلندی کے گوارا و شیریں نتیجے کو اپنے ساتھ لائی ہیں۔

۱۲: ۱۷ شہریور ۵۷ھ، یوم اللہ ہے، جس کی یاد کو ایران کی ملت زندہ رکھے گی۔

۱۳: میں ولی عصر، حضرت امام زمانہ (عج) کی نیابت میں، چار شوال ۹۸ھ ق مطابق ۱۷ شہریور کی مصیبت کو دنیا کے تمام مسلمانوں، خاص کر وہ خاندان جنھوں نے داغ اٹھائے ہیں

خدمت میں تعزیت عرض کرنے کے ساتھ مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

۱۴: خدا گواہ ہے کہ میرا (فرزند) مصطفیٰ (۳۴) تنہا وہی نہیں تھا جس کی برسی نزدیک ہے۔ بلکہ شوال (۳۵) کے حادثے میں خاک و خون میں غلطاں ہونے والے سب کے سب میرے لئے مصطفیٰ تھے۔

۱۵: ۱۳ر آبان (۳۶) کا دن، وہ دن ہے، جس میں منحوس حکومت نے وحشیوں کے طریقے سے یونیورسٹی پر حملہ کیا اور طالب علموں کا قتلِ عام کیا۔

۱۶: وہ ملت جس نے ۱۵ر خرداد "روزِ خون" اور ۷ر شہر یور، خون کی کامیابی کی بشارت کا دن، جمعہ سیاہ، جیسے حکومت کے ظلم کے دنوں کو گذار دیا ہو۔ وہ ان اقتصادی اور فوجی محاصرں سے نہیں ڈرتی۔ اس سے وہ ڈرتے ہوں گے جو اقتصاد کو بنیاد، شکم کو اپنا قبلہ، اور دنیا کو مقصد و مقصود جانتے ہوں۔

۱۷: سلام ہو عاشورا پر، سلام ہو ۱۵ر خرداد اور ۲۲ر بہمن (۳۷) پر، سلام و درود ہو ایام اللہ اور ایران کی شریف و پر افتخار ملت پر۔

۱۸: سلام ہو ۲۲ر بہمن، یوم اللہ اور اس کے جیالوں پر۔

۱۹: ۲۲ر بہمن کو ہماری ساری زندگی میں اور آئندہ نسلوں کے لئے نمونۂ عمل ہونا چاہیئے۔ تاکہ وہ سب اس دن کو۔ کہ جو کفر پر ایمان، طاغوت پر اللہ اور کفر پر اسلام کے غلبہ کا دن تھا، یاد رکھا جائے اور اسے بڑا دن شمار کیا جائے۔

۲۰: ۲۲ر بہمن کا دن وہ تھا جس میں ملت اور فوج آپس میں مل گئے۔ یہ وہ دن تھا کہ فوج شیطان سے منہ موڑ کر اللہ کی جانب آگئی اور اُمّت کی پشت پناہی اور تکبیر کے سہارے طاغوت پر غالب

ہوئی۔ اس حقیقت کو ہماری پوری زندگی میں نمونۂ عمل ہونا چاہیئے۔

۲۱: ۲۲ بہمن کو یہ ثابت ہوگیا کہ ملّت متحد ہے۔ ایک ایسی ملّت ہے جس کا مقصد خدائی ہے۔ صرف اور صرف مادّی نہیں۔ سب کے سب ایک آواز ہیں اور سب کا مقصد ایک ہی ہے۔ اس پر غلبہ نہیں کر سکتے۔ اور انھوں نے دیکھ لیا کہ ملّت ان سب پر غالب آگئی۔

۲۲: خدایا تو نے ہم پر احسان کیا۔ اور ہمیں ۲۲ بہمن جیسے عظیم دن میں اپنے دشمنوں پر فتح عطا کی۔ اس مظلوم ملّت کا ہاتھ تھاما اور اسے دونوں جہان کی رسوائی اور جہنّم کے غار سے نکال کر اپنی عنایتوں کی سب سے اونچی چوٹی پر پہونچا دیا۔

۲۳: ۷ ا رشہر یور کو عاشورا کی تاریخ دُہرائی گئی اور میدان شہداء (۳۸) دوسری کربلا بن گئی ہمارے شہید کربلا کے شہید ہوگئے۔ اور ہماری ملّت کے دشمن، دوسرے یزید (۳۹) اور اس کے چیلے چانٹے بن گئے۔

اتحاد و بھائی چارہ

۱: مسلمانوں کو چاہیئے کہ تمام ستمگروں کے مقابلے میں ایک طاقت بن جائیں۔

۲: اصل میں اسلام کی دعوت، اتحاد کی دعوت و تبلیغ ہے۔

۳: قرآنِ مجید کے حکم کی روشنی میں دُنیا بھر کے مومنین بھائی بھائی ہیں اور سب بھائی برابر ہوا کرتے ہیں۔

۴: اسلام میں یہی برادری ہے جو تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے۔

۵: بھائی چارہ قائم رکھتے ہوئے آپ یہاں تک پہونچے ہیں۔ اور بھائی چارہ قائم رکھتے ہوئے آگے بڑھئے۔

۶: میں نے بارہا اعلان کیا ہے کہ اسلام میں نژاد، زبان، قومیت اور سرحدیں مدِّنظر نہیں ہیں، تمام مسلمان چاہے اہلِ سُنّت ہوں یا شیعہ، آپس میں بھائی اور برابر ہیں۔ اور سب کے سب تمام اسلامی حقوق و مزایا سے برخوردار ہیں۔

۷: اسلام میں سُنّی، شیعہ اور کُرد (۴۰) و فارس کی بحث نہیں۔ ہم سب آپس میں بھائی ہیں۔

۸: اس وقت ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ملائیں بھائی بن کر رہیں۔ اور سب مل کر ایران کی تعمیرِ نو کریں۔

۹: اس وقت جو چیز ہم سب پر لازم ہے وہ اس اتحاد کو برقرار رکھنا ہے۔

۱۰: جب تک آپ ایک اور متحد ہیں۔ اس اتحاد کو کوئی نہیں توڑ سکتا۔

۱۱: اگر آپ کو ایران کی آزادی پیاری ہے تو اتحادِ مذہبی کو برقرار رکھئے۔

۱۲: ہر ملّت کے لئے استعمار کے چنگل سے آزادی کا راستہ مذہب ہے جو اس ملّت کی روح کی گہرائیوں میں موجود ہوتا ہے۔

۱۳: جب تک آپ اپنی صفوں میں اتحاد قائم رکھیں گے۔ خدا آپکے ساتھ ہے۔ "ید اللہ مع الجماعۃ" (۴۱) اللہ کی نصرت جماعت کے ساتھ ہے۔

۱۴: ملّتِ ایران نے اس اتحاد کی بدولت اور اسلام پر بھروسہ کرتے ہوئے تحریک کو آگے بڑھایا

ہے اور اس رمز کو فراموش نہیں کرے گی۔

۱۵: ہم چاہتے ہیں کہ اس چیز کو سمجھیں کہ اتحاد کامیابی کا راز ہے۔ اور اس راز کو ہم فراموش نہ کریں۔

۱۶: ہم امن و آشتی اور اتحاد کے سائے میں رہ کر ہی اس ملک کو اعلیٰ اسلامی مقاصد تک پہونچا سکتے ہیں۔

۱۷: آج اتحاد و یک جہتی کا دن ہے۔ اور یہ بھی خدا کا لطف اور اس کی تائید و نصرت ہے۔

۱۸: ہم سب جانتے ہیں کہ ملت کے اتحاد کا کس قدر معجز آسا اثر تھا اور ہے۔ اس کے برخلاف تاریخ کے تمام ادوار میں تفرقے اور تنازعہ نے مسلمانوں کو کن نحوستوں سے دوچار کیا ہے۔

۱۹: آپ عظیم ملت کی کامیابی کا راز، اتحاد اور ایمان پر مکمل بھروسہ تھا۔

۲۰: یہ اتحاد، خدا کی جانب توجہ اور "اللہ اکبر" کی فریاد تھی جس نے آپ کو ان طاقتوں پر کامیابی دلائی۔

۲۱: ایک اہم کام جو ہم سب پر واجب ہے۔ اسلام اور جمہوری اسلامی کا دفاع ہے۔ جس کا دار و مدار اتحاد پر ہے۔

۲۲: کوشش کیجئے کہ اتحاد ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ اور اہم چیز تو یہ ہے کہ خدا پر بھروسہ کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔

۲۳: اگر مسلمان ایک طاقت بن جائیں تو کوئی بھی اس جمعیت کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔

۲۴: اگر مُسلمان آپس میں متحد رہیں تو کوئی حکومت بھی ان پر غلبہ نہیں پا سکتی۔

۲۵: اسلام دُنیا کی تمام ملتوں، عرب، عجم، ترک، فارس کو متحد کرنے اور اُمّت اسلام کے نام سے دُنیا میں ایک بڑی اُمت تشکیل دینے کے لئے آیا ہے۔

۲۶: ہم شیعہ و سُنّی بھائی بن کر رہیں اور دوسروں کو اتنی مہلت نہ دیں کہ وہ ہماری ہر چیز لوٹ کر لے جائیں۔

۲۷: تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ مل کر رہیں۔

۲۸: اگر مُسلمان ملتیں، جن کے افراد کی تعداد تقریباً ایک ارب ہے۔ بھائی بن کر رہیں اور ایک دوسروں سے بھائیوں جیسا سلوک کریں۔ تو انھیں کوئی نقصان نہیں پہونچے گا۔

۲۹: مَیں، نہایت انکساری کے ساتھ، ان تمام پارٹیوں کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہوں جو اسلام کی خدمت کر رہی ہیں اور سب سے مدد کا طالب ہوں کہ اسلامی عدالت قائم کرنے کی راہ میں ہر قسم کا تعاون جو ملت کی سعادت و خوش بختی کا واحد راستہ ہے دینے کی کوشش کریں۔

۳۰: میں نے پوری طاقت سے، ملتِ مُسلمہ میں اتحاد قائم کرنے کی کوشش کی ہے اور کر رہا ہوں اور خداوندِ متعال سے اس امر مہم میں جس کے ساتھ ملت کی ہستی وابستہ ہے مدد کا طالب ہوں۔

۳۱: کردار ساز اور اچھی تقریریں، تشنج سے پاک اور سالم ماحول میں، اتحاد و مفاہمت پیدا کرنے اور اختلاف و تشنج سے بچنے کے لئے، مفید اور خدا کی خوشنودی کا موجب ہیں۔

۳۲: اس طرح اتحاد کی رٹ نہ لگائیے کہ اس کے لئے کام نہ کر رہے ہوں۔ عملی طور پر متحد ہو جائیے۔

آپ ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

۳۳: میں تاکید کرتا ہوں کہ اگر سربراہانِ مملکت آپس میں اچھے رہیں گے تو اس مُلک کو کوئی صدمہ نہیں پہونچے گا۔ اس مُلک کو جب بھی صدمہ پہونچے گا اس کا سبب سربراہانِ ملک کا اختلاف ہوگا۔

۳۴: ہم نے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ آپ متحد رہیئے تاکہ کوئی کارنامہ انجام دے سکیں۔ اگر ہر ایک خاص گروہ بن جائے۔ اور آپس میں کھینچا تانی شروع ہو جائے۔ تو اس کا سب سے پہلا فائدہ غیروں کو پہونچے گا۔

۳۵: ہمیں چاہیئے کہ متحد ہو جائیں۔ اگر ہم متحد ہو جائیں گے تو نقصان نہیں اُٹھائیں گے۔

۳۶: اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسلام وجود میں آئے۔ اور کُفر و شرک کے تمام آثار اس مُلک سے محو ہو جائیں تو آپ کو چاہیئے کہ اس اتحاد اور تحریک کی حفاظت کریں۔

۳۷: اگر کوئی ملت نقصان سے بچنا چاہتی ہو تو پہلے اسے متحد ہو جانا چاہیئے۔ اور پھر جس کام میں مشغول ہو اس کو اچھے طریقے سے انجام دینا چاہیئے۔

۳۸: ہماری فوج (۴۲) سپاہ سے اور سپاہ کمیٹہ سے اور کمیٹہ بسیج سے اور یہ سب کے سب قبائلیوں سے الگ نہیں ہیں۔ ہم سب بھائی ہیں، جن کے نام مختلف ہیں لیکن روحیں ایک ہی ہیں۔

۳۹: جمہوری اسلامی میں تمام مُسلح طاقتیں، ایک مقصد اور معین اہداف کی جانب رواں دواں ہیں۔ اور سب کو چاہیئے کہ اسلام اور جمہوری اسلامی کے مخالفوں اور دشمنوں کے مقابلے میں ایک طاقت بن جائیں۔

۴۰: جو اتحادویک جہتی اس وقت بہادر ملت اور فوج وسپاہ کے درمیان موجود ہے۔ وہ ایران اور دنیا کی تاریخ میں بے مثال ہے۔

۴۱: ہم متحد اور قوی ہیں اور جنگ کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے کہ دوسروں کے تجاوزات کا نشانہ بن چکے اور بن رہے ہیں اور ظلم سہہ رہے ہیں۔

۴۲: دانش آموزوں، یونیورسٹی والوں اور دینی علم حاصل کرنے والوں پر لازم ہے کہ پوری قوت کے ساتھ اپنے اتحاد کی حفاظت اور اپنے انقلاب اسلامی کی طرفداری کریں۔

۴۳: بھائی بن کر رہیں! خصومت اور جھگڑا جہنمیوں کا کام ہے۔

۴۴: آج آپ کی کامیابی کا راز اتحاد ہے۔

۴۵: آج آپ کو باہمی اتحاد کی ضرورت کل سے زیادہ ہے، اور آئندہ کل اس سے زیادہ ہوگی۔

۴۶: خدا کا ارادہ تھا جس نے سب پر احسان کیا اور سب کو باہم متحد کر دیا۔

۴۷: مطمئن رہیئے کہ جب ایک ملت کسی اسلامی امر میں متحد ہو جائے۔ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہو گئی ہے۔ تو کوئی طاقت انھیں اسے پیچھے نہیں دھکیل سکتی۔

۴۸: تمام مسلمان آپس میں بھائی اور برابر ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی دوسرے سے جدا نہیں۔ اور ان سب کو اسلام اور توحید کے پرچم کے نیچے رہنا چاہیئے۔

اختلاف وتفرقہ

۱: تفرقہ شیطان کا کام ہے اور باہمی اتحاد واتفاق رحمان کا کام ہے۔

۲: میرے عزیزو! اختلاف سے، جو شیطانی وسوسہ ہے۔ دُور رہو۔

۳: اگر آپ مجھ سے اور میں آپ سے مقابلہ کرنے لگوں تو ہمیں اس کے سوا کچھ نہیں ملے گا کہ غیر اس سے سوٗ استفادہ کریں گے۔

۴: ہمارے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ، یہی اندرونی اختلافات ہیں۔

۵: ہر وہ چیز جس میں اختلاف کی بُو آتی ہو وہ بلا اشکال شیطانی ہے۔

۶: بڑی طاقتیں جب فوجی حملے اور جنگ کے ذریعہ کچھ کر سکنے سے ناامید ہو گئی ہیں۔ تو انھوں نے شیطنت شروع کر دی ہے اور چاہتی ہیں کہ آپکو ایک دوسرے سے جُدا کر دیں اور آپ کے درمیان تفرقہ ایجاد کریں۔

۷: آج آپس میں لڑنا خودکشی ہے۔ آج اختلاف خودکشی ہے۔

۸ اختلاف کی بات جس شخص کی زبان سے بھی ہو۔ جس موجود کی زبان سے بھی اختلاف کی بات نکلے وہ زبان، شیطان کی زبان ہے۔

۹: میں پورے مُلک اور پوری ملّت کو ہوشیار کرتا ہوں کہ اگر ان اختلاف ڈالنے والوں کی

پیروی کریں گے چاہے جو شخص بھی ہو تو آپ کی مملکت امریکہ کے دامن میں جا گرے گی۔

۱۰: قومیت پرستی سے زیادہ خطرناک اور غم انگیز، شیعہ سنی کے درمیان اختلاف ڈالنا، اور مسلمان بھائیوں کے درمیان فتنہ انگیز اور دشمن ساز پروپیگنڈے کرنا ہے۔

۱۱: ہمارے ملک میں اس وقت سب سے بڑی نافرمانی اور گناہ، اختلاف و نفاق کا بیج بونا ہے۔

۱۲: حکومت، پارلیمنٹ اور عدلیہ کو یہ محسوس کرلینا چاہیئے کہ ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپس میں اختلاف نہ کریں۔

۱۳: ہمارے درمیان اگر اختلافِ عمل اور اختلافِ نظر ہے تو ہمیں چاہیئے کہ امن و آشتی کے ماحول میں بیٹھ کر آپس میں گفتگو کریں اور اپنے مسائل کو ایک دوسرے کے سامنے بیان کرکے حل کریں۔

۱۴: سلیقے کے اختلافات کو بھائی بن کر ایک اچھے ماحول میں دور کیجیئے۔

۱۵: آج ہر وہ بات جو اس ملت شریف کے اصل راہ سے منحرف ہو جانے کا باعث ہے وہ شیطانی ہے اور شیطانی سازش کا نتیجہ ہے۔

آزادی

۱: آزادی اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے۔

۲: ہم اپنی ملت کی آزادی و استقلال کے لئے مصائب برداشت کریں گے۔

۳: آزادی خدا کی امانت ہے جسے اللہ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔

۴: اسلام نے ہمیں آزادی دی ہے، اس آزادی اور اسلام کی قدر کیجئے۔

۵: تمدن کا پہلا زینہ ملت کی آزادی ہے۔

۶: ہم سب کو چاہیئے کہ بیدار رہیں اور یاد رکھیں کہ آزادی سے ناجائز فائدہ نہ اُٹھائیں۔

۷: اسلام میں بھی آزادی ہے۔ لیکن مطلق آزادی نہیں۔ ہمیں مغربی آزادی نہیں چاہیئے۔

۸: اسلام ایک ترقی پسند دین اور صحیح معنوں میں ڈیموکریسی ہے۔

۹: اسلام کی ڈیموکریسی، مغربی ڈیموکریسی سے زیادہ مکمل ہے۔

۱۰: اسلام میں قانون کے دائرے میں رہ کر آزادی ہے۔

۱۱: درآمد شدہ آزادی، وہ آزادی ہے جو ہمارے بچوں کو برائی کی جانب لے جاتی ہے۔

۱۲: اسلام و قانون کی حدود میں رہتے ہوئے آزادی ہے۔ کہیں یہ خیال کرتے ہوئے کہ آزادی ہے قانون کی مخالفت نہ ہو جائے۔

۱۳: اسلامی حدود کی حفاظت کیجئے۔ آزادی سے ناجائز فائدہ نہ اُٹھایا جائے۔ حدودِ اسلام کے اندر رہ کر آزادی ہے۔

۱۴: اسلامی قانون، حقیقی آزادی اور ڈیموکریسی کو وجود میں لاتا ہے، اور ملکوں کی خود مختاری کا

بھی ضامن ہے۔

۱۵: یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی آزادی کو آزادی کے ذریعہ چھین لیں۔ آپ کے اندر تا سالم آزادی پیدا کریں اور حقیقی اور سالم آزادی چھین لیں۔

۱۶: کسی کی آزادی نہیں چھینی گئی ہے اور نہ چھینی جائے گی۔ لوگ آزاد ہیں۔ مگر جب تباہی پھیلانا چاہیں اور ملت کو پس ماندہ بنانا چاہیں تو آزاد نہیں۔

۱۷: مغربی شکل کی آزادی، جو بچے، بچیوں اور جوانوں کی تباہی کا باعث ہے، اسلام و عقل کی نظر میں ناقابلِ قبول ہے۔

۱۸: ہم ایسی آزادی کہ جس میں اسلام نہ ہو نہیں چاہتے۔

۱۹: خراب کُن آزادیوں پر پابندی لگائی جائے۔

۲۰: بشر کا زوال اور سقوط اس کی آزادی سلب کر لینے اور اس کے تمام انسانوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے میں ہے۔

۲۱: ایران آزاد انسانوں کا مُلک ہے۔

عدم وابستگی اور استقلال

۱: اگر ہمیں آزاد رہنا ہے تو ہر چیز سے مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ رہنا ہوگا۔

۲: عمدہ یہ ہے کہ ہمیں یقین آ جائے کہ ہم خود کچھ کر سکتے ہیں۔

۳: ملک ہمارا اپنا ہے۔ ہمیں خود اسے آباد کرنا چاہیئے۔

۴: ہماری ملّت کے لئے سب سے بڑا حادثہ فکری وابستگی ہے۔ وہ یہ سوچتے ہیں کہ ہر چیز مغرب کی ہے اور ہم ہر لحاظ سے فقیر ہیں۔

۵: ایک مُلک اگر چاہے کہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو اور ہر لحاظ سے آزاد رہے۔ تو اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اس طرزِ فکر کو اپنے دماغ سے نکال باہر کرے کہ ہمیں ہر چیز باہر سے درآمد کرنا چاہیئے۔

۶: ہم چاہتے ہیں کہ آزاد اور مستقل رہیں۔ چاہے فقیروں جیسی زندگی ہی کیوں نہ گذاریں۔

۷: ہم اس چیز کو خود بھی ثابت کریں کہ ہم بھی آدمی ہیں۔ ہم بھی دنیا میں ہیں۔ مشرق بھی ایک جگہ ہے سب کچھ مغربی ہی نہیں ہیں۔

۸: ہماری نظر میں زندگی کی قیمت آزادی و استقلال میں ہے۔

۹: میری سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ ایران کے لوگ ظلم کے چنگل سے نجات پائیں اور آزاد و خود مختار ملک کے مالک ہوں۔ جس میں اسلامی نظام ہو جس میں حقوقِ انسانی کی اسلامی دستور کے مطابق رعایت کی جائے۔ اور ترقی، پیش رفت اور انسانی سعادت کی راہ میں تمام ملتوں کے لئے نمونۂ عمل ہو۔

۱۰: میرے بھائیو! اگر آپ چاہتے ہیں کہ دُنیا و آخرت میں عزت و آبرو کے ساتھ رہیں اور شرافت کے ساتھ زندگی گذاریں تو پوری طاقت و سختی کے ساتھ غیروں کے سامنے دیوار بن جاؤ۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور ایک دوسرے پر مہربان رہو۔

۱۱: اپنے ملک کی تعمیر نو کے لئے اپنے آپ کو تیار کیجئے۔ ہم اگر دس پندرہ سال رنج و زحمت اٹھالیں تاکہ ہمارا ملک مستقل ہوجائے اور ان آدمخور بھیڑیوں کے خونی پنجوں سے آزاد ہوجائے تو اس کی کوئی قیمت ہوگی۔

۱۲: میرے پیارے فرزندو! اب آپ کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ کوشش کے ساتھ، ملک کی آزادی واستقلال کے اس پودے کی آبیاری کریں۔

۱۳: اگر ہم ثابت قدم رہیں تو خدا کی تائید ہمارے ساتھ شامل ہوگی۔

۱۴: ملت اور حکومت کا سب سے پہلا کام ملک کو ہر لحاظ سے آزاد بنانا ہے۔ چاہے انتظامیہ ہو یا قانون ساز ادارہ یا عدلیہ یا قانون نافذ کرنے والے۔

۱۵: جو شخص جہاں بھی ہے کوشش کرے، اور کوشش یہ ہو کہ ہم کسی کے سہارے پر نہ رہیں۔

۱۶: ہمت کر کے، غیروں کے ساتھ وابستگی کے اس ملک میں جتنے بھی ریشے ہیں سب کو کاٹ دیجئے۔

۱۷: یہ غیروں کے ساتھ فکری، عقلی اور ذہنی وابستگی ہی ملتوں کی اکثر بدبختیوں اور ہماری ملت کی بدبختی کی جڑ ہے۔

۱۸: اگر ہم فکری وابستگی کا حصار توڑ دیں تو ہر طرح کی وابستگی ختم ہوجائے گی۔

۱۹: آپ ایران کے شریف عوام نے استعمار واستثمار کے ساتھ کارزار میں بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ اور خداوند متعال پر بھروسہ اور اتحاد و ہمہ گیر یکجہتی کی بدولت زمانہ کے شیطان پر غلبہ پانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اور بڑی طاقتوں کو لرزہ براندام کر دیا ہے۔

۲۰: مبارک وہ دن ہے جب ہمارے ملک اور اسلامی ممالک سے غیروں کی ریشہ دوانیاں ختم ہوں گی اور مسلمان اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں گے۔

۲۱: ہم ایک آزاد اور خود مختار ایران چاہتے ہیں۔ ہم ایک ایسا ایران چاہتے ہیں جو قدرت مند ہو۔ ہم ایسا ایران چاہتے ہیں جس میں ملت خود اُٹھ کھڑی ہو اور خود اپنی مملکت کو چلائے۔

۲۲: جب تک ہمارے یہ دونوں ہاتھ مشرق ومغرب کی جانب دراز ہیں ہم وابستہ ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ وابستہ نہ رہیں تو پہلے بیدار ہو کر یہ جان لیں کہ ہم خود بھی شخصیت کے مالک ہیں اور کام انجام دے سکتے ہیں۔

۲۳: یہ خیال نہ کیجئے کہ ہم خواہ مخواہ اپنی ضرورت کی ہر چیز دوسروں سے ہی خریدیں۔ نہیں۔ بلکہ آپ خود اس فکر میں رہیئے کہ اپنی ہر چیز خود تیار کیجئے۔

۲۴: مسلمانوں کی عید اس روز سعید ومبارک ہو گی جب مسلمان اپنی آزادی اور اس کھوئی ہوئی عظمت و بزرگی کو جو صدر اسلام میں ان کے پاس تھی دوبارہ حاصل کریں۔

۲۵: ہم جب تک یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم خود اپنی شناخت رکھتے ہیں اور مسلمان بھی ایک گروہ ہیں۔ اور پہچان رکھتے ہیں اور خود بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ جب تک کسی کام کو نہ چاہیں گے نہیں کر سکیں گے۔ اور جب تک بیدار نہیں ہوں گے نہیں چاہیں گے۔

۲۶: سامراجیت اور ڈکٹیٹرشپ کی تمام جڑیں اس مُلک سے کاٹ دی جائیں۔

۲۷: ہم کسی کو اپنے مُلک کی تقدیر میں دخل دینے کی اجازت نہیں دیں گے۔

۲۸: اس مصنوعی پسماندگی کے بعد ہمارے ملک کو دوسرے ممالک کی بڑی صنعتوں کی ضرورت

ہونا، ناقابلِ انکار حقیقت ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہم ترقی یافتہ علوم میں، دو بلاکوں میں سے ایک بلاک کے ساتھ منسلک ہو جائیں۔

۲۹: ہمارے لئے مشرق و مغرب میں کوئی فرق نہیں۔ ہم خداوندِ متعال اور اپنی بہادر ملت پر بھروسہ کرتے ہوئے واقعی استقلال حاصل کریں گے۔

۳۰: ملتِ ایران، شرق و غرب کا سہارا لئے بغیر چاہتی ہے کہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو۔ اور اپنے مذہبی اور قومی سرمایوں پر قائم ہو۔

۳۱: ملتِ ایران نے پختہ عہد کر لیا ہے کہ خود کو سامراج و استبداد کے چنگل سے آزاد کرائے اور خود مختار و آزاد رہے۔ اس کی سیاست ان ہی دو بنیادوں پر قائم ہے۔ اس کے لئے اہم نہیں کہ کون اس سیاست کو پسند کرتا ہے اور کون پسند نہیں کرتا۔

۳۲: ہم دوسری ملتوں کے معاملات میں کسی بھی طرح کی خارجی مداخلت، چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہو کے خلاف ہیں اور اس قسم کی مداخلتوں کے ساتھ جہاد کرتے رہیں گے۔

۳۳: آپ کی آزادی خواہی اور استقلال طلبی، تاریخ کی پیشانی پر ثبت ہو گئی۔

۳۴: اس دور اور آئندہ ادوار کے وزرائے خارجہ کو میری وصیت یہ ہے کہ آپ کی ذمہ داری سنگین ہے۔ چاہے وہ وزارت خانوں اور سفارتخانوں میں اصلاح و تبدیلی کی ذمہ داری ہو یا بیرونی سیاست کی ذمہ داری جس میں ملک کے استقلال اور منافع کی حفاظت اور ان ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنا جو ہمارے مُلک کے اندرونی امور میں مداخلت کا قصد نہ رکھتے ہوں۔ اور ہر اس امر سے احتراز کریں جس میں کسی بھی پہلو سے وابستگی کا شائبہ موجود ہو۔

۳۵: اگر ہم اسلام کو پیشرفت دینا چاہیں تو ہمیں نوکر نہیں رہنا چاہیئے۔

۳۶: جو لوگ ہماری ملّت کا استقلال سلب کر لینا چاہتے ہیں اور ہمارے ملک و ملّت کی آزادی چھین لینا چاہتے ہیں آیا رجعت پسند وہ ہیں یا وہ ہیں جو ظلم کے پنجوں سے نکل کر مستقل رہنا چاہتے ہیں۔

۳۷: ہمیں اُمید ہے کہ ملّتوں کے استقلال، ایک دوسرے کے اُمور میں عدم مداخلت، اور علاقہ کے ممالک کی زمینوں اور سرحدوں کی حفاظت کی بنیادوں پر دُنیا میں سمجھوتہ ہو جائے گا۔

۳۸: ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں گے اور یقیناً کامیاب ہوں گے۔

۳۹: اگر آپ استقلال اور حقیقی آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایسا عمل انجام دیں کہ ہر چیز میں خود کفیل ہو جائیں۔

۴۰: استقلال کی شرطِ اوّل، استقلالِ مغزی و فکری ہے۔

۴۱: ملّتوں کو خود چاہیئے کہ وہ اسلام کی فکر میں رہیں۔

۴۲: اگر ملّت کو یہ یقین ہو کہ ہم بڑی طاقتوں کے مقابلے میں ڈٹ سکتے ہیں تو اس سے ان کے اندر توانائی پیدا ہو گی اور وہ بڑی طاقتوں کے مقابلہ پر ڈٹ جائیں گے۔

تیسری فصل:

اسلامی حکومت

۱: اُمّتِ اسلام میں اتحاد پیدا کرنے اور اسلامی وطن کو سامراجیوں اور ان کی پٹھو حکومتوں کے تصرّف و نفوذ سے آزاد کرانے کی خاطر ہمارے پاس حکومت بنانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

۲: اسلامی حکومت، لوگوں پر الٰہی قانون کی حکومت ہے۔

۳: دُنیا کے مظلوموں کو حکومت دینے کا خدا کا وعدہ حق ہے۔

۴: جمہوری اسلامی ایران کے نظام نے بڑی سرفرازی اور قدرت کے ساتھ اپنا راستہ تلاش کیا ہے۔ اور پائیداری کے ساتھ اس پر آگے بڑھ رہا ہے۔

۵: جمہوری اسلامی ایران کو کسی قیمت پر بھی اپنے مقدّس اور الٰہی اصول و مقاصد سے دستبردار

نہیں ہونا چاہیئے۔

۶: اگر یہ جمہوری اسلامی ناکام ہوجائے تو اس کی جگہ امام زمانہؑ، روحی فداہ، کی مرضی والی یا آپ حضرات کی فرمانبردار حکومت نہیں بنے گی۔ بلکہ طاقت کے دو میں سے ایک بلاک کی مرضی کی حکومت وجود میں آئے گی۔ اور دُنیا میں محروم طبقہ جو اسلام اور اسلامی حکومت سے اُمید وابستہ کئے تھا وہ مایوس ہوجائے گا۔ اور اسلام ہمیشہ کے لئے منزوی ہوجائے گا۔

۷: اگر اسلام عزیز اور نوخیز جمہوری اسلامی گمراہی کی طرف کھچ جائے اور حادثات کا طمانچہ کھا کر خدانخواستہ ناکام ہوجائے تو اسلام صدیوں کے لئے طاقِ نسیاں کے سپرد ہوجائے گا۔

۸: جمہوری اسلامی دُنیا کی مظلوم ترین حکومتوں میں سے ہے۔

۹: آپ کو یہ جان لینا چاہیئے کہ اگر یہ جمہوری اسلامی خدانخواستہ ناکام ہوجائے۔ تو اس کا مطلب ہر زمانہ کے تمام مسلمانوں کی ناکامی ہوگا۔

۱۰: آپ کا ملک آج دُنیا کے طاقتور ترین ملکوں میں سے ایک ہے۔ ہمیں اس طاقت کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

۱۱: اسلام میں ترقی یافتہ ترین حکومت موجود ہے اور حکومتِ اسلام کسی وقت بھی نہ تمدن کی مخالف تھی اور نہ ہے۔

۱۲: اسلامی حکومت رجعت پسند نہیں بلکہ تمام مظاہر تمدن کی ہمنوا ہے۔ مگر اس تمدن کی مخالف ہے جس سے ملت کی آسائش خطرے میں پڑے اور وہ عمومی عفت کے منافی ہو۔

ولایت فقیہ

۱: مسلمانوں کے لئے ولایتِ فقیہ خداوندِ متعال کا دیا ہوا ایک ہدیہ ہے۔

۲: قانونِ اساسی کے اصول میں بہترین اصل، اصلِ ولایتِ فقیہ ہے۔

۳: اس دور میں فقہائے اسلام عوام پر "حجت" ہیں۔

۴: "ولی امر" خدا کی حجت ہیں۔

۵: ملت، بغیر رہبر کے کوئی کام نہیں کر سکتی۔

۶: میں تمام ملت اور نظم و قانون برقرار رکھنے والوں کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اسلامی حکومت اگر فقیہ اور ولایتِ فقیہ کے زیرِ نظر ہو تو اس ملک کو کوئی نقصان نہیں پہونچے گا۔

۷: آسمانی ادیان اور دینِ اسلام میں رہبر اور رہبری ذاتی ارزش رکھنے والی چیز نہیں جو انسان کو خدانخواستہ غرور و تکبر میں مبتلا کرے۔

۸: اگر ایک فقیہ کبھی ڈکٹیٹری دکھائے تو اس کی ولایت ختم ہو جاتی ہے۔

۹: فقیہ اگر کجروی اختیار کرے۔ اگر ایک ہی گناہ صغیرہ کرے تو ولایت کھو بیٹھتا ہے۔ ولایت کوئی معمولی چیز ہے کہ جسے ہر ایک کے حوالے کر دیا جائے!

۱۰: فقیہ کا کام عوام پر من مانی چلانا نہیں۔ اگر ایک فقیہ ایسا کرے تو اس کے پاس ولایت نہیں رہتی۔

۱۱: ولایتِ فقیہ ہی استبداد کو ختم کرتی ہے۔ اگر ولایتِ فقیہ نہ ہو تو استبداد ہی استبداد ہوگا۔

۱۲: جو ولایت حدیثِ غدیر میں بیان ہوئی ہے اس کا مطلب کوئی معنوی مقام نہیں بلکہ حکومت ہے۔

عوام کا کردار اور مقام

۱: ملّت ہی نے اس تحریک کو آگے بڑھایا تھا۔ اور اس کے بعد بھی ملّت ہی کو اس تحریک کو آگے بڑھانا ہے۔

۲: ہمارے پاس سب کچھ اس ملّت کا رہونِ منت ہے۔ البتہ اس اسلامی ملّت کا جس نے "اللہ اکبر" کی فریاد کے ذریعہ کارنامہ انجام دیا۔

۳: اس دور میں ملّتیں روشن فکروں کے لئے چراغ بن جائیں اور انھیں شرق و غرب کے ہاتھوں خود فروشی اور ذلّت سے نجات دیں۔ اس لئے کہ یہ ملّتوں کی حرکت کا دور ہے۔ اور آج تک کے رہنماؤں کی اب ملّتیں رہنما ہیں۔

۴: آپ مطمئن رہیئے کہ آپ کامیاب ہیں اور کوئی طاقت بھی آپ کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتی اس لئے کہ طاقت اصل میں ملّت ہی کی طاقت ہوتی ہے۔

۵: کوئی قوم اگر کسی چیز کے درپے ہو تو وہ ہو کے رہتی ہے۔

۶: جب ملت کسی چیز کو چاہے تو کوئی مخالفت نہیں کر سکتا۔

۷: ملت کی لایزال طاقت کے مقابلہ کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی۔

۸: ہمیں جان لینا چاہیئے کہ اگر ملتیں کسی چیز کے درپے ہو جائیں تو وہ ہو کے رہتی ہے۔

۹: ہر ملت کی تقدیر اس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔

۱۰: ہر ملت کو اپنی تقدیر کا فیصلہ خود کرنا چاہیئے۔

۱۱: ملتوں کے ارادے سے جو ارادۂ الٰہی کے تابع ہے اور خدا کے لئے ہوتا ہے۔ غیر ممکن کام ممکن اور محالات واقع ہو جاتے ہیں۔

۱۲: ہمیں ملت کی طاقت پر بھروسہ ہے۔

۱۳: لوگوں کی توجہ کو مبذول کرنا لازمی امور میں سے ہے۔ پیغمبر اسلامؐ عوام کی توجہ مبذول کیا کرتے تھے۔ وہ لوگوں کو جذب کرنے کی فکر میں رہتے تھے۔ اور آنحضرتؐ کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ لوگوں کو حق کی طرف متوجہ کریں۔

۱۴: ملت ہی نجات کا باعث ہے۔

۱۵: عوام کی آگاہی شرکت و نظارت اور ان کا اپنی منتخب حکومت کے قدم بقدم رہنا معاشرے میں امن و آشتی کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔

۱۶: تاریخ گواہ ہے کہ کوئی بھی ستم رسیدہ اور مظلوم ملت اگر آزادی و خود مختاری حاصل کرنے

کی خاطر اُٹھ کھڑی ہو تو کوئی طاقت بھی اس کے دل میں شعلہ ور آگ کو بجھا نہیں سکتی۔

۱۷: کوئی اسلحہ ایمان کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کوئی ہتھیار بھی ملت کے قیام کے مقابل نہیں ٹھہر سکتا۔

۱۸: کسی بڑی طاقت کے ہمراہ اگر قومی محاذ نہ ہو تو وہ طاقت نہیں ٹھہر سکتی۔

۱۹: اگر ملت کسی حکومت کی پشت پناہ بن جائے تو وہ حکومت زوال پذیر نہیں ہوتی۔

۲۰: اگر ملت حکومت کا سہارا نہ بنے تو وہ حکومت پائیدار نہیں رہ سکتی۔

۲۱: تاریخ کے ہر دور میں جتنی بھی مصیبتیں ہم نے جھیلی ہیں ان کی وجہ سادہ لوح عوام سے سوء استفادہ رہا ہے۔

۲۲: اب اسلحہ کے زور پر بھروسہ کرتے ہوئے حکومت کرنے کا زمانہ نہیں رہا۔ دنیا بدل گئی ہے۔ ملتیں یکے بعد دیگرے بیدار ہو رہی ہیں۔

۲۳: حکومتیں جتنی بھی طاقتور ہوں۔ جب ملت ان کے مقابلہ پر اتر آئے تو کچھ نہیں کر سکتیں۔

عوام کی میدان عمل میں موجودگی

۱: کوئی ملک اس وقت نقصان اُٹھاتا ہے جب اس کی ملت لاپرواہ ہو۔

۲: ساری قوم کو سیاسی معاملات میں دخیل ہونا چاہیئے۔

۳: لوگوں کو کنارہ کشی نہیں کرنا چاہیے اگر لوگ کنارہ کش ہو جائیں گے تو ہم سب کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

۴: مجھے قوی اُمید ہے کہ ہماری ملّت نے ذلّت برداشت نہیں کی ہے اور نہ کرے گی۔

۵: آپ مومن و ایثار گر عوام کی میدانِ عمل میں موجودگی ہے جو مشرق و مغرب زدہ روشن فکروں کو ہمیشہ کے لئے رسوا کر دے گی۔

۶: آپ مسلمان عوام کی میدانِ عمل میں موجودگی ہے جو تاریخی ستمگروں اور حیلہ بازوں کی سازشوں کو ناکارہ بنا رہی ہے۔

۷: جو چیز ہم سب پر لازم ہے وہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کو میدان میں حاضر رکھنے کی فکر میں رہیں۔

۸: اگر ملّت کنارہ کش ہو جائے اور حکومت سے یہ توقع رکھے کہ وہ کوئی کام کرے تو حکومت ایسی کوئی طاقت نہیں رکھتی۔

۹: ملّتِ اسلام اب بیدار ہو گئی ہے اب وہ بیٹھنے والی نہیں۔ اگر میں پلٹ بھی جاؤں تو ملّت پلٹنے والی نہیں۔

۱۰: آج پوری ملّت چاہے عورتیں ہوں یا مرد اپنی سرنوشت میں دخیل ہے۔

ملّتِ بزرگ

۱: حقیقت یہ ہے کہ ایران کے عوام موجودہ زمانہ میں اسلام کی عظیم تاریخ کا تابناک چہرہ ہیں۔

۲: ہمیں فخر ہے کہ ہم ایسے زمانہ میں اور ایسی ملّت کے ساتھ جی رہے ہیں۔

۳: میں مکمل جرأت کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ عصرِ حاضر کی ملّت ایران اور اس کے کروڑوں عوام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کی ملّت حجاز (۴۳) اور حضرت علیؑ اور امام حسینؑ کے عہد کی ملّت کوفہ (۴۴) و عراق سے بہتر ہے۔

۴: اس عظیم ملّت کے حضور ہم جس قدر بھی اخلاص کا نذرانہ پیش کریں، اس کا شکریہ نہیں ادا کر پائیں گے۔

۵: ہمارے عام لوگوں نے اسلام کو سمجھا ہے اور حکومت کی تمام زحمتیں تحمل کر رہے ہیں۔ لہٰذا ہمیں زیادہ سے زیادہ عوام کی خدمت کی فکر کرنا چاہیئے۔

۶: ہماری ملّتِ عزیز نے اپنے دلاورانہ قیام اور اپنے جگر کے ٹکڑوں کا خون نثار کر کے اپنے نامِ نامی و گرامی کو تاریخ میں اور مجاہدوں کی پہلی صف میں لکھ دیا ہے۔

۷: ملّتِ ایران کا نامِ گرامی دُنیا میں رشدِ سیاسی کے اعتبار سے لازوال نقش بن کر اُبھر چکا ہے۔

۸: اسلام کی عظیم ملّت نے مسجد کوفہ کے محراب سے کربلا کے افتخار آمیز صحرا تک اور شیعیت کی عظیم خونی تاریخ کے ہر دور میں اسلام اور اللہ کی راہ میں بہت عظیم قربانیاں پیش کی ہیں۔ اور شہادت کے دلدادہ ایرانی عوام بھی اس سعادت بخش مظاہرے سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔

۹: ہماری ملّت نے دُنیا کی سب سے بڑی طاقت پر غلبہ پایا ہے۔ اور دُنیا کی بڑی طاقت کے ہاتھ کو اپنے ملک سے قطع کیا ہے۔ بشریت کے دشمنوں کا اپنے ملک سے قلع قمع کیا ہے اور تمام مستضعف ممالک کیلئے نمونۂ عمل بن گئی ہے۔

۱۰: خداوندِ متعال نے ہم پر احسان کیا اور استکباری حکومت کو اپنے دست توانا سے جو مستضعفین

کی قدرت وطاقت ہے۔ درہم برہم کردیا۔ اور ہماری عظیم قوم کو تمام مستضعف قوموں کا رہنما و پیشوا بنادیا۔

۱۱: انصاف یہ ہے کہ آغازِ انقلاب سے لے کر اب تک، جس نے اپنے کام کو سو فیصد صحیح انجام دیا ہے وہ صرف ملت ہے۔

نظام کی حفاظت اور بقائے تحریک

۱: اس جمہوری اسلامی کی حفاظت سب سے بڑے فرائض میں سے ہے۔

۲: نظام کی حفاظت، شرعی وعقلی واجبات میں سے ہے۔

۳: اس عظیم اسلامی قوم کا پختہ ارادہ ہے کہ اپنی تحریک کو جاری رکھے گی اور خائنوں کو اپنے ملک میں مداخلت کی اجازت نہیں دے گی۔

۴: اس وقت ہم پر واجب عقلی اور واجب شرعی ہے کہ ایران کی اس تحریک کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کی سعی کریں۔

۵: میں ایران کی ملتِ عزیز کو وصیت کرتا ہوں کہ جس نعمت کو آپ نے زبردست جہاد اور اپنے ہونہار جوانوں کا خون دے کر حاصل کیا ہے۔ اپنی سب سے عزیز چیزوں کی طرح اس کی قدر کیجئے اور اس کی حفاظت و نگرانی کیجئے۔

۶: ایران کی ملت بزرگوار کو وصیت کرتا ہوں کہ دُنیا میں زحمتیں، دُکھ، فداکاریاں، قربانیاں، اور محرومیتیں اسی قدر ہوتی ہیں، جس قدر مقصد عظیم باارزش اور اونچا ہوتا ہے۔

۷: جب مقصدِ الٰہی ہو تو راستہ چاہے کتنا ہی دشوار کیوں نہ ہو، جب مقصدِ الٰہی ہے تو آسان معلوم ہونا چاہیئے۔

۸: ہم اگر حق کی نُصرت نہیں کرتے تو ہمیں حق کی طرف سے کسی نُصرت کے انتظار میں نہیں رہنا چاہیئے۔

۹: آپ جان لیجیئے، کہ جس قدر بھی دُنیا کے شیطان اور پروپگنڈے آپ کے خلاف بکتے ہیں۔ یہ آپ کی طاقت کی دلیل ہے۔

۱۰: جب تک یہ حرکت باقی ہے آپ کسی چیز سے نہ ڈریئے۔ اور سرے سے خوف کو اپنے دل میں جگہ نہ دیجئے۔

۱۱: ہر انقلاب کے بعد مشکلات کا سر اُبھارنا ضروری ہے۔ لیکن کوئی مشکل ایسی نہیں جس کو آسان نہ کیا جا سکے۔

۱۲: ہمیں چاہیئے کہ دینِ مُقدّس، اسلام عزیز اور جمہوری اسلامی کی حفاظت کی راہ میں ثابت قدم رہیں، اور مشکلوں کو انقلابی استقامت و پائیداری کے ساتھ اپنی راہ سے ہٹائیں۔

۱۳: اگر ایران شکست کھا جائے تو یہ مشرق کی شکست ہے اور مستضعفوں کی شکست ہے۔

۱۴: خدا جانتا ہے کہ اگر یہ تحریک ناکام ہو جائے تو پھر ایران کو کبھی بھی اچھے دن دیکھنا نصیب نہیں ہوں گے۔

۱۵: اگر یہ حرکت مدہم پڑ جائے اور جو آگ لوگوں کے دلوں میں شعلہ ور ہے اگر ماند پڑ جائے اور اس کے شعلے سرد ہو جائیں تو دوبارہ ممکن ہی نہیں کہ ایسی تحریک یا اس جیسی کوئی

تحریک وجود میں آئے۔

۱۶: اگر بعض جہالتوں کی وجہ سے اس تحریک کو نقصان پہونچے۔ تو خدائے تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کو عقوب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور آپ کی توبہ قبول ہونا مشکل ہے چونکہ اسلام کی حیثیت خدشہ دار ہوگی۔

۱۷: سب اس ناحق بہنے والے خُون کی فکر میں رہیئے۔ اپنے ان عزیز معذورین کی فکر میں رہیئے۔ جنگ کے نتیجہ میں آوارہ و بے خانماں ہونے والوں کی فکر کیجئے۔ اور اسلام کی ترقی کی فکر کیجئے۔ اس فکر میں نہ رہیئے کہ مُجھے چاہیئے اور تمھیں نہیں چاہیئے، میں ہوں اور تم نہیں ہو۔

۱۸: آج وہ دن ہے کہ اگر خدانخواستہ ہم اس تحریک میں شکست کھا جائیں تو پھر ہمیشہ کے لئے شکست خوردہ ہیں۔

۱۹: ہماری ملّت کو چاہیئے کہ پوری طاقت سے سازشوں کا مقابلہ کرے۔

۲۰: اگر آپ یہ سوچ لیں کہ اب کامیاب ہوگئے ہیں لہٰذا اب اپنے اپنے کام کاج میں لگ جائیں اور اپنی سرنوشت سے غافل ہوجائیں تو مجھے خوف ہے کہ آپ شکست کھا جائیں گے۔

۲۱: آج بھی آپ جادوگروں کے مکر اور خناسوں کے وسوسے سے غافل نہ رہیئے۔

۲۲: قوی رہیئے۔ ہوشیار رہیئے اور دُنیا کے شُور و غل سے ہراساں نہ ہوئیے۔

قوم پرستی

۱: یہ قوم پرستی کا رجحان مسلمانوں کی بدبختی کی جڑ ہے۔

۲: قوم پرستی کا رجحان، ملّتِ ایران کو تمام مسلمان ملّتوں کے مقابلہ پر لا کھڑا کر دے گا۔

۳: اختلاف ایجاد کرنے والوں نے مسلمانوں کے درمیان اختلاف ڈالنے کے لئے ایک چیز جو ایجاد کی ہے اور استعماریوں کے ایجنٹ اس کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ یہی قومیت و ملّیت کا رجحان ہے۔

۴: بڑی طاقتوں اور ان کے ایجنٹوں کا منصوبہ اسلامی ممالک کے بارے میں یہ ہے کہ مسلمان قوموں کو جن میں خدائے تبارک وتعالےٰ نے اخوت و بھائی چارہ ایجاد کیا ہے اور مومنوں کو "اخوت" کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ ایک دوسری سے جدا کر دیں اور ملّتِ ترک، ملّتِ کُرد، ملّتِ عرب اور ملّتِ فارس کے نام سے ایک دوسری سے الگ کر دیں۔ بلکہ ایک دوسری کا دشمن بنا دیں، اور یہ چیز اسلام اور قرآن کی روش کے برخلاف ہے۔

۵: یہ لوگ جو قومیت اور ملّیت کے رجحان کے تحت مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کر رہے ہیں یہ شیطان کے لشکر اور بڑی طاقتوں کے نوکر اور قرآنِ کریم کے مخالف ہیں۔

۶: ہماری تحریک ایرانی ہونے سے پہلے اسلامی ہے۔

پارٹیاں اور پارٹی بازی

۱: اسلام اور حزب اللہ کا دفاع جمہوری اسلامی کی سیاست کا ناقابلِ تنسیخ اصول ہے۔

۲: آج ایران کے تمام عوام چاہے جس سن و سال کے بھی ہوں، مرد و عورت، سب کے سب اسلامی نعروں کو لے کر جہاد کر رہے ہیں اور حزب اللہ میں شامل ہیں۔

۳: ہر مسلمان جس نے اسلام کے اصول و قوانین کو قبول کیا ہے اور اعمال و رفتار میں سختی کے ساتھ شیعی ضابطوں کا حامل ہے وہ حزب اللہ کے ممبران میں سے ایک ممبر ہے۔ اس حزب کے تمام دستور اور اس کے طریق کار کو قرآن و اسلام میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ حزب آج کی دُنیا کے دوسرے رائج احزاب سے جدا ہے۔

۴: یہ انقلاب کسی ایک پارٹی یا گروہ کا لایا ہوا انقلاب نہیں ہے بلکہ یہ انقلاب ملت کے درمیان سے برخاستہ ہے۔

۵: ایسے نہیں کہ کوئی بھی پارٹی اچھی یا بُری ہو، بلکہ معیار اس پارٹی کا عقیدہ ہوتا ہے۔

۶: عوام کے ہر گونہ اجتماعات اور پارٹیاں آزاد ہیں بشرطیکہ لوگوں کے مفادات کے لئے خطرناک نہ ہوں۔ اور ان تمام امور میں اسلام نے ان کے لئے حدود معین کر دی ہیں۔

۷: آغاز مشروطیت کے دور سے جو پارٹیاں ایران میں وجود میں آئی ہیں۔ ان کے بارے میں ہر انسان یہ سمجھتا ہے کہ غیر شعوری طور پر یہ پارٹیاں غیروں کی بنائی ہوئی ہیں، اور ان میں سے بعض نے غیروں کی خدمت بھی کی ہے۔

۸: یہ پارٹیاں جو ابتداً سے مثلاً مشروطیت کے بعد سے وجود میں آئی ہیں۔ ان کے بارے میں یہ نہ سوچیئے کہ اتفاقاً چند افراد نے ایک جگہ جمع ہو کر ان کو تشکیل دے دیا۔ بلکہ یہ شیطانی منصوبہ تھا۔

۹: لازمی ہے کہ نہایت شہامت و ہوشیاری کے ساتھ جو اشخاص یا گروہ غیر اسلامی مکاتب کی طرف مائل ہیں اور موقع پرستی کی اپنی عادت کے تحت اس زمانہ میں فرصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اگر آپ کی صفوں میں داخل ہو جائیں اور وقت آنے پر آپ کی پیٹھ میں خنجر گھونپ دیں تو ان کو اپنے سے دور رکھیئے اور ان کو ہلنے تک کی فرصت نہ دیجئے۔

۱۰: ابتدائے آفرینش سے آج تک دو گروہ رہے ہیں۔ ایک حزب الٰہی اور دوسرا حزب غیر الٰہی اور شیطانی، اور دونوں کے آثار بھی مختلف رہے ہیں۔

چوتھی فصل:

نظم و قانون

۱: نظم و ضبط برقرار رکھنا واجباتِ الٰہی میں سے ہے۔

۲: تمام معاشرے کو ڈسپلن کی ضرورت ہے اگر ڈسپلن ختم ہو جائے تو معاشرہ ختم ہو جائے گا۔

۳: اسلام کی حکومت، قانون کی حکومت ہے۔

۴: سب قانون کو تسلیم کرنے کے پابند رہیئے چاہے آپ کی رائے کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

۵: اسلامی مملکت میں خدا کے قانون کی حکومت ہونا چاہیئے۔ خدا کے قانون کے سوا کسی چیز کو حکومت کا حق نہیں۔

۶: انسانوں کی فضیلت وارزش قانون کی پیروی میں ہے جس کا دوسرا نام تقویٰ ہے۔

۷: قانون کی خلاف ورزی کا مُرتکب ہونے والا مجرم ہے اور سزا کا مستحق ہے۔

۸: قانون کا کام عدل پر مبنی اجتماعی نظام قائم کر کے اسے نافذ کرنا اور تہذیب یافتہ انسان تیار کرنا ہے۔

۹: اگر تمام اشخاص وگروہ اور پورے ملک کی تمام تنظیمیں قانون کے سامنے سرِتسلیم خم کر دیں اور اگر ہم قانون کا احترام کریں تو کوئی اختلاف واقع نہ ہوگا۔

۱۰: خدا کی مرضی کا پاس ولحاظ کریں اور ہم سب کے سب قانون کے سامنے سرِتسلیم جھکا دیں۔

۱۱: اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو میدانِ عمل سے خارج نہ کریں تو قانون کو تسلیم کر لیجئے۔

۱۲: اسلام میں حکم صرف قانون کا ہوتا ہے۔ پیغمبرؐ کے زمانہ میں بھی حکم، قانون کا ہوتا تھا، پیغمبرؐ تو صرف حکم کو نافذ کرتے تھے۔

۱۳: اسلام میں ایک ہی حکومت ہے اور وہ ہے خدا کی حکومت اور ایک ہی قانون ہے وہ ہے قانونِ الٰہی اور سب کی ذمّہ داری ہے کہ اس پر عمل کریں۔

۱۴: جس نظام میں نچلے اوپر والوں کی اطاعت نہ کریں اور اوپر والے نچلوں پر ظلم کرتے ہوں وہ نظام توحیدی اور الٰہی نہیں بلکہ شیطانی نظام ہے۔

۱۵: اسلام کی حکومت قانون کی حکمرانی ہے۔ یعنی قانونِ الٰہی کی، قانون قرآن وسنّت ہے، اور حکومت تابع قانون ہے۔

۱۶: اسلام کے قوانین، ترقی پذیر اور جامع قوانین ہیں۔

۱۷: تنقید کیجئے، سازش نہ کیجئے۔ میں سازش کا مخالف ہوں۔ سبھی مخالف ہیں۔ ہم جمہوری اسلامی کو ضعیف کرنے کے خلاف ہیں۔ چونکہ جمہوری اسلامی کو کمزور کرنا اسلام کو کمزور کرنا ہے اور ہم اس کے مخالف ہیں۔

۱۸: حکومت اسلامی کے خلاف قیام، کفر کے حکم میں ہے اور تمام گناہوں سے بڑھ کر ہے۔

۱۹: اگر کسی کو اصول کی خلاف ورزی کرتے دیکھیں تو سختی سے اس کا مقابلہ کریں۔

۲۰: اختلافات قانون شکنی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

۲۱: اسلام میں قانون کی حکمرانی ہے۔ پیغمبر اکرمؐ بھی قانونِ الٰہی کے تابع تھے۔ جس کی مخالفت نہیں کر سکتے تھے۔

۲۲: آج ضدِ انقلاب وہ شخص ہے جو اپنا فرض نبھانے میں سستی کرے۔

شورائے نگہبان

۱: میں شورائے نگہبان کی تشکیل کے سو فیصد حق میں ہوں۔ اور میرا عقیدہ یہ ہے کہ اس کو قوی اور ہمیشہ کے لئے ہونا چاہیئے۔

۲: میں یہ کہہ دوں کہ میں نے ان حضرات، یعنی شورائے نگہبان کے فقہا کو آشنائی اور شناخت کے بعد معیّن کیا ہے۔ چنانچہ ان کے احترام اور مرتبہ کے پاس و لحاظ کو لازمی سمجھتا ہوں۔

۳: حضرات شورائے نگہبان کو جو دینِ اسلام کے مُقدس احکام اور قانون اساسی کے محافظ ہیں میری تائید حاصل ہے۔ ان کا کام نہایت مُقدس اور اہم ہے۔ انھیں چاہیئے کہ سختی کے ساتھ اپنی ذمّہ داری نبھائیں۔

۴: شورائے نگہبان کے فقہا کی تضعیف و توہین، ملک اور اسلام کے لئے خطرناک ثابت ہوگی۔

۵: میں شورائے نگہبان کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے کام میں ثابت قدم رہیں اور سختی اور دقت کے ساتھ عمل کریں اور خداوند متعال پر مکمل بھروسہ رکھیں۔

۶: شورائے نگہبان سے میری خواہش ہے اور ان کو وصیت کرتا ہوں چاہے اس نسل میں ہوں یا آئندہ نسلوں میں کہ پوری ہوشیاری اور بہادری کے ساتھ اپنی اسلامی اور قومی ذمّہ داریاں پوری کریں اور کسی بھی طاقت سے مرعوب نہ ہوں۔ اور شریعتِ مطہرہ اور قانون اساسی کے مخالف قوانین کو بغیر کسی رو رعایت کے ٹھکرا دیں۔ ملک کی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے کبھی احکام ثانویہ اور کبھی ولایت فقیہ کو اجرا کریں۔

انتخابات اور پارلیمنٹ

۱: اگر لوگ اسلام، استقلال و آزادی اور شرق و غرب کے زیرِ اثر نہ رہنے کو چاہتے ہیں تو سب انتخابات میں شرکت کریں۔

۲: اگر انتخابات میں ہم غلطی کریں تو مطمئن رہیئے کہ پارلیمنٹ کے ذریعہ ہمیں نقصان پہونچائیں گے۔

۳: اس ملّت شریف کو میری وصیت یہ ہے کہ تمام انتخابات میں شرکت کریں۔ چاہے صدارتی

انتخابات ہوں یا پارلیمانی یا شورائے رہبری یا رہبر کی تعیین کے لئے خبرگان کے انتخابات ہوں، ہر انتخابات میں شریک رہیں۔

۴: انتخابات کسی میں منحصر نہیں۔ نہ روحانیوں میں اور نہ پارٹیوں میں، اور نہ جماعتوں میں، بلکہ تمام عوام سے متعلق ہیں۔

۵: ملت اپنے ووٹ کے ذریعہ صدر کو منتخب کرتی ہے۔ جمہوری اسلامی کو ووٹ دیتی ہے اور پارلیمنٹ میں موجود اپنے ووٹ کے ذریعہ حکومت کو معین کرتی ہے۔ گویا تمام امور میں ملت کا ہاتھ ہے۔

۶: یہ چیز حضرات کی ذمہ داری میں شامل ہے کہ پیش آنے والے مسائل اسلامی میں چاہے نمائندہ معین کرنا ہو یا چاہے عرض کروں کہ صدر کو منتخب کرنا ہو۔ ہمیشہ میدان عمل میں رہیں آپکے پاس کوئی عذر نہیں کہ آپ کنارہ کش ہو کر بیٹھ جائیں۔

۷: یہ توجہ رہے کہ انتخابات کا مقصد آخر کار اسلام کی حفاظت ہے۔ اگر انتخابی مہم کے دوران مسائل اسلامی کا احترام ملحوظ نہ رہے تو منتخب ہونے والا اسلام کا محافظ کیوں کر ہوگا۔

۸: آپ سب حضرات و خواتین اور ہم سب، اور ہر مکلف کو جس طرح نماز پڑھنا چاہیئے اسی طرح اپنی تقدیر معین کرنے میں بھی شریک ہونا چاہیئے۔

۹: میرے دوستو! کہ آپ سے تحریک اسلامی کی امید وابستہ ہے! جس دن ملک کی تقدیر کا فیصلہ ہو رہا ہو اٹھ کھڑے ہوئیے اور پولنگ بوتھ پر جمع ہو کر اپنا ووٹ بیلٹ بکس میں ڈالئے۔

۱۰: آج مسئولیت کا بوجھ ملت کے کاندھوں پر ہے۔ اگر ملت کنارہ کش ہو جائے، مومن اور باعمل اشخاص گھروں میں بیٹھ جائیں۔ اور جن افراد۔ نے اس ملک کے لئے منصوبہ بنا رکھا ہے وہ ڈالیں

بائیں سے پارلیمنٹ میں گھس آئیں۔ تو اس کی ذمہ دار ملت ہے۔

۱۱: ایک بھی تخریب کار اور کسی کے پٹھو کو پارلیمنٹ میں نہ جانے دیں۔

۱۲: ملت شریف کو یہ جان لینا چاہیئے کہ اسلام کے اس اہم کام سے پہلو تہی اسلام اور ملک کے ساتھ خیانت ہے۔ اور بڑی جوابدہی کا باعث ہے۔

۱۳: پارلیمنٹ تمام امور میں سرفہرست ہے۔

۱۴: پارلیمنٹ (ہاؤس) ملت کا حقیقی گھر ہے۔

۱۵: یہ پارلیمنٹ ان افراد کے خون کا ماحصل ہے جو اسلام کے وفادار تھے۔

۱۶: یہ پارلیمنٹ عوام کی "اللہ اکبر" کی صداؤں کا نتیجہ ہے۔

۱۷: پارلیمنٹ کے سامنے جھکنا اسلام کے سامنے جھکنا ہے۔

۱۸: پارلیمنٹ میں صرف اسلام کافی نہیں۔ بلکہ ایسا مسلمان ہو جو ملک کی ضرورتوں سے واقف ہو سیاست کو سمجھتا ہو اور ملک کے مصالح و مقاصد سے آگاہ ہو۔

۱۹: پارلیمنٹ تمام اداروں میں سرفہرست ہے۔ اور پارلیمنٹ ایک ملت ہے جو ایک محدود جگہ میں سما کر جلوہ افروز ہوئی ہے۔

۲۰: میری خواہش ہے کہ پارلیمنٹ اور نمائندگان محترم کا تقدس محفوظ رہے تاکہ وہ دنیا کی پارلیمنٹوں کے لئے نمونہ قرار پائیں۔

۲۱: حیف ہے کہ پارلیمنٹ کا نورانی چہرہ ایسی چیزوں میں واقع ہو جو آپ حضرات کی شان کے خلاف ہیں۔

۲۲: توجہ رہے کہ صدر اور پارلیمنٹ کے ارکان اس طبقہ سے ہوں جس نے مستضعفوں اور محروموں کی محرومیت و مظلومیت کو درک کیا ہو اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے کوشش کریں۔ سرمایہ دار زمیندار اور لذتوں و شہوتوں میں غرق خوشحال اونچے طبقہ سے نہ ہوں جو محرومیت کی تلخی اور ناداروں اور بھوکوں کی تکلیف کو محسوس نہیں کر سکتے۔

۲۳: ایسے افراد منتخب ہوں جو حقیقت میں ملّت کے چیدہ افراد ہوں۔

۲۴: لوگوں کو اس طرف متوجہ کیجئے کہ آپ کا مقصد اسلام کی حفاظت ہے، لہٰذا آپ کے منتخب کردہ افراد ایسے ہوں جو اسلام کا درد رکھتے ہوں اور اس کے پابند ہوں تماشہ بین نہ ہوں۔

۲۵: میں نہایت انکساری کے ساتھ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ افراد کے انتخاب میں آپس میں حتماً موافقت کیجئے۔ اور مسلمان باعمل اور ایسے افراد کو منتخب کیجئے جو صراطِ مستقیم سے منحرف نہ ہوں۔

۲۶: صحیح توجہ رکھئے اور جن افراد کو آپ منتخب کریں ان کے سابقہ حالات کا مطالعہ کر لیجئے۔ یہ معلوم کیجئے کہ سابق دور میں کیسے تھے۔ انقلاب کے زمانہ میں ان کی روش کیا تھی۔ آغازِ انقلاب سے اب تک ان کا طریقۂ کار کیا رہا۔ ان کے خاندانی حالات کیسے ہیں۔ عقائد کیسے ہیں اور کس قدر معلومات رکھتے ہیں۔

۲۷: اُمید ہے کہ یہ جنگجو اور پابندِ اسلام ملّت، افراد اور پارٹیوں کے سابقہ حالات کا باریکی کے ساتھ مطالعہ کرنے کے بعد اپنے ووٹ ان افراد کو دیں گے جو اسلام عزیز اور قانونِ اساسی کے

وفادار ہوں اور چپ و راست کی طرف رجحان سے مبرّا ہوں اور حُسن کردار، قانونِ اسلام کی پابندی اور اُمّت کی خیر خواہی کے لحاظ سے مشہور و معروف ہوں۔

۲۸: ایسے افراد چنئے جو اسلام کے پابند ہوں اور شرقی و غربی نہ ہوں، بلکہ انسانیت اور اسلام کے سیدھے راستے پر ہوں۔

۲۹: مجھے توقع ہے کہ اتحاد کو برقرار رکھتے ہوئے آپ حضرات اپنے نمائندوں کے انتخاب میں خُدا کی خوشنودی کو اپنی پسند پر ترجیح دیں گے۔

۳۰: جو نمائندے اچھے اخلاق سے آراستہ، اسلام کے پابند، ملک کے وفادار، اور آپ کے اور مملکت کے خدمت گزار ہوں، ان کو منتخب کر کے پارلیمنٹ میں بھیجیں۔

۳۱: ہمیں جان لینا چاہیئے کہ اگر صدر اور پارلیمنٹ کے نمائندے، شائستہ افراد، اسلام کے پابند اور ملّت و ملک کے ہمدرد ہوں تو بہت سی مشکلیں درپیش نہیں ہوں گی۔

۳۲: عوام کے مرشد اور ہادی کے عنوان سے پارلیمنٹ کی ذمّہ داری بہت سنگین ہے۔

۳۳: اس تلاش میں رہیں کہ ہمارے پاس مضبوط اور قانون ساز پارلیمنٹ ہو، تاکہ وہ ملک کو صحیح راہ پر چلا سکے۔

۳۴: اچھی پارلیمنٹ ہر چیز کو ٹھیک کر لیتی ہے اور بُری پارلیمنٹ ہر چیز کو خراب کر دیتی ہے۔

۳۵: پارلیمنٹ ہی ایک مُلک کو بنیادی طور پر خیر کی طرف لے جاتی ہے یا فساد کے راستے پر لگا دیتی ہے۔

۳۶: جس روز آپ یا عوام یہ محسوس کریں کہ پارلیمنٹ میں انحراف پیدا ہو گیا ہے۔ ملک میں وُزیروں

میں یا صدر میں قدرت وثروت طلبی کی رت کشی شروع ہوگئی ہے۔ اس روز جان لیجئے کہ ہماری ناکامی کی علامت ظاہر ہوگئی ہے۔ اسی وقت سے اس کا قلع قمع کردیں۔

۳۷: جس روز پارلیمنٹ کے نمائندے خدانخواستہ کاخ نشینی کے عادی ہوجائیں اور جھونپڑوں میں گذارہ کرنے کی عادت بُھلادیں تو اسی روز ہمیں اس ملک کے لئے فاتحہ پڑھنا چاہیئے۔

۳۸: اگر اس نظام میں کوئی شخص یا گروہ خدانخواستہ بلاوجہ دوسروں کو بدنام کرنے یا ہٹانے کے پیچھے پڑجائے اور اپنی پارٹی اور دستور العمل کی مصلحت کو انقلاب کی مصلحت پر ترجیح دے تو یقین کیجئے کہ اپنے حریف یا حریفوں کو نقصان پہونچانے سے پہلے اس نے اسلام اور انقلاب کو نقصان پہونچایا ہے۔

۳۹: آپ کو نمائندگی اس لئے نہیں دی گئی ہے کہ وہاں جاکر بیٹھیں اور آپس میں اپنے اپنے حساب چکائیں۔ اگر ایسا ہونے لگے تو یہ انحراف ہے اور وہ جگہ آپ کے لئے غصبی ہے۔

۴۰: اگر ملت کے برخلاف آپ میں انحراف پیدا ہوجائے تو یہ نمائندگی کے ساتھ خیانت ہوگی۔

۴۱: تنقید کرنا اور وضاحت طلب کرنا پارلیمنٹ کا حق ہے۔

۴۲: نظارت و وضاحت طلبی اور عیب جوئی وانتقام میں کئی فرق ہیں۔ اور اس کو ہر شخص اپنے ضمیر کی طرف رجوع کرنے کے بعد سمجھ سکتا ہے۔

۴۳: کسی کو حق نہیں کہ پارلیمنٹ کے بارے میں جسارت کرے۔ پارلیمنٹ میں موافق و مخالف کا ہونا اس کا حق ہے۔

عدلیہ اور قضاوت

۱: جتنی اہمیت اسلام نے قضاوت کو دی ہے، بہت کم چیزوں کو اتنی اہمیت دی گئی ہے۔

۲: قضاوت اتنا اہم مسئلہ ہے جس کا تعلق پورے مُلک کی حیثیت سے ہے۔

۳: عدلیہ اگر اسلامی اور انسانی قوانین پر عمل کرے تو ملک کو نجات دلا سکتی ہے۔

۴: عدلیہ کے ہاتھ میں ہر چیز ہے، لوگوں کی جان و مال اور عزت و ناموس ہر چیز عدلیہ کے قبضہ میں ہے۔ اور اگر قاضی خدا نخواستہ نالائق ہو اور صحیح نہ ہو اور لوگوں کے ناموس اور نفوس پر اختیار پیدا کرے تو سبھی جانتے ہیں کہ کیا گُل کھلائے گا۔

۵: عدلیہ کو توجہ رکھنی چاہیئے کہ اس کا واسطہ لوگوں کے جان و مال اور ان کے ناموس سے ہے۔ عدلیہ کا سروکار عوام سے ہے۔ لہٰذا نیک افراد کو اس مقام پر فائز ہونا چاہیئے۔ جو باکردار ہوں اور توجہ رکھتے ہوں کہ قاضی کی غلطی کوئی معمولی بات نہیں۔ ان کی عمداً غلطی ان کے لئے باعثِ مصیبت ہے اور بھول چوک بھی زبردست غلطی ہے۔

۶: قاضی کا فیصلہ صادر ہو جانے کے بعد کسی کو اس میں مداخلت کرنے کا حق نہیں، اور مداخلت کرنا خلافِ شرع ہے۔ اور قاضی کے فیصلہ کو روکنا بھی شریعت کے خلاف ہے۔

۷: لوگوں کی عزتیں قاضیوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ لہٰذا قاضیوں کی تعلیم و تربیت ضروری ہے۔

۸: اگر قاضی غصہ کی حالت میں ہو تو اسے فیصلہ نہیں دینا چاہیئے۔ اس لئے کہ غصہ کی حالت میں

فیصلہ عقل و شریعت کے دستور کے مطابق نہیں ہو سکتا۔

۹: آج قاضی اسلام کی حیثیت اور جمہوری اسلامی کی حیثیت کا ذمہ دار ہے۔ تاریخ کے دوسرے ادوار کے قاضیوں کے مانند نہیں کہ صرف اس فیصلہ کا ذمہ دار ہو جو اس نے کسی شخص کے بارے میں دیا ہو۔

۱۰: حدود کو خدا کی معین کردہ حدوں سے کم یا زیادہ مقدار میں جاری نہ کیا جائے۔

۱۱: سب سے بڑا مجرم بھی جب تختۂ دار کی جانب بڑھ رہا ہو تو اجرائے حد کے علاوہ کسی کو حق نہیں پہونچتا کہ قول یا عمل سے اس کو اذیت دے۔ ایسا کرنے والا ظالم کہلائے گا۔

۱۲: جیلوں کو تربیت کا مرکز ہونا چاہئیے۔ جیلوں میں لوگوں کی تربیت کی جائے اور جیل خانہ کو تربیت گاہ ہونا چاہئیے۔

۱۳: اسلام کا حکم ہے کہ قیدیوں پر رحم کیا جائے چاہے ظالم اور جاسوس ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۴: قاضی اور عدلیہ مستقل ہیں۔ ان کے اُمور میں مداخلت کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔

حکومت اور حکام

۱: ملتوں کی خوشبختی اور بدبختی جن اُمور سے متعلق ہے ان میں ایک اہم اَمر یہ ہے کہ حکام باصلاحیت ہوں۔

۲: کسی ایک فرد یا افراد کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور ہونا، دوسرے کے مقابلہ میں اظہار

فخر اور بڑائی کا ذریعہ نہیں کہ اس طریقے سے کوئی شخص اپنے فوائد کی خاطر ملت کے حقوق کو پائمال کر دے۔

۳: حکومت اور حکومت والے ملت کے آقا نہیں بلکہ خدمت گزار ہیں، یہ ان کے خدمت گزار ہیں۔

۴: حکومتیں عوام کی خدمت گزار ہوا کرتی ہیں۔

۵: اسلام دنیاوی طرز کی حکومت نہیں رکھتا۔ اس میں حاکم کو خدمت گزار کہتے ہیں۔

۶: اس نعمت کا شکر یہ ہے کہ ہم لوگوں کو بڑے پیمانہ پر اس حکومت میں شریک سمجھیں حکومت نہیں بلکہ ہم سب کو چاہیئے کہ خدمت گزار رہیں۔

۷: اسلام چاہتا ہے کہ حکومتیں ملتوں کی خدمت گزار ہوں۔

۸: حکومتیں ایک ایسی اقلیت ہوتی ہیں جنھیں اس ملت کی خدمت کرنی چاہیئے۔ لیکن یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ حکومت کو ملت کا خدمت گزار ہونا چاہیئے نہ کہ قوم پر حکمران۔

۹: ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ ملت جس نے ہمیں ان مقامات تک پہونچایا ہے اب ہم سے کیا چاہتی ہے، اور ہمیں ان کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔

۱۰: سب کو اس کوشش میں رہنا چاہیئے کہ خدمت گزار بنائیں لیکن اپنے نہیں بلکہ ملک اور اسلام کے خدمت گزار بنائیں۔

۱۱: جس کام کی قدر و قیمت زیادہ ہو اس کی ذمہ داری کا بوجھ بھی بڑا بھاری ہوتا ہے۔

۱۲: حکومت کو چاہیئے کہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ، جس طرح حضرت علی علیہ السلام محروموں کی ہمدردی کرتے تھے یہ بھی پوری طاقت کے ساتھ محرومین کی ہمدردی کرے۔

۱۳: خلق کی خدمت خدا کی خدمت ہے۔

۱۴: ہم سب کی بزرگی خلق خدا کی خدمت کرنے میں ہے۔

۱۵: آئندہ تاریخ میں آنے والے وزرائے داخلہ کو وصیت کرتا ہوں کہ ریاستی حکام کے انتخاب میں دقت سے کام لیں اور لائق و متدین، عاقل اور لوگوں کے لئے سازگار افراد کو منتخب کریں۔ تاکہ ملک میں زیادہ سے زیادہ امن وامان کی حکمرانی ہو۔

۱۶: آپ کو ملت کی حمایت کی سخت ضرورت ہے۔ عوام اور خاص کر محروم طبقہ کی حمایت ہی تھی جس کی بدولت کامیابی نصیب ہوئی۔ اور ملک اور اس کے ذخائر شاہی ستم کے ہاتھ سے محفوظ رہ گئے۔ اگر کسی روز آپ ان کی حمایت کھو بیٹھے تو آپ کو الگ کر دیا جائے گا اور آپ کی جگہ شاہی ستمگر حکومت کے مانند، ظلم وستم کے عادی افراد لے لیں گے۔

۱۷: سرکاری حکام سے تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ ایک دوسرے کے تعاون سے ملک کی مشکلات حل کریں اور بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کی مدد کریں۔

۱۸: تلاشی لینے والوں کے لئے امانتداری لازمی ہے۔ جن کا پیشہ تلاشی لینا ہے ان کو امین ہونا چاہیئے۔

۱۹: کسی شخص کو کسی کام کی پیشکش کی جائے اور وہ اس کے انجام دینے کی لیاقت نہ رکھتا ہو تو یہ اس کے لئے صحیح نہیں ہے اور اس کام کو ہاتھ میں لینا اس کے لئے جائز نہیں۔ اور اگر لیاقت رکھتا ہو تو اس کو انجام دینے سے پہلو تہی کرنا جائز نہیں۔

۲۰: جو شخص خود کو مدیر و مدبّر اور مخلوقِ خدا کا خدمت گزار سمجھتا ہو اس زمانہ میں اس کا کنارہ کش ہونا، خدا اور اس کی مخلوق سے مُنہ موڑنا ہے۔

۲۱: تمام لوگ اور تمام انسان حکومتِ اسلامی کو مستحکم کرنے کی کوشش کریں تاکہ عدل و انصاف قائم ہو سکے۔

۲۲: دوستوں کے انتخاب میں خدا سے ڈریئے۔ اور عجلت میں کوئی فیصلہ نہ کیجیئے خاص کر اہم اُمور میں۔

۲۳: کسی صنف یا کسی شخص کو جو اس وقت کوئی خدمت انجام دینے میں مشغول ہو، کمزور بنانا اسلام کے دشمنوں کی مدد کرنے کے مترادف ہے۔

۲۴: اگر حکومت کے اُمور میں آپ کی بدرفتاری اور فکر و عمل میں کمزوری کی بنا پر اسلام و مسلمین کو نقصان پہونچ رہا ہو اور آپ جانتے ہوں مگر اس کے باوجود اپنے عمل کو جاری رکھیں تو آپ ایسے تباہ کن عظیم گناہ کبیرہ کے مرتکب قرار پائیں گے جس کی وجہ سے شدید عذاب آپ کے دامن گیر ہوگا۔

۲۵: اگر حکام یعنی وہ حضرات جن کے ہاتھوں میں مُلک کی تقدیر ہو فاسد ہوں تو پورے مُلک کو برباد کر دیں گے۔

۲۶: کبھی ممکن ہے کہ ترقی سے ہمکنار اور معاشرے کے حق میں مفید قوانین پارلیمنٹ میں پاس ہوں اور شورائے نگہبان ان کو نافذ بھی کر دے اور متعلق وزیر اس کو پہونچا بھی دے لیکن جب قانون نافذ کرنے والے بُرے افراد کے پاس پہونچیں تو وہ قوانین کو مسخ بھی کر سکتے ہیں۔

۲۷: یہ مت سوچیں کہ ہم حاکم ہیں، لہٰذا عوام ہماری ہر تجویز کو قبول کرے چاہے ان کے حق میں بہتر ہو یا نہ ہو۔

۲۸: اگر اسلامی حکومت سے نا اُمید ہو کر بحرانی کیفیت پیدا ہو جائے تو کوئی چیز اس کو نہیں روک سکتی۔

۲۹: ملت کے ہر فرد کو حق حاصل ہے کہ بلاواسطہ دوسروں کے سامنے مسلمان حکام سے وضاحت طلب کرے اور ان پر تنقید کرے۔ اور حاکم کو چاہئیے کہ تسلی بخش جواب دے۔ بصورتِ دیگر اگر وہ اسلامی فرائض کے خلاف عمل کرے تو خود بخود حکومت سے معزول ہو جائے گا۔

۳۰: اے حکومتو! ملکوں کو فتح کرنا مشکل نہیں، دلوں کو جیتنا مشکل ہے۔

۳۱: اپنی رفتار منصفانہ رکھئے اور گفتار عادلانہ، تجملات کو کم کیجئے اور اس ملت کے خدمتگزار رہئیے۔

۳۲: جو لوگ برسرِ اقتدار ہیں انھیں چاہئیے کہ دوسروں سے زیادہ انسانی اور اسلامی دستور کی رعایت کریں۔

۳۳: شکر نعمت یہ ہے کہ ہم باتیں کرنے کے بجائے عمل کریں۔

۳۴: اگر ملت چاہتی ہے کہ یہ کامیابی اس کمال تک پہونچے جو سب کی آرزو ہے تو ان لوگوں کا خیال رکھے جو حکومت بنانا چاہتے ہیں، صدر کا اور پارلیمنٹ کے نمائندوں کا دھیان رکھیں کہ کہیں کسی وقت ان مقامات پر بقولِ خود ان کے اونچے طبقہ کے خوشحال لوگ نہ پہونچ جائیں۔

۴۵: جس روز ملت آپ کی یہ حالت دیکھے کہ آپ متوسط طبقہ سے خوشحال طبقہ کی طرف لوٹ رہے ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ یا آپ کو اقتدار مل جائے یا اقتدار حاصل کرنے پر قادر ہو جائیں۔ لوگ توجہ رکھیں کہ کبھی ممکن ہے اس قسم کے لوگ خدانخواستہ پیدا ہوں تو ان کو اپنے مقام پر بٹھا دیں۔

پانچویں فصل:

خارجہ پالیسی

۱: ہم اپنی خود مختاری کی حفاظت کرتے ہوئے تمام ملکوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے۔

۲: تمام ملتوں کے ساتھ ہمارے رابطے دوستانہ ہیں، حکومتیں بھی اگر ہمارے ساتھ احترام سے پیش آئیں تو ہم بھی ان کے ساتھ احترام سے پیش آئیں گے۔

۳: تمام حکومتوں کے ساتھ ایران کی خارجہ پالیسی دو طرفہ احترام پر مبنی ہے اور اس میں سب حکومتیں مساوی ہیں۔

۴: ہم تمام حکومتوں کے ساتھ اگر وہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کریں اور دو طرفہ احترام کی قائل ہوں تو احترام کے ساتھ پیش آئیں گے۔

۵: جو ممالک ہمیں ہڑپ نہیں کرنا چاہتے ان کے ساتھ رابطہ ہونا چاہیئے۔ لیکن جو ممالک تعلقات

کے بہانے ہمیں خود سے منسلک کرنا چاہتے ہیں ان کے ساتھ رابطہ ضروری نہیں۔ ان کے معاملہ میں احتیاط سے کام لیا جائے۔

۶: ہم مظلوم کے حامی ہیں۔ دُنیا کے جس گوشے میں بھی مظلوم ہو ہم اس کے ہمنوا ہیں۔

۷: محروموں اور مظلوموں کو نجات دلانا ہماری ذمہ داری ہے۔

۸: مسلمانوں کا اسلامی فریضہ ہے کہ اگر کوئی مظلوم واقع ہو تو اس کی مدد کرنی چاہیئے۔

۹: ہمارا فریضہ ہے کہ مظلوموں کے حامی اور ظالموں کے دشمن رہیں۔

۱۰: ہم ایسے معاملہ کے خلاف ہیں جس سے مسلمانوں کے مفادات کو نقصان پہونچتا ہو۔

۱۱: جب ہم ملّت کے خدمت گزار ہوں گے تو ملّت بھی ہماری حامی ہوگی۔ ایسی صورت میں غیروں کی حریصانہ اُمیدیں خاک میں مل جائیں گی۔

۱۲: ملّتوں کے ساتھ ہماری کوئی دشمنی نہیں۔ جو حکومتیں ظالم ہیں، چاہے انھوں نے ہم پر ظلم کیا ہو یا ہمارے مسلمان بھائیوں پر ظلم کیا ہو یا کر رہی ہوں ہم ان کے دشمن ہیں۔

۱۳: ہم یہ ہرگز نہیں چاہیں گے کہ کوئی حکومت اقتصادی سمجھوتے کو سیاسی نفوذ پیدا کرنے اور اپنے استعماری اغراض کو ہم پر ٹھونسنے کا ذریعہ بنائے۔

۱۴: اب دُنیا کی حالت ایسی ہو چکی ہے کہ وہ قبول نہیں کر سکتی کہ سب غلام رہیں اور فقط چند افراد آقا رہیں۔

۱۵: ہم دوسرے تمام مُلکوں کے ساتھ روابط کے ذیل میں جس طرح خود ظلم کو برداشت نہیں کریں

گے اسی طرح کسی پر ظلم نہیں کریں گے۔

۱۶: ایک ایسی قوم جس نے بین الاقوامی لٹیروں کے چنگل سے آزاد ہونے کی خاطر قیام کیا ہو، اس کا ایک جہانخوار لٹیرے سے رابطہ رکھنا، ہمیشہ اس مظلوم قوم کے نقصان اور لٹیرے کے فائدے میں ہوتا ہے۔

۱۷: جو مُلک بھی ظلم کرنا چاہے ہم اس کے مخالف ہیں چاہے مشرق میں ہو یا مغرب میں۔

۱۸: آج ایران ہی ایک ایسا مُلک ہے جو کسی سے وابستہ نہیں۔ کوئی دوسرا ایسا مُلک آپ تلاش نہیں کر پائیں گے جو صحیح معنوں میں غیر وابستہ ہو۔

۱۹: جو شخص جس عہدہ پر رہ کر بھی مشرق یا مغرب کے ساتھ سازش کرنے کا خیال رکھتا ہو فوراً بغیر کسی رو رعایت کے اس کو صفحۂ ہستی سے نابود کیجیے۔

۲۰: اسلام اور حزب اللہ کا دفاع جمہوری اسلامی کی سیاست کا ناقابل تنسیخ اصول ہے۔

۲۱: ہم تمام مسلمانوں سے اپنا حساب الگ نہیں رکھ سکتے۔

۲۲: مسلمانوں کی مشکلیں دور کرنے کی کوشش کرنا، واجب واجبات میں سے ہے۔

۲۳: مسلمانوں کے کام آنا اسلام کے اہم ترین فرائض میں سے ہے۔

۲۴: ہمیں قوی اُمید ہے کہ مُسلمان ملتیں مستقبل قریب میں استعماریوں پر غالب آجائیں گی۔ اور مناسب موقع پر انشاء اللہ ہم کسی قسم کی فداکاری سے دریغ نہیں کریں گے۔

۲۵: ہماری حکومت، خود مختار حکومت ہے۔ اور اگر دوسرے ممالک ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کریں تو ہم ان کے ساتھ دوستانہ رابطہ رکھیں گے۔

وزارتِ خارجہ اور سفارتخانے

۱: وزارتِ خارجہ واحد ایسی وزارت ہے کہ اگر وہ اسلامی ہو تو باہر کی دُنیا کو ہمارے اسلامی وجود سے آشنا کر سکتی ہے۔

۲: یہ وزارتخانہ دوسرے تمام وزارتخانوں سے زیادہ حسّاس ہے اس لئے کہ اس کا سروکار دُنیا کے تمام ممالک سے ہے۔

۳: باہر کی دُنیا سے سروکار رکھنے کی بنا پر وزارتِ خارجہ کی ذمّہ داری نہایت سنگین ہے۔ لہٰذا کوشش کیجئے کہ بقدرِ امکان اپنے سفارتخانوں کو اسلام کی سربلندی، رُشد اور ترقی کی راہ پر لگائیے۔

۴: جب لوگ ہمارے سفارتخانوں میں آئیں تو وہ ایران کی حالت کو دیکھیں، نہ امریکہ، فرانس اور دوسرے ملکوں کی حالت کو!

۵: اگر سفارتخانہ کے افراد، خود سفارت کی حالت، ان کے چلانے کی کیفیت اور سفارتخانوں میں دوسروں سے برتاؤ۔ جمہوری اسلامی سے میل نہ کھاتا ہو تو ان کا نہ ہونا، ہونے سے بہتر ہے۔

۶: ہمارے سفارتخانوں کو تبلیغات کا مرکز ہونا چاہیئے۔

۷: ملک سے باہر جمہوری اسلامی کے نمائندوں کو اسلامی نظام کے مطابق رہنا چاہیئے۔

مسلمان ملکوں کی حکومتیں

۱: اسلامی حکومتوں کی بدبختی اوران کی تقدیر میں دوسروں کی مداخلت ہے۔

۲: اس علاقہ کی حکومتیں جان لیں کہ مشکل کے وقت، امریکہ یا کوئی اور طاقت ان کی حمایت نہیں کرے گی۔

۳: میں بیس سال سے زیادہ عرصہ سے اپنی تقریروں اور گفتگوؤں کے ذریعہ ان حکام کو نصیحت کررہا ہوں کہ ان معمولی قسم کے چھوٹے اختلافات کو چھوڑ دیں اور اسلام اور اس کے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ ہمفکری اور اتحاد کا مظاہرہ کریں۔

۴: اسلام کی مشکل (نام نہاد) اسلامی حکومتیں ہیں۔ ملتیں نہیں۔

بیت المقدس اور فلسطین

۱: بیت المقدس مسلمانوں کی جاگیر اوران کا قبلہ اوّل ہے۔

۲: سب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اسرائیل کو وجود میں لانے سے سپر طاقتوں کا مقصد صرف فلسطین پر قبضہ کرنا ہی نہیں۔ بلکہ ان کا منصوبہ یہ ہے کہ تمام عرب ممالک کی وہی درگت بنائیں جو فلسطین کی بنائی ہے۔ اللہ کی پناہ۔

۳: آیا رہبران قوم نہیں جانتے اور انھوں نے نہیں دیکھا ہے کہ طاقتور سیاستمداروں اور تاریخی

جنایت کاروں کے ساتھ سیاسی مذاکرات، بیت المقدس، فلسطین اور لبنان کو نجات نہیں دیں گے۔ اور دن بدن ان کی خوئے جنایت وستمگری زیادہ ہی ہوگی۔

۴: ہم مظلوم کے طرف دار ہیں۔ دنیا کے جس گوشے میں بھی مظلوم ہو ہم اس کے حامی ہیں فلسطینی مظلوم ہیں، اسرائیلیوں نے ان پر ظلم کئے ہیں لہٰذا ہم ان (فلسطینیوں) کے طرف دار ہیں۔

۵: ہم فلسطینی بھائیوں اور جنوبی لبنان کے عوام کی غاصب اسرائیل کے مقابلہ میں جنگ کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔

۶: ایران کی ملّتِ مسلمان اور کوئی بھی مُسلمان، اور کوئی بھی آزاد منش انسان، اسرائیل کو تسلیم نہیں کرتا۔ اور ہم ہمیشہ فلسطینیوں اور عرب بھائیوں کے حامی رہیں گے۔

۷: ہم سب اُٹھ کھڑے ہوں اور اسرائیل کو نابود کر دیں۔ اور اس کی جگہ فلسطین کی بہادر ملّت کو بٹھائیں۔

۸: "یوم قدس" جو شبِ قدر کے نزدیک ہے۔ لازمی ہے کہ تمام مسلمانوں کے درمیان زندہ ہو اور ان کی بیداری اور ہوشیاری کا ذریعہ بنے۔

۹: دُنیا کے مُسلمان "یومِ قدس" کو تمام مسلمانوں بلکہ تمام مستضعفین کا دن سمجھیں۔

۱۰: یہ "اللہ اکبر" کی صدا ہے۔ یہ ہماری وہی فریاد ہے جس نے ایران میں شاہ کو اور بیت المقدس میں غاصبوں کو نا اُمید کر دیا۔

۱۱: اصولی طور پر یہ تمام مُسلمانوں کی ذمّہ داری ہے کہ بیت المقدس کو آزاد کرائیں اور فساد کے اس جراثیم کا اسلامی ممالک سے قلع قمع کریں۔

۱۲: بیت المقدس کا مسئلہ شخصی مسئلہ نہیں۔ اور کسی ایک ملک سے مخصوص، یا دورِ حاضر کی دُنیا کے مُسلمانوں سے مخصوص نہیں۔ بلکہ گذشتہ، موجودہ اور آئندہ ادوار کے مومنوں اور دُنیا کے موحدوں کے لئے المناک حادثہ ہے۔

۱۳: "بیت المقدس" کا تعلق مسلمانوں سے ہے اور اسے ان کے پاس واپس آنا چاہیئے۔

۱۴: "یومِ قدس" اسلام کا دن ہے۔

۱۵: "یومِ قدس" وہ دن ہے جس میں کمزور ملّتوں کی سرنوشت کا فیصلہ ہونا چاہیئے۔

۱۶: "یومِ قدس" ایک عالمی دن ہے۔ یہ دن صرف بیت المقدس سے مخصوص نہیں، بلکہ کمزوروں کے جابروں کے ساتھ مقابلہ کا دن ہے۔

۱۷: "یومِ قدس" وہ دن ہے جس میں اسلام کو زندہ کرنا چاہیئے۔

۱۸: "یومِ قدس" اسلام کی حیاتِ (نو) کا دن ہے۔

۱۹: "یومِ قدس" خدا کے سب سے زیادہ عظمت والے مہینے کے آخری ایام میں سے ہے۔ سزاوار ہے کہ اس میں دُنیا کے تمام مسلمان بڑے شیطانوں اور سُپر طاقتوں کی غلامی اور اسیری سے آزاد ہو کر خدا کی دائمی قدرت سے منسلک ہو جائیں۔

بیت المقدس کی غاصب حکومت (اسرائیل)

۱: میں اسرائیل کے استقلال اور اس کو تسلیم کرنے کے منصوبہ کو مُسلمانوں کے لئے ایک

دردناک حادثہ اور اسلامی حکومتوں کے لئے ایک دھماکہ سمجھتا ہوں۔

۲: اسرائیل غاصب حکومت کے جو منصوبے ہیں۔ ان کی بنا پر وہ اسلام اور مسلمان ملکوں کے لئے عظیم خطرہ ہے۔

۳: میرے بھائیوں اور بہنوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ امریکہ اور اسرائیل اصل اسلام کے دشمن ہیں۔

۴: ایک بڑے اسرائیل کے احمقانہ خواب، ان کو ہر ظلم میں ملوث کر رہے ہیں۔

۵: عرب برادر قومیں اور فلسطینی اور لبنانی بھائی جان لیں کہ ان کی ہر بدبختی کی وجہ اسرائیل اور امریکہ ہیں۔

۶: اسرائیل کی بابت یقین ہے کہ ہم ایک غیر قانونی، غاصب مسلمانوں کے حقوق ہڑپ کرنے والی اور اسلام کی دشمن حکومت کی ہرگز کوئی مدد نہیں کریں گے۔

۷: اسرائیل، اسلام، مسلمین اور تمام بین الاقوامی قوانین کی روشنی میں غاصب اور متجاوز ہے اور اس کے ظلم کا خاتمہ کرنے میں معمولی سی سُستی کو بھی ہم جائز نہیں سمجھتے۔

۸: میں بارہا کہہ چکا ہوں اور آپ نے سُنا ہے کہ اسرائیل ان قراردادوں پر اکتفا نہیں کرے گا۔ وہ نیل سے فرات تک عربوں کی حکومت کو غصبی سمجھتا ہے۔

۹: اسرائیل کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔

۱۰: ہر مسلمان پر لازم ہے کہ خود کو اسرائیل کے مقابلہ کے لئے آمادہ کرلے۔

۱۱: جو لوگ اسرائیل کی حمایت کرتے ہیں وہ جان لیں کہ خطرناک، ڈسنے والے اژدھے کو اپنی حمایت کے ذریعہ قوت پہونچا رہے ہیں۔

۱۲: اسرائیل کی، اس اسلام اور عربوں کے دشمن کی حمایت نہ کیجئے۔ کہ اس مریل اژدھے کا اگر بس چلے تو تمھارے چھوٹے بڑے پر رحم نہیں کرے گا۔

۱۳: دُنیا کے تمام آزادی کے متوالوں پر لازم ہے کہ وہ ملت اسلام کے ہمنوا ہو کر اسرائیل کے انسان سوز مظالم کی مذمت کریں۔

۱۴: ایران، اسرائیل کا سخت ترین دشمن تھا اور ہے۔

۱۵: ہم اسرائیل کو ٹھکرا دیں گے اور اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھیں گے۔ وہ غاصب حکومت ہے اور ہماری دشمن۔

۱۶: میں تمام اسلامی حکومتوں اور دُنیا بھر کے مسلمانوں پر چاہے جہاں کہیں ہوں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ شیعہ قوم اسرائیل اور اس کے ایجنٹوں سے متنفر ہے اور جو حکومتیں اسرائیل کے ساتھ سازش کرتی ہیں ان سے بھی بیزار و متنفر ہیں۔

۱۷: اسرائیل چونکہ غاصب ہے اور مسلمانوں کے ساتھ برسرپیکار ہے لہٰذا ہم اس کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں رکھیں گے۔

۱۸: اسرائیل نے عوام اور عربوں کے حقوق غصب کئے ہیں، ہم اس کی مخالفت کریں گے۔

۱۹: اسرائیل مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار اور ہمارے بھائیوں کی زمینوں کا غاصب ہے۔ ہم اسے تیل نہیں دیں گے۔

۲۰: اسرائیل ہمارا دھتکارا ہوا ہے۔ ہم نہ کبھی اس کے ہاتھ تیل فروخت کریں گے اور نہ اس کو سرکاری طور پر تسلیم کریں گے۔

۲۱: جب تک اسلامی قومیں اور دُنیا کے محروم لوگ بین الاقوامی مُستکبروں اور ان کے چیلوں خصوصاً غاصب اسرائیل کے خلاف قیام نہیں کریں گے ان کے خونخوار ہاتھ اسلامی ممالک سے کوتاہ نہیں ہوں گے۔

۲۲: اسرائیل غاصب ہے اسے چاہیئے کہ فوراً فلسطین کو ترک کر دے۔ راہِ حل صرف یہی ہے کہ فلسطینی بھائی جتنی جلدی ہو سکے اس فتنے کی جڑ کو اُکھاڑ پھینکے اور استعمار کو اس خطّے میں بیخ و بن سے نابود کریں تا کہ علاقہ میں پھر سے امن و امان برقرار ہو۔

۲۳: ایران کی ملّتِ غیور کی ذمہ داری ہے کہ ایران میں امریکہ اور اسرائیل کے مفادات پر یلغار کر کے انھیں زک پہونچائیں۔

۲۴: تیل سے مالامال اسلامی حکومتوں کو چاہیئے کہ تیل اور دوسرے وسائل کو جو ان کے پاس ہیں، اسرائیل اور استعماریوں کے خلاف حربے کے طور پر استعمال کریں۔

۲۵: اسلامی حکومت پر خصوصاً اور تمام مسلمانوں پر عام طور سے لازم ہے کہ فساد کے اس عنصر کو جیسے بھی ممکن ہو نابود کریں۔

۲۶: فساد کا یہ بیج جس کو اسلامی ممالک کے قلب میں بڑی طاقتوں کی حمایت سے بویا گیا ہے اور اس کے فتنہ کی جڑیں ہر روز اسلامی ملکوں کو چیلنج کر رہی ہیں۔ اسلامی ممالک اور بڑی ملتوں کے ذریعہ اس کو نابود کر دیا جانا چاہیئے۔

جنوبی افریقہ

۱: آج افریقہ کے مسلمان اپنی فریاد مظلومیت کی صدا زیادہ سے زیادہ بلند کر رہے ہیں۔

۲: آج ہمارے مسلمان افریقی ممالک امریکہ، غیر ملکیوں اور ان کے نوکروں کے ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔

۳: جنوبی افریقہ جب تک اپنی موجودہ پالیسی کو تبدیل نہیں کرے گا ہم اس کے ساتھ تعلقات استوار نہیں کریں گے اور نہ اسے تیل فروخت کریں گے۔

۴: جنوبی افریقہ کی حکومت، نسل پرست حکومت ہے اور کسی بھی انسانی قدر و قیمت کو کوئی اہمیت نہیں دیتی۔ بنیادی طور پر وہ ایک سفّاک اور ظالم حکومت ہے۔

۵: ہماری فریاد برائت، مسلمان افریقیوں کی فریاد ہے۔ ہمارے ان دینی بہن بھائیوں کی فریاد ہے جو کالے ہونے کے جُرم میں نسل پرست بد تہذیب بد بختوں کے ستم کے تازیانے کھا رہے ہیں۔

مستکبرین اور سُپر طاقتیں

۱: اگر ہم طاقتور ہوئے تو تمام مستکبرین کو نابود کر دیں گے۔

۲: دُنیا میں صُلح و سلامتی اسی وقت ہو سکتی ہے جب مستکبرین نہ رہیں۔ جب تک یہ اقتدار

کے بھو کے بد تہذیب، روئے زمین پر موجود ہیں۔ مستضعفین اپنی میراث تک جو خدائے تبارک و تعالیٰ نے انھیں عنایت فرمائی ہے نہیں پہونچیں گے۔

۳: ہم نے سپر طاقتوں سے جو صدمے اُٹھائے ہیں ان میں کہنا چاہیئے کہ سب سے بڑا صدمہ، شخصیت کا صدمہ تھا۔

۴: آج دُنیا کی سیاسی حالت یہ ہے کہ دُنیا کے تمام ممالک سپر طاقتوں کی سیاست کے زیر اثر ہیں۔

۵: ملتوں کی تمام مصیبتوں کا سبب یہ بڑی طاقتیں ہیں۔

۶: ان جنایت کاروں کا تمام مقصد ایک نقطہ تک پہونچنا ہے اور وہ ہے ایسی طاقت جس سے اپنے مقابل ہر ایک کو دھونس میں رکھنا ہے۔

۷: روشن فکروں کی ذمّہ داری ہے کہ طاقتوں اور سپر طاقتوں کو رسوا کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔

۸: یاد رکھئے کہ یہ طاقتور، فرصت طلب ممالک، جن کی تنہا آرزو، اسلامی اور کمزور ملکوں پر قبضہ کرنا ہے، مشکل کے وقت ان کو تنہا چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کی لغت میں کلمۂ وفا ہے ہی نہیں۔

۹: متحد ہو جائیے اس لئے کہ اتحاد کے سائے میں بڑی طاقتوں کے مقابلہ میں آپ کی کامیابی یقینی ہے۔

۱۰: حق چھین کر لیا جاسکتا ہے۔ اُٹھ کھڑے ہوئیے اور بڑی طاقتوں کو صفحۂ تاریخ اور ہستی

سے مٹا دیجئے۔

۱۱: دُنیا کی بڑی حکومتیں یہ جان لیں کہ اب وہ دور نہیں رہا کہ حکومتوں کی طرح ملتیں بھی ایک ڈانٹ سُن کر پیچھے ہٹ جائیں۔

۱۲: ہمیں سُپر طاقتوں کا کوئی خوف نہیں، اگرچہ اس دور کے انسان کش اسلحہ سے ہمارا ہاتھ خالی ہے لیکن ہمارا ایمانی جذبہ یہ کہتا ہے کہ ہم ہرگز نہ ڈریں اور خوف نہ کھائیں۔

۱۳: مقصد صرف ایک ہے اور وہ ہے بڑی طاقتوں کو شکست دینا۔

۱۴: ہمارا فریضہ ہے کہ بڑی طاقتوں کے مقابلے میں اُٹھ کھڑے ہوں اور ہم اس کو انجام دینے پر قادر بھی ہیں۔

۱۵: ہم ان بڑی طاقتوں سے اس قدر بدظن ہیں کہ اگر وہ کوئی سچی بات بھی کہتے ہیں تو ہمارا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو غافل کرنے کے لئے مصلحتاً انھوں نے یہ کہا ہوگا۔

۱۶: آج ہر طرح کی بڑی طاقتیں اس ملت کے ساتھ اس کے تمام اسلامی امور میں مخالفت کر رہی ہیں۔ ہمیں بیدار اور ہوشیار رہنا چاہیئے کہ ان کا پروپیگنڈہ جنگوں سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

۱۷: استعماری حکومتوں کا اصل مقصد قرآن، اسلام اور علمائے اسلام کو نابود کرنا ہے۔

۱۸: یہ طمانچہ جو بڑی طاقتوں نے ایران سے کھایا ہے، شروع سے آج تک کسی سے نہیں کھایا تھا۔

۱۹: ہمارے لئے مبارک وہ دن ہے۔ جب ہماری ملت اور تمام مستضعف ملتوں کو جہاں خواروں

کے تسلط سے آزادی ملے گی اور تمام ملتیں اپنی تقدیر کا فیصلہ خود کریں گی۔

حکومت امریکہ کی اصلیت

۱: جتنا صدمہ ہم نے امریکہ سے اُٹھایا ہے کسی سے نہیں اُٹھایا۔

۲: امریکی تسلط کمزور ملتوں کے لئے ہر طرح کی بدبختی اپنے ساتھ لاتا ہے۔

۳: امریکہ دُنیا کے محروم اور کمزور عوام کا دشمن نمبر ایک ہے۔

۴: امریکہ کا کہنا ہے کہ اس علاقہ میں ہمارے مفادات ہیں۔ ہمارے علاقہ میں اس کے مفادات کیوں ہوں؟ کیوں آخر مسلمانوں کے منافع امریکہ کے منافع قرار پائیں؟

۵: اسلامی قومیں، غیروں سے عام طور پر اور امریکہ سے خاص طور پر متنفر ہیں۔

۶: دُنیا جان لے کہ ملتِ ایران اور مُسلمان قوموں کو جو مشکل بھی درپیش ہے وہ غیروں کی وجہ سے اور امریکہ کی وجہ سے ہے۔

۷: سب سے اہم اور دردناک مسئلہ جو اسلامی قوموں اور دوسروں کے قبضہ میں موجود غیر اسلامی قوموں کو درپیش ہے۔ وہ امریکہ کا موضوع ہے۔

۸: ہماری تمام مشکلیں امریکہ کی وجہ سے ہیں۔

۹: ہماری ہر مصیبت کے پیچھے امریکہ ہے۔

۱۰: امریکہ آپ کو تیل کی وجہ سے چاہتا ہے، وہ اپنی تجارت کی رونق بڑھانے کے لئے آپ کو چاہتا ہے کہ وہ آپ کا تیل لے جائے اور اس کے بدلے ردی مال آپ کو دے۔

۱۱: اسلام، قرآن کریم اور پیغمبر عظیم الشان کی اصلی دشمن بڑی طاقتیں، خاص کر امریکہ اور اس کی ناجائز اولاد اسرائیل ہے۔

۱۲: اس فطری دہشت گرد امریکہ کی حکومت ایسی حکومت ہے جس نے پوری دُنیا میں آگ لگا رکھی ہے۔ اور اس کا ہم پیمان، صہیونزم جہانی ہے۔ جو اپنے ناپاک مقاصد حاصل کرنے کے لئے ایسے مظالم کا مرتکب ہوتا ہے جن کو لکھنے اور بیان کرنے میں زبان وقلم شرماتے ہیں۔

۱۳: ہماری ہر پریشانی امریکہ اور ہماری ہر مصیبت اسرائیل کی وجہ سے ہے۔

۱۴: امریکہ کا صدر جان لے، کہ ہماری ملّت کے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ نفرت افراد میں سے ہے۔

۱۵: ایرانیوں کے احساسات ملّتِ امریکہ کے خلاف نہیں بلکہ حکومتِ امریکہ کے خلاف ہیں۔

امریکہ سے پیکار

۱: جس قدر بھی ہو سکے امریکہ کے خلاف فریاد بلند کیجئے۔

۲: ہماری تمام ملّت اپنا پہلے نمبر کا دشمن امریکہ کو سمجھتی ہے۔

۳: سرد و گرم ہتھیار یعنی قلم و بیان اور مشین گنوں کا رُخ ایک دوسرے سے موڑ کر انسانیت کے

دشمنوں کو جن میں سرفہرست امریکہ ہے نشانہ بنائیے۔

۴: ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ مسلمان متحد ہو جائیں اور امریکہ کو مُنہ کی کھانے پر مجبور کریں۔ اور جان لیں کہ وہ ایسا کر سکتے ہیں۔

۵: ہم اس فکر میں نہیں کہ امریکہ ہمارے لئے کام کرے۔ ہم امریکہ کو ٹھوکر مارتے ہیں۔

۶: اگر امریکہ کی مخالفت کا مطلب یہ ہے کہ ہم امریکہ کے ساتھ وابستہ نہیں رہنا چاہتے تو بے شک ہم امریکہ کے مخالف ہیں اور اگر امریکہ اس سے خائف ہے تو اس کو خوف زدہ ہونا چاہیئے۔

۷: ہمارا مُشترکہ دشمن اس وقت امریکہ اور اسرائیل جیسے ممالک ہیں جو ہماری حیثیت کو برباد کرنا اور ہم پر دوبارہ ستم ڈھانا چاہتے ہیں۔ اس مشترکہ دشمن کو بھگائیے۔

۸: اس تحریک کی وجہ سے جو صدمہ امریکہ کو پہونچا ہے کسی اور کو نہیں پہونچا۔

۹: ہمارا جُرم یہ ہے کہ ہم امریکہ کے مخالف ہیں۔

۱۰: امریکہ اور صیہونیوں کے ہاتھوں ذلیل ہونے سے بہتر ہے کہ ہم سب ختم ہو جائیں۔

۱۱: اے دُنیا کے مظلومو! چاہے جس طبقے اور جس مُلک سے بھی ہو ہوش میں آجاؤ، اور امریکہ اور دوسری طاقتوں کے شور و غل اور کھوکھلے نعروں سے نہ ڈرو اور ان کے لئے عرصۂ حیات تنگ کر دو۔

۱۲: امریکہ مسلمانوں کے مقابلہ میں خود نمائی نہیں کر سکتا۔

۱۳: امریکہ کوئی غلطی نہیں کرسکتا۔

۱۴: یہ نزاع اور جہاد جو اس وقت کفر اور اسلام کے درمیان ہے یہ نزاع ہمارے اور امریکہ کے درمیان نہیں بلکہ اسلام اور کفر کے درمیان ہے۔

۱۵: اس وقت تمام اسلامی مسائل میں سرفہرست 'امریکہ سے مقابلہ کا مسئلہ ہے۔ اگر آج ہماری طاقتیں بکھر جائیں تو یہ امریکہ کے فائدے میں ہے۔ اس وقت دشمن 'امریکہ ہے۔ ہماری تمام تیاریاں اس دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے ہونا چاہئیں۔

۱۶: ہم مکمل طور پر اس دن خوش نصیب ہوں گے، جس دن مشرقی اور مغربی استعماریوں خاص کر جہان خوار امریکہ کا تسلط مسلمانوں کے اوپر سے ختم ہوگا۔

۱۷: ممکن ہے امریکہ ہمیں شکست دے۔ لیکن ہمارے انقلاب کو شکست نہیں دے سکتا۔ اسی وجہ سے مجھے اپنی کامیابی کا مکمل اطمینان ہے۔ حکومت امریکہ شہادت کے مفہوم سے آگاہ نہیں۔

۱۸: ہمیں یقین ہے کہ اگر ہم اپنے فریضے یعنی امریکہ سے پیکار کو سختی کے ساتھ انجام دیتے رہیں تو ہمارے فرزند کامیابی کا ذائقہ ضرور چکھیں گے۔

امریکہ کے ساتھ تعلقات

۱: امریکہ کے ساتھ ہمارا رابطہ ویسا ہی ہے جیسا ایک مظلوم کا ظالم کے ساتھ اور غارت شدہ کا غارت گر کے ساتھ ہوتا ہے۔

۲: ہمیں امریکہ، روس یا کسی اور حکومت کی کوئی حمایت حاصل نہیں۔

۳: جو لوگ امریکہ کے خواب دیکھتے ہیں خدا انھیں خوابِ غفلت سے بیدار کرے۔

۴: جس روز امریکہ ہماری تعریف کرے اس روز ہمیں سوگ منانا چاہیئے۔

۵: ہم نہیں چاہتے کہ امریکہ ہمارا سرپرست ہو، ہم نہیں چاہتے کہ ہماری ملت کے تمام منافع امریکہ لے جائے۔

۶: اسلامی مملکت کے لئے عار ہے کہ وہ امریکہ کے آگے ہاتھ پھیلائے کہ تم ہمیں روٹی دو۔

۷: ہم امریکہ کے ساتھ تعلقات قائم نہیں کریں گے۔ مگر یہ کہ وہ انسانیت کا ثبوت دے اور ظلم کرنا چھوڑ دے۔

۸: امریکہ اور روس اگر ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کریں اور ہمارے ساتھ اچھے روابط رکھنا چاہیں تو ہم ان کے ساتھ تعلقات قائم کریں گے۔

مغرب اور مغربیّت

۱: ہمیں خود کو یاد کرانا چاہیئے کہ ہمیں ترقی و تمدّن کے قافلہ سے پیچھے رکھنے کے سوائے مغرب کے پاس اور کچھ نہیں۔

۲: ہم مغربی دُنیا کی ترقیوں کو مانتے ہیں۔ لیکن ان کے فساد کو نہیں مانتے جس سے وہ خود فریاد کناں ہیں۔

۳: مغرب کی ترقیاں صرف مادّی ہیں۔ اور وہ دُنیا کو ایک وحشی جنگجو کی صورت میں تبدیل کرتا

چاہتا ہے۔

۴: مغرب کی تربیت انسان کو اپنی انسانیت سے بھی بے بہرہ کر دیتی ہے۔

۵: ہم نے باور کر لیا ہے کہ ہر چیز مغرب میں ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ مغرب میں انسان کو صرف درندہ حیوان بنایا جاتا ہے۔

۶: جب تک ہم مغربیت سے باہر نہ آئیں اور اپنی سوچ کو تبدیل نہ کریں اور خود کو نہ پہچانیں ہم نہ آزاد ہو سکتے ہیں اور نہ ہی کسی چیز کے مالک۔

مشرق زمین

۱: مشرق نے خود کو کھو دیا ہے۔ اسے خود کو تلاش کرنا چاہیئے۔

۲: مشرق کو جاگ جانا چاہیئے اور مغرب سے اپنا حساب کتاب الگ کرنا چاہیے۔ جہاں تک ممکن ہو۔ اگر ممکن ہوتا تو بالکل جُدا کر لیتا۔ اب جبکہ ممکن نہیں تو جس قدر ممکن ہے اتنا الگ کرے کم سے کم اپنی ثقافت کو نجات دلائے۔

کمیونزم

۱: کمیونزم کے آغاز سے لے کر اب تک، اس کے مدعی، دُنیا کی حکومتوں میں سب سے زیادہ استبدادی، لالچی، اقتدار طلب رہے ہیں۔

۲: سب جانتے ہیں کہ اس کے بعد کمیونزم کو دنیا کی سیاسی تاریخ کے عجائب گھروں میں تلاش کیا جانا چاہیئے۔

بین الاقوامی تنظیمیں اور انسانی حقوق

۱: ہم ایسے زمانہ میں ہیں، جب ظالموں کی توبیخ و تادیب کے بجائے تعریف و تائید ہوتی ہے۔

۲: یہ نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیمیں ظالم کی مذمت کرنے کے بجائے مظلوموں کی مذمت کرتی ہیں۔

۳: انسانی حقوق کے نام سے جو ادارے قائم کئے گئے ہیں یہ سب کے سب انسان کو لوٹنے کیلئے ہیں۔

۴: یہ اس قدر ظلم کرتے ہیں۔ ملکوں میں خون کے دریا بہاتے ہیں۔ لیکن دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم انسانی حقوق کو ضائع ہوتے نہیں دیکھ سکتے۔

۵: ہم چاہتے ہیں کہ انسانی حقوق کی قرارداد پر عمل کریں۔ ہم آزاد رہنا چاہتے ہیں اور اپنے ملک کے اندر آزادی اور خود مختاری چاہتے ہیں۔

۶: اس ملت اور ہر ملت کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی تقدیر کا فیصلہ خود کرے۔ یہ انسانی حقوق میں سے ہے جس کا ذکر انسانی حقوق کی قرارداد میں بھی ہے۔

۷: یہ لوگ باتیں انسانی حقوق کے حق میں کرتے ہیں اور عمل اس کے خلاف، اسلام حقوق بشر کا احترام بھی کرتا ہے۔ اور اس پر عمل بھی کرتا ہے۔

چھٹی فصل:

جنگ اور دفاع

۱: خطرے کے وقت وہی ملت سرخرو اور جاوید ہوتی ہے جس کی اکثریت کو جنگی تربیت حاصل ہو۔

۲: ہم مردِ جنگ ہیں۔ مسلمان کے لئے ہتھیار ڈال دینا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔

۳: ہمارے ملک کی جنگیں عقیدتی ہیں اور عقیدے کی راہ میں جہاد، شکست سے دوچار نہیں ہوتا۔

۴: ہمیں چاہیئے کہ پوری طاقت کے ساتھ آگے بڑھیں اور جو لوگ ہم پر ظلم و زیادتی کرنا چاہتے ہیں پوری طاقت کے ساتھ ان سے جنگ کریں۔

۵: ہمارا نعرہ ہے کہ جب تک شرک و کفر ہے جہاد جاری رہے گا اور جب تک جہاد ہے

ہم رہیں گے۔

۶: شیطانی طاقتوں کے مقابلہ میں سختیاں اور مشکلیں اٹھا کے حق کی بات کرنا ہی ایسا معیار ہے جس کے ذریعہ شیخیاں بھگارنے والوں سے خاموشی کے ساتھ عمل کرنے والے' اور آلودہ ریاکاروں سے خالص فداکار الگ کرکے پہچانے جاتے ہیں۔

۷: فوجی طاقت اور نئے ہتھیار، ملتوں کے انقلابی اور پاکیزہ خشم و غضب کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے۔

۸: اگر پاک دامن فوجی سربراہوں کے ہاتھ میں فوج کی کمان ہو تو مُلک کے دشمنوں کے لئے کسی مُلک کا تختہ اُلٹنا یا اس پر قبضہ کرنا ہرگز ممکن نہیں ہوتا۔ اور کبھی اگر ایسا ہو بھی جائے تو وفادار کمانڈروں کے ہاتھوں شکست کھا جاتے ہیں۔

۹: اسلام جب جنگ کر رہا تھا تو اس کی جنگ بھی ملکوں کو فتح کرنے والوں جیسی نہیں تھی کہ کسی مُلک کو فتح کرے۔ بلکہ اسلام چاہتا تھا کہ آدمی بنائے۔

۱۰: صدرِ اسلام کے مجاہدوں کے جہاد اور قربانیوں کا تذکرہ نہ صرف آج بلکہ ہمیشہ کے لئے اسلام کو زندہ رکھے گا۔

۱۱: میدانِ جنگ میں افراد کی کمی اور شہادت سے نہ ڈریئے۔ جس قدر انسان کا مقصد اور ہدف عظیم ہوتا ہے اسی قدر اس کو زحمت بھی اُٹھانا چاہیئے۔

۱۲: جس مذہب میں جنگ نہ ہو وہ ناقص ہے۔

۱۳: ہمیں اس سے نہ ڈرائیے کہ ہم فوجی لائیں گے۔ ہم آپ کے فوجیوں کو دفن کر دیں گے۔

۱۴: ہم اپنے پیارے وطن کے لئے، سرزمینِ ایران کے آخری جنگجو کی شہادت تک لڑتے رہیں گے اور ہماری کامیابی یقینی ہے۔

۱۵: جو لوگ یہ سوچتے ہیں کہ دُنیا کے مستضعفوں اور محروموں کی آزادی و استقلال کی خاطر جہاد کرنا، سرمایہ داری اور طلب رفاہ کے ساتھ منافات نہیں رکھتا۔ وہ جہاد کی الف ب سے بھی واقف نہیں۔

۱۶: خدا نے ہم پر فرض کیا ہے کہ اسلام اور ملّتِ اسلام کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کریں۔

۱۷: ہم تادم مرگ مقابلہ کریں گے۔

۱۸: ہمارا فرض یہ ہے کہ ظلم کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں۔

۱۹: اسلامی مملکت اور مسلمانوں کے ناموس کا دفاع خدا کی طرف سے واجب شرعی ہے۔ جو ہم سب پر واجب ہے۔

۲۰: دفاع بھی انسان کا وہ مانا ہوا حق ہے جس کے اسلام اور غیر اسلام دونوں قائل ہیں۔

۲۱: ہوشیار رہئے اور دشمن کو فرسودہ اور کمزور نہ سمجھئے۔

۲۲: خدا پر بھروسہ رکھتے ہوئے، سلاح اور صلاح دونوں سے آراستہ ہو جائیے کہ خدائے عظیم آپ کے ساتھ ہے۔

عراق کی ایران پر مُسلّط کردہ جنگ

۱: ہم نے جنگ میں جہانخواروں کی شیطنت کو بے نقاب کر دیا۔

۲: ہم جنگ میں اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ ہمیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا چاہیئے۔

۳: ہم جنگ میں اپنی کارکردگی سے ایک لمحہ کے لئے ندامت و پشیمانی کا شکار نہیں ہوئے۔

۴: ہم نے فرض ادا کرنے کے لئے جنگ کی ہے اور نتیجہ اس کی فرع تھا۔

۵: ہم نے جنگ میں اپنی مظلومیت اور ہم پر زیادتی کرنے والوں کے ظلم و ستم کو ثابت کر دیا ہے۔

۶: ہم نے جنگ کے دوران اپنے انقلاب کو دُنیا میں برآمد کیا ہے۔

۷: یہ جنگ، اقتصادی بائیکاٹ، اور بیرونی ماہرین کو نکال باہر کرنا، خدائی تحفہ تھا جس سے ہم بے خبر تھے۔

۸: ہم نے جنگ میں اپنے اسلامی انقلاب کے شجر پر ثمر کی جڑوں کو مضبوط کیا ہے۔

۹: دفاع ہر مسلمان اور ہر انسان پر واجب ہے۔ اور ہم نے حکم خدا کے بموجب اپنا اور اسلام کا دفاع کیا ہے۔

۱۰: جنگ باوجودیکہ ناگوار تھی اور اس نے ہمارے شہروں کو اُجاڑ دیا لیکن اس کی برکتیں بھی تھیں

جن میں سے ایک یہ کہ دُنیا اسلام سے آگاہ ہوگئی۔

۱۱: ہماری جنگ سبب بنی کہ دُنیا کے تمام فاسد نظاموں کے سربراہ اسلام کے مقابلہ میں ذلت محسوس کریں۔

۱۲: ہماری جنگ فقیری اور امیری کی جنگ تھی۔ ہماری جنگ ایمان اور کمینگی کی جنگ تھی۔ یہ جنگ آدم سے لے کر قیامت تک رہے گی۔

مُسلح طاقتیں

الف: روابط وضوابط

۱: ہماری انتظامیہ، فوج اور سپاہ پاسداران، خدائی طاقت سے سرشار ہیں۔ ان کا ہتھیار صرف "اللہ اکبر" ہے۔ اور دُنیا میں کوئی ہتھیار اس ہتھیار کے مقابلہ کا نہیں۔

۲: ہماری آرمی، سپاہ، رضاکار اور تمام فوجی اور انتظامی طاقتیں، ان اولیاء کی پیرو ہیں جنھوں نے اپنا سب کچھ مقصد اور عقیدہ کی راہ میں قربان کر دیا اور اسلام اور اس کے عظیم ماننے والوں کے لئے سرمایۂ شرف و افتخار بن گئے۔

۳: آپ، فوجی، پاسدار، رضاکار، سپاہی، انتظامیہ اور تمام عوامی طاقتیں مُسلح رہیئے اور آپ تمام حضرات جو اپنی جانیں اسلام اور ایران کے لئے داؤ پر لگائے ہوئے ہیں، ہوشیار رہیئے کہ اسلام کو اپنی ہر حرکت کا معیار قرار دیجئے۔

۴: اچھے اخلاق کی جتنی ضرورت، فوج، سپاہ اور دوسری مسلح تنظیموں (۵۴) میں ہے شاید دوسری جگہ

اتنی ضرورت نہ ہو۔

۵: وہ پاسدار اور فوجی جو اپنے مورچہ میں نماز شب پڑھتا ہے وہ شیر کے مانند مقابلہ کرتا ہے۔

۶: سربازی اور پاسداری کے ضابطوں کی پابندی نہ کرنا مسلح طاقتوں کو کمزور بنانے کا موجب ہے۔

۷: ایک کمانڈر کی اطاعت، جو اسلام کا کمانڈر ہے اسلام میں واجب ہے اور اس کی مخالفت حرام ہے۔

۸: فوج میں اگر نظم وضبط نہ ہو تو وہ فوج نہیں ہوتا۔

۹: تمام مسلح تنظیمیں چاہے وہ فوجی ہوں یا انتظامی، پاسدار ہوں یا رضا کاریاں ان کے علاوہ کسی پارٹی اور گروہ میں شامل نہ ہوں، خود کو سیاسی کھلواڑے محفوظ رکھیں۔

۱۰: جو شخص کسی پارٹی یا گروہ میں شامل ہوا سے فوج، سپاہ اور دوسری فوجی اور انتظامی مسلح تنظیموں سے خارج ہونا چاہیئے۔

۱۱: آپ کوشش کیجئے کہ سیاست سپاہ میں شامل نہ ہو۔ اگر سیاسی افکار سپاہ میں شامل ہو گئے تو اس کی فوجی صلاحیتیں ختم ہو جائیں گی۔

۱۲: میں فوجی سربراہوں کو یہ حکم دیتا ہوں کہ فوج میں سیاسی مسائل بیان نہ کئے جائیں۔

۱۳: سیاسی امور میں مداخلت کرنا فوجی حیثیت کو ختم کرنا ہے۔

۱۴: فوج کو چاہیئے کہ ملک کی آزادی اور امن وامان کی پاسداری کرے۔

ب: بسیج (رضا کار)

۱: بسیج خدا کا مخلص لشکر ہے۔

۲: بسیج پابرہنہ لوگوں کی میعادگاہ اور پاکیزہ اسلامی افکار کی معراج ہے جس کے تربیت شدگان کا نام ونشان بے نامی اور گمنامی میں ہے۔

۳: بسیج شجرۂ طیبہ اور ایک تناور شجر بر ثمر ہے جس کی شاخیں بہار وصال کی خوشبو یقین کی سرمستی اور حدیثِ عشق کی نوید دیتی ہیں۔

۴: بسیج مدرسۂ عشق اور گمنام شہیدوں اور شاہدوں کا مکتب ہے۔ جس کے پیروکاروں نے اس کے بلند وبالا گلدستہ پر شہادت و رشادت کی اذان کہی ہے۔

۵: میں آپ آزادی کے ہراول دستوں کے ایک ایک فرد کا ہاتھ چومتا ہوں، اور میں جانتا ہوں کہ اگر نظام اسلامی کے حکام آپ سے غافل ہو جائیں گے تو دوزخِ الہٰی کی آگ میں جلیں گے۔

۶: حقیقت میں اگر خلوص، فداکاری، ایثار اور حق تعالیٰ کی ذاتِ مقدس اور اسلام سے عشق کا کامل مصداق پیش کرنا چاہیں تو بسیج اور بسیجیوں سے بڑھ کر اور کون ہوگا؟

۷: نظام جمہوری اسلامی ایران میں بسیج کی تشکیل، ایران کے اسلامی انقلاب اور ملتِ عزیز پر خدا کا ظاہری لطف تھا اور اس کی عنایت تھی۔

۸: مجھے اُمید ہے کہ یہ عوامی اسلامی رضاکار، دُنیا کی مسلمان ملتوں اور مستضعفین جہاں کے لئے نمونۂ عمل ہوں گے اور پندرھویں صدی کے بڑے بتوں کو توڑنے اور شرک والحاد کی جگہ اسلام اور توحید کے جاگزیں ہونے اور ظلم و بیداد کی جگہ عدل و انصاف کے برقرار ہونے اور بد تہذیب آدمخوروں کی جگہ وفادار انسانوں کے بیٹھنے کی صدی ہوگی۔

ج: سپاہ پاسداران

۱: سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی حقیقت میں ہمارے الٰہی نظام کے اقتدار کا سب سے بڑا دفاعی مورچہ تھے اور رہیں گے۔

۲: اے کاش میں بھی ایک پاسدار ہوتا۔

۳: آپ میدانِ جنگ میں اس عظیم ملّت کی مظلومیت اور نیکنامیوں کا مجسّم آئینہ اور انقلاب کی مصوّر تاریخ ہیں۔

۴: تین شعبان المعظم (۴۶) کا مبارک دن، یوم پاسدار ہے۔ اور وہ دن ہے جب، اسلام کی معنویت اور مکتبِ الٰہی کی پاسداری کا ذریعہ ہاتھ آیا اور اس عظیم پاسدار کے تولّد کا دن ہے جس نے اپنے اور اپنے فرزندوں اور دوستوں کے خون سے مکتبِ اسلام کو زندہ کیا۔

۵: اے پاسداران عزیز! اے سپاہیان اسلام! آپ جہاں کہیں بھی ہوں خود اپنی پاسداری بھی کیجئے تاکہ اپنے نفس پر کامیابی حاصل کرنے کے بعد تمام شیطانوں پر فتح حاصل کر سکیں۔

۶: پاسدارانِ اسلام پر خدا کی رحمت ہو جنھوں نے اپنے خون دے کر اور طاقتور ہاتھوں سے انقلابِ اسلامی کو کامیاب بنایا۔

۷: اگر سپاہ والے نہ ہوتے تو مُلک بھی نہ ہوتا۔

۸: میں سپاہ پاسداران کی بہت عزت اور احترام کرتا ہوں۔ میری نظریں آپ پر لگی ہیں۔ آپ کے ماضی میں اسلام کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

۹: میں پاسداروں سے راضی ہوں اور کبھی بھی میری نگاہیں ان سے نہیں پھریں گی۔

۱۰: آپ ان زندہ دل کمانڈروں اور سربراہوں کی یادگار اور ان کے مورچہ نشین رہے ہیں جو آج محضرِ حق کی قرارگاہ میں پناہ لے چکے ہیں۔

د: فوج

۱: فوج اور ملّت ایک دوسرے سے جُدا نہیں۔

۲: ہماری فوج ہم میں سے ہے اور ہم فوج میں سے ہیں۔

۳: ہماری فوج ہمارے مُلک کے استقلال کی ضامن ہے۔

۴: ہماری فوج ہماری ملّت کا سہارا ہے۔

۵: جس طرح ملّت فوج کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح فوج بھی ملّت کے بغیر نہیں جی سکتی۔

۶: مبارک اور آفرین ہو اس فوج کے لئے جس نے اپنے ہمیشہ کی طرح بلند ارادے کے ذریعہ

طاغوت کی بندگی کا حصار توڑ دیا۔

۷: ایران میں بھی جو اس زمانہ کا معجزہ ملّت نے دکھایا اس میں دیندار فوجیوں اور محبِّ وطن پاک نیّت رکھنے والے کمانڈروں کا بڑا حصّہ رہا ہے۔

۸: اسلام کے پابند تمام فوجیوں پر خدا کی رحمت ہو جنھوں نے ایران کے مقدس انقلاب کا ساتھ دے کر اور ملّتِ عزیز کا سہارا بن کر کاخِ ستمگر کو مسمار کر دیا۔

۹: فوج اسی وقت اپنے استقلال اور افتخار کو بچائے رکھ سکتی ہے جب اس کو اپنے وجود کا احساس ہو نہ یہ کہ باہر سے دوسروں کے گماشتے آئیں اور آکر فوج کا نظم و نسق چلائیں۔

۱۰: فوج ایک ملک کی بنیاد اور اس کی محافظ ہوا کرتی ہے۔ اگر فوج اور اس کے افکار اسلامی ہو جائیں تو مُلک کو کمالِ مطلوب تک پہونچا سکتے ہیں۔

۱۱: اگر حفظِ مراتب کا اہتمام نہ ہو تو فوج کمزور ہو جائے گی اور اگر خدانخواستہ فوج کمزور ہو جائے تو ہمارا ملک کمزور ہو جائے گا۔

۱۲: اگر فوج کی اصلاح ہو جائے تو ملک کا استقلال محفوظ ہو جاتا ہے۔ لیکن خدانخواستہ اگر فوج میں خرابی ہو تو مُلک کا استقلال خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

۱۳: فوج کسی ملک کے استقلال کی بنیاد اور رُکن ہوا کرتی ہے۔

جہاد سازندگی (۴۶)

۱: جہاد سازندگی، ان مورچے بنانے والوں کی پے درپے زحمتیں جو خود بغیر مورچوں کے تھے، ہمارے اس مقدس دفاع کے دوران، ان مسائل میں سے ہے جن کو الفاظ کے قالب میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

۲: اسلام اور عوام کی خدمت میں جہاد کے عشق نے دین اور عوام کی خدمت کے عاشقوں کی چشم دل روشن کر دی ہے۔

۳: میری آپ سے خواہش ہے کہ جہاد سازندگی کے ضمن میں جہادِ نفس بھی کیجیے۔

تیسرا حصّہ

پہلی فصل:

انسان شناسی

۱: انسان تمام موجوداتِ عالم کا خلاصہ ہے۔

۲: باری تعالیٰ کے موجودات و مخلوقات کے تمام طبقوں میں انسان ایک عجیب و غریب موجود ہے، جس کے مانند کوئی اور موجود نہیں۔ ایک عجوبہ ہے، جس سے ایک خدائی و ملکوتی موجود بھی بنتا ہے اور ایک جہنّمی اور شیطانی موجود بھی!

۳: انسان ایک ایسا عجوبہ ہے جس کے دونوں پہلو لامحدود ہیں۔ سعادت بھی غیر محدود ہے اور شقاوت بھی!

۴: انسان کے لئے تمام خطروں کا آغاز انسان ہی سے ہوتا ہے۔ اس کی اصلاح کا آغاز بھی اسی سے ہونا چاہئے۔

۵: ہر اصلاح کا نقطۂ آغاز خود انسان ہے۔

۶: انسان صحیح ہو جائے تو ہر چیز صحیح ہو جاتی ہے۔

۷: پروردگار کا سیدھا راستہ ہی انسان کو نقص سے کمال تک پہونچا سکتا ہے۔

۸: انسان آخر عمر تک کسی وقت بھی شیطان اور نفس کے شر سے محفوظ نہیں۔

۹: کبھی بلاو مصیبت انسان کے لئے نعمت ہوتی ہے، کبھی نعمت مصیبت بن جاتی ہے۔

۱۰: روٹی کپڑا اور مکان معیار نہیں۔ بہترین چیز، انسان کی شرافت ہے۔

۱۱: انسان کی شرافت اس میں ہے کہ ظلم کا مقابلہ ڈٹ کر کرے۔

۱۲: آیا عزت، شرافت اور انسانی قدر و قیمت، وہ بیش قیمت جواہر نہیں کہ جن کی حفاظت کی خاطر اس مکتبِ تشیع کے اسلاف نے اپنی اور اپنے دوستوں کی زندگیوں کو وقف کر دیا۔

۱۳: سب سے بڑی چیز کہ اگر وہ انسان کے پاس ہو تو انسان بڑا با کمال ہوتا ہے یہ ہے کہ انسان حق کو حق کی خاطر چاہے۔

۱۴: جب اپنے اشتباہ اور غلطی کا احساس ہو جائے تو اس سے منصرف ہو جایئے اور غلطی کا اقرار کر لیجئے۔ اس لئے کہ یہ انسان کا کمال ہے۔

۱۵: انسانِ کامل وہ ہے کہ جو فعل اس سے سرزد ہو اگر غلط ہو تو اس کو درست کرنے کی فکر کرے اور غلطی کا اقرار کرنے سے نہ ہچکچائے۔

۱۶: انسان جب تک مشین گن، توپ اور ٹینک کے سائے میں زندگی گذارنا چاہے گا انسان

نہیں بن سکتا اور مقاصد حاصل نہیں کر سکتا۔

۱۷: بشری ڈھانچے کی فطرت وطبیعت یہ ہے کہ جس قدر ظلم وستم اور بے عدالتی کسی معاشرے اور ملّت میں زیادہ ہو اسی قدر اس ملّت کی قوتِ مقاومت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۱۸: جنگ میں تعداد کی کوئی حیثیت نہیں، بلکہ انسان کی فکری توانائی کی حیثیت ہے۔

تہذیب وتمدّن

۱: صحیح ثقافت سے ملتوں کی ساخت وتعمیر ہوتی ہے۔

۲: کلچر ہی ملت کی تمام خوش بختیوں اور بدبختیوں کی جڑ ہے۔

۳: اگر کلچر ٹھیک ہو جائے تو مُلک کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

۴: اگر کلچر صحیح ہو تو جوانوں کی تربیت صحیح ہوگی۔

۵: اگر فرہنگی اور تعلیمی مشکلات کو مُلک کی مصلحتوں کے تقاضے کے مطابق حل کیا جائے تو مسائل آسانی سے حل ہو جائیں گے۔

۶: بنیادی طور پر ہر معاشرے کا کلچر ہی اس معاشرے کی ماہیت اور وجود کو تشکیل دیتا ہے۔ کلچر خراب ہونے کی صورت میں چاہے معاشرہ، سیاسی، اقتصادی، صنعتی اور فوجی لحاظ سے طاقت ور اور قوی ہی کیوں نہ ہو پھر بھی وہ معاشرہ بے کار اور اندر سے کھوکھلا ہوتا ہے۔

۷: اگر ہم کلچر کے لحاظ سے وابستہ ہوں تو اس کے ساتھ اقتصادی اعتبار سے بھی وابستہ ہوں گے اور پھر سیاسی اجتماعی اور ہر طرح کی وابستگی کا سامنا ہوگا۔

۸: تمام اصلاحات سے پہلے کلچر کی اصلاح کرنا اور ہمارے جوانوں کو مغرب کے ساتھ وابستگی سے نجات دلانا ہے۔

۹: جتنا نقصان ایران کو انگلستان سے واپس آنے والے متفکرین اور متجددین کے ہاتھوں اٹھانا پڑا ہے کسی اور کے ہاتھوں نہیں اُٹھایا۔

۱۰: زبردست افسوس کی بات ہے کہ ہمارا مُلک جس کے پاس اسلامی حقوق، اسلامی عدالت اور اسلامی کلچر موجود ہے اس نے اس کلچر اور ان حقوق کو پس پشت ڈال کر مغرب کی تقلید شروع کر رکھی ہے۔

۱۱: جب تک اس استعماری فکر و دماغ کو نکال کر اس کی جگہ استقلالی دماغ نہ رکھ دیں۔ ہم اس مُلک کی حکومت نہیں چلا سکتے۔

۱۲: استعماری کلچر، استعماری جوان مُلک کے حوالے کرے گا۔

۱۳: ثقافت خراب ہونے کی صورت میں مُلک خرابی کی راہ پر چل پڑتا ہے۔

۱۴: کسی مُلک کی اصلاح کا راستہ اسکی ثقافت کی اصلاح ہے۔ اصلاح کا کام کلچر سے شروع کیا جائے۔

۱۵: کسی بھی معاشرے کے استقلال اور وجود کا سرچشمہ اس کے کلچر کا مستقل ہونا ہے۔

۱۶: ہم تمدن کے مخالف نہیں۔ ہم درآمد شُدہ تمدن کے مخالف ہیں۔ اس درآمد شدہ تمدن

نے ہی ہماری یہ درگت بنائی ہے۔

۱۷: ہم ایسے تمدّن کے خواہاں ہیں جو انسانیت اور شرافت کی بنیادوں پر استوار ہو۔

تاریخ

۱: تاریخ انسان کی معلّم ہے۔

۲: تاریخ کو نمونۂ عمل بنایا جانا چاہیئے۔

۳: ہماری ملّت نے تاریخ کا نقشہ بدل دیا اور اس کی راہ کو تبدیل کر دیا۔

۴: اگر روحانی، ملّت، علماء، خطباء، مصنفین اور متدین روشن فکر حضرات سستی دکھائیں اور ابتدائے مشروطیت کے واقعات سے عبرت حاصل نہ کریں تو اس انقلاب کا بھی وہی حشر ہوگا جو انقلاب مشروطیت کا ہوا تھا۔

۵: ہمیشہ مورخین نے انقلابات کے مقاصد کو اپنے ذاتی یا اپنے آقاؤں کے اغراض کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھایا ہے۔

۶: معزول شدہ شاہ کے مظالم ایسے نہیں کہ ملّت انھیں فراموش کر دے یا ان کو فراموش کیا جا سکے۔

۷: ایران کی شاہنشاہی نے آغاز سے اب تک تاریخ کے چہرے کو سیاہ کیا ہے۔

۸: تاریخ آئندہ نسلوں کے لئے راستے ہموار کرتی ہے۔

تبلیغات

۱: جان لیجئے کہ تبلیغات سب سے زیادہ ضروری ہیں۔

۲: آج دُنیا کا سارا نظام پروپیگنڈے کے سہارے چل رہا ہے۔

۳: یاد رکھیے کہ سب سے بڑی چیز جو اس انقلاب ایران کو بار آور اور ایران سے برآمد کر سکتی ہے وہ تبلیغات ہیں، صحیح تبلیغات!

۴: تبلیغات کو مضبوط بنانا اور وسعت دینا، خاص کر مُلک سے باہر، اہم امور میں سے ہے۔

۵: تبلیغات ایک اہم مسئلہ ہے۔ جو دُنیا میں کہا جا سکتا ہے کہ تمام مسائل میں سرفہرست ہے۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کا نظام تبلیغات کے دوش پر رواں دواں ہے۔

۶: مغرب والے، یعنی ماضی میں انگلستان، بعد میں امریکہ اور دوسرے تمام طاقتور ممالک، اس کوشش میں رہے ہیں کہ اپنی وسیع تبلیغات کے ذریعے کمزور ممالک کو یہ باور کرائیں کہ وہ ضعیف و ناتواں ہیں۔

۷: وزارتِ ارشاد کو ہر زمانہ میں اور خاص کر اس زمانہ میں جو اہم دور ہے میری وصیت یہ ہے کہ باطل کے مقابلہ میں حق کی تبلیغ اور جمہوری اسلامی کا حقیقی چہرہ نمایاں کرنے کی کوشش کرے۔

۸: جو تبلیغات، مقالے، تقریریں، کتابیں اور رسالے، اسلام، عفتِ عمومی اور مُلکی مفادات کے

برخلاف ہوں وہ حرام ہیں اور ہم سب پر اور تمام مسلمانوں پر ان کی روک تھام کرنا واجب ہے۔

۹: صحیح تبلیغات کے ذریعے اسلام کو صحیح معنوں میں دنیا کے سامنے پیش کیجئے۔

ذرائع ابلاغ

۱: تمام ذرائع ابلاغ ملک کے مربّی ہوتے ہیں۔ انھیں ملک کی تربیت کرنا چاہیے۔

۲: آج ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا کام تمام ذرائع ابلاغ سے زیادہ ہے۔

۳: ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو ہمارے جوانوں اور ملک کی تربیت کا کردار ادا کرنا چاہیے۔

۴: ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا فریضہ ہے کہ صرف وہ خبریں نقل کریں جن کا صحیح ہونا سو فیصد یقینی ہو۔ ذہنوں میں تشویش اور بے چینی پیدا کرنے کے لئے غیر موثق ذرائع سے خبریں نقل نہ کریں۔

۵: ہم ریڈیو کے خلاف نہیں۔ ہم بدکاری کے خلاف ہیں۔ ہم ٹیلی ویژن کے مخالف نہیں، بلکہ ہم اس چیز کے مخالف ہیں جو غیروں کی خدمت میں ہو، ہمارے جوانوں کو پسماندہ رکھے اور انسانی توانائی کے اتلاف کی باعث ہو۔

۶: ٹیلی ویژن کو چاہیے کہ نیک راستہ دکھائے۔ ریڈیو کو تبلیغ کے لئے استعمال کیا جائے۔ اخباروں کے ذریعہ ہدایت کی جائے۔ اخبارات میں ایسی چیزیں نہ لکھی جائیں جن سے لوگوں میں ہیجان اور گمراہی پیدا ہو۔

۷: نیوز ایجنسیوں میں اہم چیز خبروں کی کیفیت ہے۔ اس لئے کہ جو نیوز ایجنسی بھی سچائی سے نزدیک خبریں دے گی۔ انسان میں اس کی خبریں سننے کا شوق زیادہ ہوگا۔

۸: حقیقت تو یہ ہے کہ جتنا بے چارے ناداروں کا ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر حق ہے اتنا ہمارا حق نہیں۔

۹: اخبارات کو مرکز ہدایت ہونا چاہیئے۔

۱۰: مطبوعات ایک چلتا پھرتا مدرسہ ہوں۔ جو لوگوں کو ہر طرح کے مسائل خاص کر روزمرہ کے مسائل سے آگاہ کریں۔

۱۱: میری نظر میں اخبارات تمام لوگوں کے لئے ہیں اور تمام لوگوں کا ان پر حق ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ بعض اوقات دوسروں کی جگہ چھین لی جاتی ہے۔

۱۲: توجہ رکھیے کہ اگر آپ اپنے مُلک کو اسلامی دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کے مطبوعات کو اسلامی ہونا چاہیئے۔

۱۳: اخبارات کو کسی کے ساتھ دشمنی نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ نصیحت آمیز حالت رکھنی چاہیئے۔

۱۴: اخبارات تیسرے طبقہ کے لوگوں کے ہیں پہلے طبقہ والوں کے نہیں۔ اور یہ بھی نہیں کہ سب کے سب حکومت کے ہوں۔

۱۵: مجلہ کو ملک کی خدمت کے لئے ہونا چاہیئے۔ اور مُلک کی خدمت یہ ہے کہ اس کی تربیت کرے، جوانوں کی تربیت کرے۔ انسان تیار کرے۔ آبرومند انسان بنائے۔ متفکر انسان تیار کرے تاکہ مُلک کے لئے مفید ہوں۔

۱۶: سب سے اونچی خدمت، ہماری افرادی قوّت کو بڑھانا اور ان کی ہدایت کرنا ہے۔ اور یہ ذمّہ داری مطبوعات کی ہے۔ نشریات کی اہمیت اتنی ہی ہے جتنی محاذِ جنگ پر قربان ہونے والی جانوں کی ہے۔

قلم کی رسالت (ذمّہ داریاں)

۱: ایسا قلم مفید ہے جو عوام کو بیدار کرے۔

۲: شہیدوں کو قلم آمادہ کرتے ہیں اور قلم ہی شہید پرور ہیں۔

۳: شہیدوں کا لہو، اگرچہ بہت قیمتی اور تعمیری ہے لیکن قلم اس سے زیادہ تعمیری ہو سکتے ہیں۔

۴: قلم بذاتِ خود ایک ہتھیار ہے۔ لہٰذا اسے صالح اور فاضل شخصیتوں کے ہاتھوں میں ہونا چاہیئے۔

۵: جن اشخاص کے ہاتھوں میں قلم ہے وہ توجہ رکھیں کہ ان کا قلم اور ان کی زبان خُدا کی بارگاہ میں ہے۔

۶: کمرِ ہمّت باندھیے اور اپنے قلم و بیان کو اپنے مُلک و ملّت اور اسلام کی سربلندی کی خاطر کام میں لائیے۔

۷: اگر دُنیا میں قلم خدا اور خلقِ خدا کے لئے کام شروع کر دیں تو مشین گنیں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔

۸: آپ قلم و بیان کے ذریعہ مشین گنوں کو میدان سے ہٹانے کی کوشش کیجئے اور میدان کو قلم، علم اور دانش کے حوالہ کیجئے۔

۹: اگر دُنیا میں قلم، خدا اور خلقِ خدا کی خاطر کام کرنے لگیں تو مشین گنیں خود بخود ختم ہو جائیں گی اور اگر خدا اور اس کی خلق کے لئے کام نہ کریں تو وہی مشین گنیں بھی بناتے ہیں۔

۱۰: اسی شخص کا قلم انسانی قلم ہوتا ہے جو انصاف سے لکھے۔

۱۱: وہی قلم آزاد ہوتا ہے جو سازش کار نہ ہو۔

۱۲: جس قدر بشریت نے صحیح قلم سے فائدہ اُٹھایا ہے کسی اور چیز سے نہیں اُٹھایا۔ اور جس قدر قلم سے اُسے نقصان پہونچا ہے کسی اور چیز سے نہیں پہونچا۔

۱۳: جو حضرات اہلِ قلم اور اہلِ بیان ہیں وہ کوشش کر کے عوام کو متحد بنائیں۔

۱۴: آج آپ کی بڑی خطیر ذمّہ داری وہ قلم ہیں جو آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔

ہنر

۱: اسلامی عرفان کی نظر میں ہنر کا مطلب، انصاف، شرافت و عدالت کی روشن تصویر، اور قدرت و ثروت کے غضب کا شکار ہونے والے بھوکوں کی تلخکامی کو مجسّم کرنا ہے۔

۲: قرآن کی نظر میں صرف وہ ہنر قابلِ قبول ہے جو خالص اسلامِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اسلامِ ائمہ معصومین علیہم السّلام کو صیقل کرے، نیز وہ فن درد مند فقراء کے اسلام، ناداروں

کے اسلام اور تاریخ کے تلخ دور اور شرمناک محرومیتوں کا تازیانہ کھائے ہوئے افراد کے اسلام کو چلا دے۔

۳: ہم ان سینماؤں کے مخالف ہیں جن کے پروگرام ہمارے جوانوں کے اخلاق کو خراب اور اسلامی ثقافت کا ستیاناس کرتے ہوں۔ لیکن ایسے پروگرام جو تربیت کرتے ہوں اور معاشرے کی علمی و اخلاقی صالح تربیت کے لئے مفید ہوں ہم ان کے موافق ہیں۔

۴: ہم سینما کے مخالف نہیں ہیں۔ ہم مرکز فحشا کے مخالف ہیں۔

۵: ہنر اپنی واقعی شکل میں ان انسان نما جونکوں کی تصویر ہے جو اصل اسلامی ثقافت اور عدالت و دوستی کا خون چوسنے میں لذت محسوس کرتے ہیں۔

ورزش

۱: قدیم زمانہ سے ہی ایران کے ورزش پیشہ لوگ یادِ خدا اور حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ رہے ہیں۔ اور یہ ان کی سب سے بڑی خصوصیت رہی ہے۔

۲: میں خود اہلِ ورزش نہیں ہوں لیکن ورزش کرنے والوں کو دوست رکھتا ہوں۔

۳: مجھے اُمید ہے کہ آپ اخلاقی اعتبار سے بھی بہادر ہوں گے۔ اس لئے کہ بحمداللہ ورزش کرنے والوں میں اچھا اخلاق بہت دیکھنے کو ملتا ہے۔

۴: اُمیدوار ہوں کہ ہمارے اچھے پہلوان ہر جگہ سربلند رہیں اور ہر جگہ ایک انسانی اور اسلامی روح اور تہذیب یافتہ نفس کے ساتھ عمل کریں۔ جہاں بھی جائیں، پہلوانی میں دوسروں

پر سبقت لے جانے کے ساتھ اخلاق، آداب اور انسانیت میں بھی سب پر سبقت لے جائیں۔

۵ : انشاء اللہ اہل ورزش جس طرح جسمانی ورزش کرتے ہیں اسی طرح روحانی ورزش بھی کریں گے۔

دوسری فصل:

تعلیم و تربیت

۱: ہر طرح کی اصلاح کا نقطۂ آغاز خود انسان ہے۔ اگر انسان کی تربیت نہ ہو تو وہ دوسروں کی تربیت نہیں کرسکتا۔

۲: اگر انسان صحیح ہو جائے تو دُنیا کی ہر چیز صحیح ہو جائے گی۔

۳: جس قدر یہ انسان یعنی یہ دو پایا حیوان، دُنیا میں فتنے اور فساد کرتا ہے کوئی دوسرا موجود نہیں کرتا۔ اور جتنی زیادہ اس حیوان کو تربیت کی ضرورت ہے کسی دوسرے حیوان کو نہیں۔

۴: جس طرح کہ اپنی اصلاح کرنا ہر شخص اور ہر فرد کا فرض ہے۔ دوسروں کی اصلاح کرنا بھی فرض ہے۔

۵: انبیاؑ پر نازل ہونے والی تمام آسمانی کتابیں اس لئے تھیں کہ اگر یہ موجود خود سر ہو جائے تو

دُنیا کا خطرناک ترین موجود ہے، اس کی تعلیم و تربیت ہو تاکہ یہ دُنیا کا بہترین موجود بن کر تمام خلایق میں افضل ہو جائے۔

۶: عالم ہستی مدرسہ ہے جس میں تعلیم دینے والے انبیأ اور اولیأ ہیں۔

۷: اسلام میں تمام اُمور انسان سازی کا مقدمہ ہیں۔

۸: انسان کی تربیت سے دنیا کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

۹: دُنیا کی بنیاد انسان کی تربیت پر ہے۔

۱۰: تنہا تعلیم مفید نہیں ہوتی۔ بلکہ کبھی نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔

۱۱: مملکت کو بعض اوقات جو نقصانات اُٹھانا پڑتے ہیں وہ غیر تربیت یافتہ متفکرین اور بغیر تربیت کے تعلیمات کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ علم حاصل کرتے ہیں لیکن تقویٰ سے عاری ہوتے ہیں۔

۱۲: غیروں کے ساتھ جہاد کرنے کا سب سے اچھا اور مؤثر طریقہ دین و دُنیا کے علم سے آراستہ ہونا ہے۔ اس مورچہ کو خالی کرنا اور اس ہتھیار کے ڈال دینے کی دعوت دینا، اسلام اور اسلامی ملک کے ساتھ خیانت ہے۔

۱۳: تربیت کیجئے! اھم چیز تربیت ہے، صرف علم کا کوئی فائدہ نہیں، بلکہ تنہا علم مضر ہے۔

۱۴: تزکیہ و تربیت تعلیم سے پہلے ہیں۔

۱۵: کوشش کیجئے کہ جو تعلیم آپ لوگوں کو دے رہے ہیں کسی مقصد کے تحت ہو۔

۱۶: وہ طبقہ جو عوام کی ہدایت کرنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ اس کے اقوال و اعمال میں یکسوئی ہو۔

۱۷: آپ نے جو معلّم کی تربیت کا بیڑا اُٹھایا ہے اور جو شخص بھی یہ کام کر رہا ہے اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ ایک تو یہ خدائی کام ہے۔ خداوند متعال معلّموں کا مربی ہے کہ جو انبیاءؑ ہیں۔ اور دوسرے تزکیہ و تربیت تعلیم سے پہلے ہے۔

۱۸: تعلیم و تربیت میں غفلت اور سہل انگاری سے کام لینا، اسلام جمہوری اسلامی اور ملک و ملت کی ثقافت کی آزادی کے ساتھ خیانت ہے۔ لہٰذا اس سے بچنا چاہیئے۔

۱۹: دُنیا میں سب سے پاکیزہ کام، بچّہ کو جوان کرنا، اور ایک انسان، معاشرے کے حوالہ کرنا ہے۔

۲۰: آج کے ان بچوں سے کل کے انسان اور دانش مند تیار ہوں گے۔

۲۱: کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اب اسے تعلیم و تربیت کی ضرورت نہیں۔ رسولؐ خدا کو بھی آخر تک اس کی ضرورت تھی لیکن ان کی ضرورت خدا پوری کرتا تھا۔ ہم سب تعلیم و تربیت کے محتاج ہیں۔

۲۲: پارلیمنٹ، ملت اور دیندار متفکرین کو چاہیئے کہ اس حقیقت کو تسلیم کریں اور ثقافت کی اصلاح کہ جس میں اسکولوں سے لیکر یونیورسٹی تک کی اصلاح شامل ہے۔ سنجیدگی سے کریں اور پوری طاقت کے ساتھ گمراہی کے راستے میں چٹان بن جائیں۔

۲۳: توجہ رکھیے کہ اسکولوں کا دور یونیورسٹی سے زیادہ اہم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ بچّوں کی

عقلی تربیت کی بنیاد اس دور میں پڑتی ہے۔

۲۴: یونیورسٹی کی اصلاح اسی وقت میسر و آسان ہو گی جب ہم اسکول کے دانش آموزی کے دور سے اپنے بچّوں کو زیرِ نظر رکھیں۔

۲۵: انگریزی کو اسکولوں کی تبلیغات کے پروگرام کا حصّہ ہونا چاہیئے۔ خصوصاً دنیا کی ان زندہ زبانوں کی تعلیم جو پوری دُنیا میں رائج ہیں۔

۲۶: دین کے پابند اور ملک کی نجات میں دلگرمی رکھنے والے تعلیمی ادارے ان نونہالوں اور عزیز جوانوں کی حفاظت کو خاص اہمیت دیں۔ جن کی صحیح تربیت سے مستقبل میں مُلک کی آزادی اور استقلال وابستہ ہے۔

علم و عالم

۱: حقیقی علم وہ ہے جو عالَم ملکوت کے لئے چراغِ ہدایت، قربِ حق کے لئے صراطِ مستقیم اور اس کا "دارِ کرامت" ہو۔

۲: نورِ ہدایت اسی علم میں ہوتا ہے جو رب کے نام سے شروع ہو۔

۳: علم بھی ایک دفاعی مورچہ ہے جہاں سے تمام اسلامی ثقافت کا دفاع ہوتا ہے۔

۴: علم و آگاہی کے سائبان کے نیچے زندگی گذارنا اس قدر شیریں اور کتاب و قلم اور معلومات کے ساتھ اُنس و محبت اس قدر پائیدار اور خاطرہ انگیز ہے کہ جس سے دوسری تمام تلخیاں اور ناکامیاں لوحِ ذہن سے محو ہو جاتی ہیں۔

۵: اگر ہمارا ملک علم سیکھ لے، ادب سیکھ لے اور علم و عمل کی روش کو پالے۔ تو کوئی طاقت اس پر حکومت نہیں کر سکتی۔

۶: انسان کو آخر عمر تک علم اور تعلیم و تربیت کی ضرورت رہتی ہے۔ کوئی انسان ایسا نہیں جو علم سے بے نیاز اور تعلیم و تربیت سے مستثنیٰ ہو۔

۷: قرآن میں علم کی بہت تمجید کی گئی ہے لیکن تقویٰ کے ساتھ۔

۸: علم اور تقویٰ یہ دونوں خاصے مل کر قدر و قیمت کا معیار ہوتے ہیں۔

۹: علم و عمل اور علم و دیانت دو ایسے بازو ہیں جو ایک ساتھ ہی ترقی و سربلندی تک پہونچ سکتے ہیں۔

۱۰: تنہا علم کا اگر نقصان نہ ہو تو کوئی فائدہ بھی نہیں۔

۱۱: اگر آپ یا ہم خام خیالی میں مبتلا ہوں کہ علم منشاء سعادت ہے چاہے کچھ بھی ہو تو یہ اشتباہ ہے۔

۱۲: اگر اخلاقی اعتبار سے کسی فاسد دل و فاسد دماغ میں علم داخل ہوجائے تو اس کا نقصان جہالت سے زیادہ ہے۔

۱۳: حیف ہے اس طالبِ علم پر! جس کے دِل میں علوم، کدورت اور تاریکی پیدا کرتے ہیں۔

۱۴: آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ عالم چاہے کوئی بھی ہو اگر اسلامی تہذیب و اخلاق سے خود کو آراستہ نہ کرے۔ تو اسلام کے لئے مفید نہیں بلکہ مُضر ہے۔

۱۵: اگر عالم تہذیب یافتہ نہ ہو چاہے وہ احکام اسلام کا عالم ہو تو حید پروردگار کا عالم ہو، اگر مہذب و پیراستہ نہ ہو تو اپنی ذات، اپنے مُلک اپنی ملت اور اسلام کے حق میں نہ صرف مفید نہیں بلکہ نقصان دہ ہے۔

۱۶: اگر" وعاظ السلاطین" ہمیں موقع دیں اور ہمارے اتحاد کو پاش پاش نہ کریں تو انشاءاللہ ہم کامیاب اور اسلامی حکومتیں اور اسلامی ممالک کامیاب ہوں گے۔

۱۷: بُرے عالم کا شر اسلام کے لئے ہر قسم کے شر سے بڑھ کر ہے اور زیادہ خطرناک ہے۔

۱۸: اگر عالم فساد میں ملوث ہو جائے تو سارا عالم خراب ہو جاتا ہے۔

۱۹: بہت سے اشخاص ہیں جو علم و دانش رکھتے ہیں۔ اور کافی دانشمند ہیں۔ لیکن چونکہ اسلامی تربیت سے بے بہرہ ہیں، ان کا وجود لیسا اوقات اسلام اور مُلک کو نقصان پہونچاتا ہے۔

۲۰: ہمارے دانش مند حضرات مغرب سے نہ ڈریں۔ ہماری یونیورسٹیوں کے اساتذہ مغرب سے خوف زدہ نہ ہوں ہمارے جوان خائف نہ ہوں، بلکہ مغرب کے مقابلہ پر اُٹھ کھڑے ہونے کا پکا ارادہ کریں۔

۲۱: جب تک انسان، مشین گن، توپ اور ٹینک کے سہارے زندگی گذارنا چاہے گا، انسان نہیں بن سکتا اور اپنے انسانی مقاصد حاصل نہیں کر سکتا۔ لوگ اسی وقت اسلامی اور انسانی مقاصد اور علم و دانش کے کمال تک پہونچیں گے جب علم مشین گنوں پر غلبہ کرے اور علم و دانش انسانوں میں اس مرتبے تک جا پہونچے کہ مشین گنوں کو پیچھے چھوڑ جائے اور میدان کو قلم اور علم کے حوالے کر دے۔

۲۲: اگر کسی میں علم اور تقویٰ یکجا ہو جائے تو وہ دُنیا اور آخرت میں نیک بخت ہیں۔

دینی مدارس اور علما کا مقام

۱:	علما کے پیشِ نظر ملت کی اصلاح اور مُلک کے استقلال کی بقاء کے علاوہ کچھ نہیں۔

۲:	علما ملّت کے باپ ہیں۔ اپنے فرزندوں سے محبت رکھتے ہیں۔

۳:	علما کے مطالبات، اسلام کے قوانین پر عمل ہے۔

۴:	اگر اسلامی علوم میں ماہرین نہ ہوتے تو اب تک دین و دیانت کے آثار مٹ چکے ہوتے۔ اور اگر اس کے بعد بھی علومِ اسلامی کے ماہرین نہ ہوں گے تو غیروں کے مقابلہ میں یہ عظیم دیوار منہدم ہو جائے گی اور عوام النّاس کا خون چوسنے والوں کے لئے پہلے سے زیادہ راستہ ہموار ہو جائے گا۔

۵:	اگر فقہائے عزیز نہ ہوتے تو معلوم نہیں کہ آج قرآن، اسلام اور علوم اہلِ بیتؑ (۴۸) کے نام کس قسم کے علوم عوام کو سکھا دیئے گئے ہوتے۔

۶:	علما کے بغیر اسلام ایسا ہی ہے جیسے طبیب کے بغیر طب۔

۷:	یہ (علما) مظہرِ اسلام مبیّن قرآن اور مظہر نبی اکرمؐ ہیں۔

۸:	علما جو انسانوں کے مربّی ہیں، انبیا کے جانشین اور انبیاء کی طرف سے مبعوث ہیں۔

۹:	بے شک دینی مدارس اور متدیّن علماء تاریخِ اسلام و شیعیت کے ہر دور میں گمراہی، کجروی

اور طرح طرح کے حملوں کے سامنے اسلام کا اہم ترین مضبوط حصار بنے رہے ہیں۔

۱۰: علماء تھے جو اپنے انکشافات کی بنیادوں پر اجتماعی تحریکوں اور سیاسی محاذوں پر ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔

۱۱: اسلام کے مجاہد علماء ہمیشہ سے جہانخواروں کے زہر آلود تیروں کا نشانہ رہے ہیں۔ ہر واقعہ میں رہا ہونے والے پہلے تیروں نے ان کے دلوں کو نشانہ بنایا ہے۔

۱۲: افتخار و برکت ہے شہدائے روحانیت اور حوزہ کے لئے۔ جنھوں نے دورانِ جنگ درس و بحث اور مدرسہ سے قطع تعلق کر لیا، اور دُنیاوی آرزوؤں کی طویل رسّی کو حقیقت علم کے پاؤں سے کھول کر، سبکبار ہو کر اہلِ عرش کی مہمانی میں پہونچ گئے اور ملکوتیوں کے مجمع میں بزم شعر منعقد کی۔

۱۳: سلام روحانیت کے ان زندۂ جاوید انقلاب ساز مجاہدوں پر جنھوں نے اپنے علمی و عملی رسالہ کو شہادت کی توانائی اور خون کی روشنائی سے تحریر کیا ہے۔ اور لوگوں کے وعظ و نصیحت اور ہدایت و خطابت کے منبر کے لئے اپنی شمعِ حیات سے چراغِ شب روشن کئے ہیں۔

۱۴: دینی مدارس اور علماء کے ذکرِ الٰہی اور دُعائے سحر میں (اپنے پروردگار سے) راز و نیاز کی محفلوں کو جنھوں نے درک کیا ہے۔ انھوں نے اپنے دِل میں شہادت کی آرزو کے علاوہ کسی اور آرزو کو نہیں پایا ہے۔

۱۵: روحانیت عظیم طاقت ہے، جس کو کھو دینے سے خدانخواستہ اسلام کی عمارت مسمار ہو جائے گی۔ اور ظالم و جابر دشمن بے خوف و خطر ہو جائے گا۔

۱۶: روحانیت کی اس طاقت کو جو الٰہی طاقت ہے اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔

۱۷: اسلام علما کی کوشش سے یہاں تک پہونچا ہے۔

۱۸: میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر اس انقلابی تحریک اور اس کے فیصلے کرنے والوں میں سب سے پیش علماء کے علاوہ کچھ اور افراد ہوتے تو اس وقت امریکہ اور جہانخواروں کے سامنے ننگ اور ذلت اور شرمندگی اور تمام اسلامی اور انقلابی عقائد سے پھر جانے کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہ بچا ہوتا۔

۱۹: ہر الٰہی اور عوامی تحریک اور انقلاب میں علمائے اسلام ہی پہلے وہ افراد رہے ہیں، جن کی پیشانیوں کے درمیان خونِ شہادت نے اپنا نقش تحریر کیا ہے۔

۲۰: کون سا اسلامی اور عوامی انقلاب تھا جس میں دینی مدارس اور علماء نے سب سے پہلے لباس شہادت زیب تن نہ کیا ہو اور فراز دار پر نہ گئے ہوں ۔ اور ان کے پاکیزہ بدن پتھریلے خونی فرش پر شہادت کے لئے نہ ٹھہرے ہوں؟

۲۱: لوگوں کو صرف علماء کے ذریعہ کسی چیز کی طرف متوجہ کیا جا سکتا ہے، تاریخ کے ہر دور میں جو کچھ بھی ہوا ہے عوام اور علماء کے ہاتھوں ہوا ہے۔ اور جس دور میں بھی ان دو کو میدانِ عمل سے دور رکھا گیا ہے اس میں سب کچھ فساد ہے۔

۲۲: حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور شیعیت کے سچے علماء سے یہی توقع ہے کہ حق کی طرف دعوت اور عوامی خونی جنگ میں، سب سے پہلے قربانیاں پیش کرے اور ان کی زندگی کے اختتامی دفتر پر شہادت کی مُہر ہو۔

۲۳: علما ہمیشہ طاقتوروں کے مخالف رہے ہیں۔

۲۴: متدین علما عوام کا خُون چوسنے والے سرمایہ داروں کے خون کے پیاسے ہیں۔ انھوں نے

کبھی سرمایہ داروں کے ساتھ نہ صلح کی ہے اور نہ کریں گے۔

۲۵: ایران کے شریف عوام توجہ رکھیں کہ عام طور پر جو پروپیگنڈا علماء کے خلاف ہوتا ہے یہ علماء کے انقلاب کو نابود کرنے کی خاطر ہوتا ہے۔

۲۶: دشمنوں کا مقصد قرآن اور علما کی نابودی ہے۔

۲۷: علمائے اسلام اور تمام مسلمانوں کا جُرم یہ ہے کہ قرآن، ناموس اسلام اور مملکت کے استقلال کا دفاع کرتے ہیں اور استعمار کے مخالف ہیں۔

۲۸: اگر علما نہ ہوں تو اسلام کو کوئی نہیں بچا سکتا۔

۲۹: علما کی شکست اسلام کی شکست ہے۔

۳۰: اگر روحانیت ٹوٹ پھوٹ جائے تو اسلام ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔

۳۱: روحانی اگر شکست کھا جائیں تو جمہوری اسلامی ناکام ہو جائے گی۔

۳۲: اگر آپ اپنے مُلک کی اصلاح کرنا چاہیں تو علماء کو الگ کر کے اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

۳۳: مولوی اور آخوند کے علاوہ اسلام کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اسلام نہیں چاہیے۔

۳۴: جوان طبقہ کی ذمہ داری ہے کہ روحانیت اور علمائے کرام کی حفاظت میں کوشاں رہیں۔

۳۵: کوشش کیجیے کہ آپ کا اسلام روحانیت سے جُدا نہ ہو۔

۳۶: اسلام کو آخر تک ان علماء کی ضرورت ہے، یہ علماء اگر نہ ہوں تو اسلام ختم ہو جائے گا۔

۳۷: ملّت پر فرض ہے کہ علماء کی پیروی کریں اور ان کے خلاف جو پروپیگنڈہ ہوتا ہے اس پر کان نہ دھریں۔

۳۸: علما کے مدارس سماج و عوام کا ایک حصہ ہیں۔

۳۹: اگر حوزہ علمیہ ٹھیک ہو جائے تو ایران ٹھیک ہو جائے گا۔

۴۰: فضیلت، جہاد، شجاعت اور دین و حق کی وفاداری کا دعویٰ کرنے والے بہت گذرے ہیں اور اب بھی ہیں لیکن صاحبانِ فضل و جہاد اور حق و حقیقت کے وفادار بہت کم ہیں۔

۴۱: جس زمانہ میں قلم شکستہ، زبانیں بند اور دم گھٹے ہوئے تھے۔ وہ استید حسن مدرس (۴۹) اظہار حق اور باطل کی تردید سے دریغ نہیں کرتا تھا۔

۴۲: مطہری (۵۰) جو طہارتِ روح، قدرتِ ایمان اور قدرتِ بیان کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھا، چلا گیا اور ملاء اعلیٰ میں شامل ہو گیا، لیکن بد خواہ لوگ یہ جان لیں کہ اس کے چلے جانے سے اس کی اسلامی، علمی اور فلسفی شخصیت ختم نہیں ہوگی۔

۴۳: اس ہونہار فرزند اور عالم جاوداں کی شہادت سے اسلام عزیز میں وہ خلاء پیدا ہوا ہے جسے کوئی چیز پُر نہیں کر سکتی۔

۴۴: مطہری میرے لئے عزیز فرزند، دینی و علمی مدارس کا مضبوط سہارا اور مُلک و ملّت کے لئے بے انتہا مفید اور انتہائی خدمت گذار تھا۔

۴۵: میں نے اپنے نہایت ہی عزیز فرزند کو کھو دیا ہے اور اس کا سوگ منا رہا ہوں۔ اس لئے کہ وہ ان شخصیتوں میں سے ایک تھا جو میری عمر کا ماحصل شمار ہوتا تھا۔

۴۶: میں ایسے ہونہار فرزندوں کی تربیت کے سلسلے میں جو اپنی تابناک شعاعوں کے ذریعہ مُردوں کو زندہ اور تاریکیوں میں نور افشانی کرتے ہیں۔ انسانوں کے عظیم مربّی، دینِ اسلام اور ملتِ اسلامی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

۴۷: اگر آپ یہ سوچتے ہیں کہ پوری دُنیا میں جتنے صدر، سلاطین اور اس قسم کے لوگ ہیں ان میں ایک شخص بھی آقائے خامنہ ای (۵۱) حفظہ اللہ جیسا تلاش کر لیں گے جو اسلام کا پابند ہو اور اس کے قلب کی تعمیر ہی اس لئے ہو کہ وہ ملت کی خدمت کرے تو یہ آپ کا خیالِ خام ہے۔

شہر قم

۱: قم وہ شہر ہے جس میں ایمان اور تقویٰ نے پرورش پائی ہے۔

۲: قم سے پوری دُنیا میں علم برآمد ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔

۳: قم حرم اہل بیتؑ ہے، قم مرکزِ علم ہے، قم مرکز تقویٰ ہے۔ اور قم شہادت و شہامت کا مرکز ہے۔

علماء کے فرائض اور ان کی ذمہ داریاں

۱: آج علماء اور ان لوگوں کی ذمہ داری جو اس مقدس لباس میں ہیں وہ ذمہ داری ہے جو تاریخ کے کسی بھی دور میں ان کے کاندھوں پر نہیں تھی۔

۲: جس قدر ذمّہ داری اہلِ علم حضرات پر عائد ہوتی ہے دوسروں پر نہیں ہوتی۔

۳: کفر اور اسلام کے اس مقابلہ میں پوری ملت ذمّہ دار ہے، سب کے سب ذمّہ دار ہیں لیکن علماء کچھ زیادہ ہی ذمّہ دار ہیں۔

۴: علمائے اسلام پر فریضہ عائد ہوتا ہے کہ جب بھی اسلام و قرآن کے لئے خطرہ کا احساس کریں مسلمانوں کے گوش گذار کر دیں تاکہ خداوندِ متعال کی بارگاہ میں جوابدہ نہ ہوں۔

۵: علمائے اسلام پر فرض ہے کہ ستمگروں کی خود خواہی اور ناجائز لوٹ مار کا مقابلہ کریں۔ اور ایسا نہ ہونے دیں کہ ایک بڑی تعداد گرسنہ اور محروم رہ جائے جبکہ لٹیرے اور حرام خور ستمگر ناز و نعمت میں زندگی گذاریں۔

۶: فقہا اپنے جہاد اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ ظالم حکام کو ذلیل و ناپائیدار اور عوام کو بیدار کریں تاکہ بیدار مسلمانوں کی عوامی تحریک ظالم حکومت کو سرنگوں کر کے اس کی جگہ اسلامی حکومت قائم کرے۔

۷: ہم سب تمام علماء، تمام ملتیں اور جنھوں نے تاریخ میں ستم جھیلے ہیں اُٹھ کھڑے ہوں اور ان شیطانوں کا قلع قمع کر دیں۔

۸: دینی مدارس اور علماء کے ہاتھ میں معاشرے کے طرزِ فکر اور ضرورتوں کی نبض ہمیشہ رہنی چاہیئے۔ اور ہمیشہ حوادث سے پہلے ہی انھیں مناسب ردِعمل کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

۹: ایک مجتہد کے اندر ایک بڑے اسلامی معاشرے، حتیٰ غیر اسلامی معاشرے کی ہدایت کے لئے ہوش و فراست اور زیرکی ہونا چاہیئے اور خلوص، تقویٰ اور زہد کے علاوہ جو مجتہد کے شایانِ شان ہو۔ اس کو یکا مدیر و مدبر ہونا چاہیئے۔

۱۰: دینی مدارس میں متقی اور اسلامی حقائق سے آگاہ اشخاص کو چاہیئے کہ طلاب کی تربیت کریں۔

۱۱: حوزہ ہائے علمیہ میں جو اساتذہ ہیں وہ مدارس کو مہذب بنانے کی کوشش کریں۔

۱۲: اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے مُلک کا مستقبل تابناک ہو تو ان کی تربیت کیجیے جو مدارس میں داخل ہوتے ہیں۔

۱۳: اگر دینی مدارس مہذب اور پابند اسلام ہوں تو ایک ملک کو نجات دلا سکتے ہیں۔

۱۴: مدارس اور حوزوں کے لئے بارہا میں نے عرض کیا ہے کہ تقویٰ کے بغیر علم، اگر مُضِر نہ ہو تو مفید بھی نہیں ہے۔

۱۵: آپ حضرات جو لوگوں کو آخرت اور دوسرے اوصاف کی طرف دعوت دینا چاہتے ہیں۔ پہلے خود قدم بڑھایئے تاکہ آپ کا دعوت دینا حق پر مبنی ہو۔

۱۶: مجھے کبھی کبھی یا شاید بسا اوقات یہ خوف رہتا ہے اور اس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ ہماری وجہ سے جنّت میں چلے جائیں اور ہم جہنّم میں جائیں۔

۱۷: مُجھے یہ خوف ہے کہ کہیں ہم علماء اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر انجام نہ دے پائیں۔

۱۸: کہیں ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ کسی وقت طلبگی کے طور طریقے چھوڑ دیں اور یہ چیز عوام کے عقیدے کمزور ہو جانے کا باعث بنے۔

۱۹: اگر ہم روحانیت کے معروف طور طریقے چھوڑ دیں اور خدانخواستہ مادّیات کی طرف مائل ہو جائیں اور خود کو روحانی کہیں تو ممکن ہے کہ اس کے نتیجہ میں روحانیت شکست کھا جائے۔

۲۰: آپ صنف علماء، ایدھم اللہ تعالیٰ۔ خدانخواستہ اگر ایسے افعال کے مرتکب ہوں جن کی وجہ سے آپ عوام کی نظر سے گر جائیں، چاہے ایک طویل مدت کے بعد ہی، تو اس روز بغیر کسی کے پوچھے ملت خود بخود آپ کو برطرف کر دے گی۔

۲۱: ایسا نہ ہو کہ کوئی امام جمعہ جب سڑک پر نکلے تو ٹریفک معطل کر کے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا جائے۔ ان چیزوں سے سماج میں ان کی حیثیت ختم ہو جائے گی۔

۲۲: اگر خدانخواستہ عوام یہ محسوس کریں کہ آپ حضرات نے اپنی حالت بدل دی ہے عمارتیں تعمیر کر لی ہیں اور آپ کی آمد ورفت روحانیت کی شان کے مناسب نہیں، اور روحانیت کے بارے میں جو تصور ان کے دل میں تھا وہ ختم ہو جائے تو اس کا ختم ہونا جمہوری اسلامی کا ختم ہونا ہے۔

۲۳: علماء اور ان کی دُنیا و آخرت کے لئے کوئی چیز رفاہ طلبی اور دُنیا کی راہ اختیار کر لینے سے بڑھ کر خطرناک اور آفت بار نہیں ہے۔

۲۴: مولویوں کے دنیا کی طرف مائل ہو جانے سے زیادہ بُری اور اس رجحان سے بدتر مولویوں کو آلودہ کرنے والی کوئی چیز نہیں۔

۲۵: جب تکلّفات بڑھ جائیں تو حقیقت رخصت ہو جاتی ہے۔

۲۶: اب تک جو چیز علماء کے تحفظ اور ان کی پیشرفت کا باعث رہی وہ یہ تھی کہ انھوں نے سادہ زندگی گذاری ہے۔

۲۷: مولوی اُس دور میں مظلوم تھے، ہر مظلوم چہرہ محبوب ہوتا ہے۔ آپ اُس حکومت میں جتنے زیادہ مظلوم تھے اتنے ہی زیادہ محبوب تھے۔

۲۸: علماء کو چاہیئے کہ وہ ارشاد و ہدایت کی حالت میں رہیں۔ حاکموں کی حالت میں نہ رہیں۔

۲۹: اگر عوام ہمیں غلطی کرتے دیکھیں اور ہم میں سے بعض کی غلطیوں کی بنا پر روحانیت سے بدظن ہوجائیں تو یہ شخصی مسئولیت نہیں بلکہ اسلامی مسئولیت ہے۔

۳۰: اگر ایک روحانی غلط قدم اُٹھائے تو کہیں گے "روحانی ایسے ہیں" یہ نہیں کہیں گے' فلاں ایسا ہے"

۳۱: علماء سے بدظن ہوجانا اور ان کا ناکامی سے دوچار ہونا' اسلام کی شکست ہے۔

۳۲: میری طرف سے میرے انقلابی فرزندوں سے کہہ دیجئے کہ تندروی کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔

۳۳: اپنے عظیم الشان علماء سے میری گذارش ہے کہ جوانوں کو مہربانی و پدرانہ نظر سے دیکھیں۔

۳۴: دشمن بہت پہلے سے ہی علماء میں اختلاف ڈالنے کے لئے آمادہ ہیں۔ اس سے غفلت برتنا ہر چیز کی تباہی کا سبب بنے گا۔

۳۵: علماء کا اختلاف افراد کا اختلاف نہیں' ملت کا اختلاف ہے۔

۳۶: علماء کو خطرے سے آگاہ کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ خدانخواستہ اگر آپ کے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جس کا عمل اسلامی قوانین کے خلاف ہے تو اس کو روکیئے۔ اگر نہ مانے تو روحانیوں کے جرگے سے نکال دیجئے۔

۳۷: قم علم اور اسلام کا شہر ہے۔ اگر قم سے کوئی غلطی منتشر ہو تو تمام دُنیا میں پھیل جائے گی۔

۳۸: وہ چیز جس سے روحانیوں کو ہرگز مُنہ نہیں موڑنا چاہیئے اور دوسروں کے پروپیگنڈوں سے خوف زدہ ہوکر میدان نہیں چھوڑنا چاہیئے، وہ ہے دُنیا کے محروموں اور غریبوں کی حمایت۔ اس لئے کہ جو شخص بھی اس سے مُنہ موڑے گا اس نے اسلام کی عدالتِ اجتماعی سے مُنہ موڑا ہے۔

۳۹: ایک اہم ترین چیز یہ ہے کہ روحانی سادہ زندگی گذاریں۔

۴۰: صاحبِ جواہر (۵۲) کی زندگی کا اگر آج کے علماء کی زندگی سے مقایسہ کریں تو اچھی طرح سمجھ جائیں گے کہ ہم اپنے ہاتھوں سے خود کو کس قدر نقصان پہونچا رہے ہیں۔

سنتی (روایتی) فقہ اور جواہری اجتہاد

۱: میں روایتی فقہ اور جواہری اجتہاد کا قائل ہوں اور اس کی خلاف ورزی کو جائز نہیں سمجھتا۔

۲: اگر ہم روایتی فقہ سے منحرف ہوجائیں گے تو فقہ ختم ہوجائے گی۔

۳: ابتداء سے آج تک ہمارے اساتذہ اور بزرگوں نے جس صورت و شکل اور جس قدرت کے ساتھ فقہ کی حفاظت کی ہے ہمیں بھی اسی طرح حفاظت کرنا چاہیئے۔

۴: میں نے بارہا سب کو تاکید کی ہے کہ حوزے کے دروس اسی روایتی طریقہ پر محفوظ رہیں، اور فقہ وہی فقہ رہے جو ہمارے درمیان موجود ہے۔

۵: فقہ تمام دروس میں سرفہرست ہے۔ لیکن دوسرے مسائل بھی ضروری ہیں اور ان پر بھی عمل ہونا چاہیئے۔

۶: اس نظام اور انقلاب کی طبیعت کا دائمی تقاضا ہے کہ مختلف امور میں فقہی واجتہادی نظریات چاہے ایک دوسرے کے خلاف ہی ہوں آزادی سے پیش ہوتے رہیں۔

۷: اسلامی حکومت میں ہمیشہ باب اجتہاد باز رہنا چاہیئے۔

۸: ہم باب اجتہاد کو بند نہیں کرسکتے، ہر دور میں اجتہاد تھا، ہے اور رہے گا۔

متحجرین اور علمانما

۱: تمھارے بوڑھے باپ نے اس متحجر گروہ کے ہاتھوں جس قدر اپنا خونِ دل پیا ہے۔ اتنا غیروں کے مظالم اور سختیوں سے نہیں پیا۔

۲: جس قدر اسلام کو علماء نما مقدسوں سے نقصان پہونچا ہے کسی اور صنف کے ہاتھوں نہیں پہونچا۔ اس کی روشن مثال حضرت علی علیہ السّلام کی مظلومیت اور غربت ہے جو تاریخ میں واضح ہے۔

۳: حوزہ ہائے علمیہ کے لئے متحجرین اور تقدس مآب احمقوں کا خطرہ کم نہیں ہے، طلاب عزیز ایک لمحہ کے لئے بھی ان خوش خد و خال سانپوں سے بے خبر نہ رہیں۔

۴: یہ نہ سوچیے کہ وابستگی کی تہمت اور بے دینی کا بہتان صرف غیروں نے علماء پر لگایا ہے۔ ہرگز! بلکہ بے خبر اور باخبر وابستہ علماء نے غیروں سے زیادہ کاری ضربیں لگائی ہیں اور لگا رہے ہیں۔

۵: جتنا نقصان بے تقویٰ عالموں سے اسلام کو پہونچا ہے، معلوم نہیں کہ عوام سے اتنا صدمہ

پہونچا ہو۔

٦: دوسروں کے ٹکڑوں پر پلنے والے اور اسلام و مسلمانوں کے مفادات سے بے خبر قوم پرست مولویوں کو اپنی بزم سے دور بھگائیے اس لئے کہ اسلام کے حق میں ان کا ضرر، جہانخواروں کے ضرر سے کم نہیں۔

دانشگاہ اور اہلِ دانشگاہ

١: دانشگاہ تمام تبدیلیوں کا نقطۂ آغاز ہے۔

٢: اس مملکت کی تقدیر ان یونیورسٹی والوں کے ہاتھ میں ہے۔

٣: دانشگاہ سے ہی ملت کی قسمت کا فیصلہ ہونا چاہیئے۔

٤: کسی ملک کی یونیورسٹی کی اگر اصلاح ہو جائے تو اس ملک کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

٥: یونیورسٹی کے اساتذہ جان لیں کہ اگر یونیورسٹی کو بنا لیں تو ان کے ملک کا آخر تک بیمہ ہو جائے گا۔

٦: ہمیں یہ کوشش کرنا چاہیئے کہ دانشگاہ اسلامی ہو جائے تاکہ ہمارے ملک کے لئے سودمند ہو سکے۔

٧: ہر چیز سے پہلے دانشگاہ کو اسلامی ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ ملک نے جتنا نقصان بھی اٹھایا ہے، ان لوگوں سے اٹھایا ہے جو اسلام کو نہیں پہچانتے تھے۔

۸: دانشگاہ کے اسلامی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مستقل ہو جائے۔ اپنے کو غرب سے جدا کرے اور مشرق کے ساتھ نہ رہے اور ایک آزاد ملک، آزاد یونیورسٹی اور آزاد ثقافت رکھے۔

۹: آپ اے عزیز طالب علمو! اپنے آپ کو مغرب کی گرفت سے آزاد کرنے کی فکر میں رہیئے۔ اپنے اس گم شدہ کو ڈھونڈیئے آپ کا گمشدہ آپ خود ہیں۔

۱۰: دانشگاہ کو آپ خدا اور معنویت کے راستے پر لگائیے۔ تمام دروس پڑھے جائیں، اور تمام دروس خدا کی خاطر پڑھے جائیں۔

۱۱: آپ یونیورسٹی والو! انسان بنانے کی کوشش کرو۔ اگر آپ نے انسان بنالیے تو آپ نے اپنے مُلک کو نجات دلا دی۔

۱۲: یونیورسٹیوں کو تربیت کا مرکز قرار دیجئے، دانش کے علاوہ تربیت بھی ضروری ہے۔ اگر ایک دانشمند تربیت یافتہ نہ ہو تو نقصان دہ ہے۔

۱۳: یونیورسٹی کو انسان سازی کا مرکز ہونا چاہیئے۔

۱۴: اگر دانشگاہ واقعاً دانشگاہ ہو، اور اسلامی دانشگاہ ہو یعنی اس میں تحصیلِ علم کے ساتھ تہذیب نفس کا اہتمام بھی ہو، دین کی پابندی بھی ہو، تو پورے مُلک کو یہ لوگ منزل سعادت تک پہونچا سکتے ہیں۔

۱۵: ایک اچھی دانشگاہ، ایک ملت کو سعادت مند بناتی ہے۔ اور غیر اسلامی اور بُری دانشگاہ ایک ملت کو پیچھے دھکیل دیتی ہے۔

۱۶: یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے والے یا مُلک کو بناتے ہیں یا تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔

۱۷: جو خوبی اور بدی کسی ملت کے لئے وجود میں آتی ہے، چاہے وہ وابستگی ہو یا آزادی، قید وبند اور گھٹن میں رہنا ہو یا آزاد فضا میں، دانشگاہی تربیتوں کے تابع ہے۔

۱۸: یونیورسٹی سے مُلک کا نظام چلتا ہے، اور دانشگاہ سے ہی موجودہ اور آئندہ نسل تربیت پاتی ہے۔ اگر یونیورسٹی مشرقی یا مغربی لیڈروں کے ہاتھ میں ہو تو پورا مُلک ان کے ہاتھ میں ہوگا۔

۱۹: یونیورسٹی جو تمام امور میں سرفہرست ہے اور ایک مُلک کا پورا ڈھانچہ یونیورسٹی والوں کے وجود سے وابستہ ہے، انھیں چاہیئے کہ سنجیدگی کے ساتھ مشرق و مغرب سے مُنہ موڑ لیں۔

۲۰: مُقررین، متفکرین، یونیورسٹی والے دانشمند اور روشن فکر سب کے سب اپنی پوری طاقت ہمارے اصلی دشمن امریکہ کو نااُمید کرنے میں صرف کریں۔

۲۱: دانشگاہ کے دانشگاہ بنانے کے لئے کوشش اور فداکاری لازمی ہے۔

۲۲: میں اُمیدوار ہوں کہ ہمارے ہاں ایسی دانشگاہ ہو جو ملت کے کام آسکے۔

۲۳: انشاءاللہ وہ دن بھی آئے کہ دوسرے ممالک سے ایران میں تحصیلِ علم کے لئے آئیں۔

۲۴: مُجھے اُمید ہے کہ آپ نے محسوس کر لیا ہوگا کہ ایران کے تمام مشکلات دانشگاہ سے شروع ہوئے ہیں۔

۲۵: یونیورسٹیاں بیدار ہو جائیں۔ اس ابتدائی مدرسہ سے لے کر یونیورسٹی کے آخری مراحل تک مغرب زدہ افکار سے پاک ہوں اور مشرق اپنے پاؤں پر کھڑا ہو۔

۲۶: اگر ہمارے مدارس اور یونیورسٹیاں صحیح نہ ہوں تو ہم یہ اُمید نہیں رکھتے کہ ایک جمہوری اسلامی

وجود میں لاسکیں گے۔

۲۷: اسلام یونیورسٹیوں کے اندر فساد اخلاق کے مخالف ہے۔ یونیورسٹیوں کو پسماندہ رکھنے کے خلاف ہے اور استعماری یونیورسٹی کے خلاف ہے۔

۲۸: اگر ہم یونیورسٹی کی بابت سستی کریں اور وہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے تو گویا ہماری ہر چیز ہمارے ہاتھ سے نکل گئی۔

۲۹: اگر یونیورسٹی اور تعلیمی ماحول میں امن و سکون نہ ہو تو کیسے ممکن ہے کہ اہلِ فکر اپنے افکار کو ہمارے جوانوں تک منتقل کرکے ان کے ذہنوں کو متفکر اور متخصص بناپائیں گے۔؟

۳۰: اگر یونیورسٹیاں دانشمند اور متخصص افراد سے خالی ہوجائیں تو منفعت طلب اغیار کینسر کے مانند پورے ملک میں سرایت کرجائیں گے اور ہمارے اقتصادی اور علمی امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے کر ان کی سرپرستی کرنے لگیں گے۔

۳۱: اکثر کاری ضربیں جو اس اجتماع نے کھائی ہیں ان کا تعلق یونیورسٹی میں پڑھنے والے انہی روشن فکر حضرات سے تھا جو ہمیشہ خود کو بڑا سمجھتے رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں۔

۳۲: آئندہ تمام نسلوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اپنی، اپنے وطنِ عزیز اور انسان ساز اسلام کی نجات کے لئے یونیورسٹیوں کو مشرق و مغرب کی گرفت سے بچائیں اور ان کی پاسداری کریں۔

۳۳: یونیورسٹیوں کو کسی بھی دور میں گمراہی کی طرف نہ جانے دیں اور جہاں کہیں بھی انحراف و کجی نظر آئے فوری اقدام کرکے اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس حیات آمیز کام کو پہلے مرحلہ میں یونیورسٹیوں اور کالجوں کے جوانوں کے طاقتور ہاتھوں سے انجام پانا چاہیے۔

۳۴: سلام! دانش، دانشگاہ اور ان اہلِ دانشگاہ پر جو بلندی، سعادت اور فضل و فضیلت کی جانب پیش قدمی میں ملت کی ہدایت و رہنمائی کی خاطر چراغِ راہ ہیں۔

۳۵: سلام! ان ہونہار جوانوں پر جو سلاحِ علم سے آراستہ ہو کر اپنے عزیز اسلامی مُلک کی سرفرازی اور سربلندی کے لئے کوشاں ہیں اور اسلامی و انسانی مقاصد تک پہونچنے کی خاطر کسی زحمت کے تحمل اور کوشش کی انجام دہی سے گریز نہیں کرتے۔

۳۶: خود کفیل ہونے اور تعمیرِ نو کرنے کا سب سے بڑا عامل، تحقیقاتی اور علمی مراکز بڑھانا، اور وسائل و امکانات کو یکجا کر کے بروئے کار لانا، اور ان اختراع و ایجاد کرنے والے افراد کی ہر لحاظ سے تشویق کرنا جو متدین اور متخصص ہوں اور جہالت سے ٹکر لینے کی شہامت رکھتے ہوں، اور انھوں نے سائنس اور ٹیکنالوجی کو مغرب و مشرق کے مقفّل حصار سے باہر نکال کر یہ ثابت کر دیا ہو کہ مُلک کو اپنے پاؤں پر کھڑا رکھ سکتے ہیں۔

۳۷: یونیورسٹیوں کو چاہئے کہ خود کفیل ہوں تاکہ دانشِ غرب کی محتاج نہ رہیں۔

حوزے اور دانشگاہ کا رشتہ

۱: ہمارے مُلک کا استقلال انہی یونیورسٹیوں اور فیضیہ جیسے دینی مدارس کے استقلال سے وابستہ ہے۔

۲: توجہ رکھیے کہ اگر یونیورسٹی اور فیضیہ کی اصلاح ہو جائے تو تمہارے مُلک کے استقلال کا بیمہ ہو جائے گا۔

۳: یونیورسٹی چاہے قدیم علوم کی ہو یا جدید علوم کی، وہی کسی قوم کی سعادت یا اس کے مقابلہ میں

کسی قوم کی شقاوت کا سرچشمہ ہوا کرتی ہے۔

۴: دینی مدارس سے ایک ایسا عالم نکلنا چاہیئے جو ہر لحاظ سے پابند ہو اور انسان سازی کا مرکز ہو۔ اور دانشگاہ کو بھی انسان سازی کا مرکز ہونا چاہیئے۔

۵: یونیورسٹی والے اور ہونہار عزیز جوانوں کو چاہیئے کہ علما اور طلاب علوم اسلامی کے ساتھ دوستی اور افہام و تفہیم کا رشتہ زیادہ سے زیادہ مضبوط اور محکم بنائیں اور دشمنِ غدار کی سازشوں اور منصوبوں سے غافل نہ رہیں۔

۶: کوشش کر کے یونیورسٹی میں دینی پہلوؤں کا اضافہ کیجئے۔

۷: یونیورسٹی اپنے رشتہ کو فیضیہ کے ساتھ اور فیضیہ اپنے تعلق کو یونیورسٹی کے ساتھ مضبوط بنائے۔

اُستاد

۱: معلمی وہی انبیاءؑ کا پیشہ ہے۔ پیغمبر اکرمؐ تمام بشریت کے معلّم تھے، اور ان کے بعد حضرت علیؑ بھی جملہ بشریت کے معلّم تھے۔

۲: معلّم کا فریضہ اللہ کی طرف معاشرے کی ہدایت کرنا ہے۔

۳: آپ معلمین کا پیشہ نہایت شریف ہے۔ یہ وہی کام ہے جو اللہ کرتا ہے۔

۴: معلّم ایسا امانت دار ہوتا ہے کہ دوسری امانتوں کے علاوہ انسان اسکی امانت ہوتا ہے۔

۵: ایک ملت کی سعادت و شقاوت کی کنجی اہلِ ثقافت کے ہاتھ میں ہے۔

۶: آپ نہایت ہی توجہ رکھیں کہ آپ عام افراد نہیں۔ آپ ایسی نسل کے معلم ہیں کہ مستقبل میں ملک کے تمام امور جس کے سپرد ہوں گے۔

۷: آپ کا کام بچوں اور نونہالوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی راہ پر لگانا ہے۔

۸: تمام معلمین اپنے آپ کو مہذب کرنے کی فکر میں رہیں۔ اپنے آپ کو با اخلاق بنائیں تاکہ ان کی بات دوسروں پر اثر انداز ہو۔

۹: اگر تعلیم و تربیت کے معلمین کی صحیح پرورش اور صحیح تعلیم نہ ہوئی ہو تو وہ جوانوں کو تعلیم اور تربیت و پرورش نہیں دے سکتے۔

۱۰: ایک معاشرے کی خوبی اور بدی اس کے مربیوں کے ہاتھ میں ہے۔

۱۱: تمام خوشبختیاں اور بدبختیاں مدارس سے سر اُبھارتی ہیں۔ جن کی کنجی معلمین کے ہاتھ میں ہے۔

۱۲: یہ نونہال جن سے ملک کے مستقبل کی اُمیدیں وابستہ ہیں یہ معلمین کے ہاتھ میں امانتیں ہیں۔

سواد آموزی، تعلیم بالغان

۱: ہم اچھے طریقے سے بے سوادی کا مقابلہ کریں گے۔

۲: تمام ان پڑھ سیکھنے کے لئے اور تمام پڑھے لکھے بھائی اور بہنیں سکھانے کے لئے اٹھ کھڑے

ہوں۔

۳: بڑے شرم کا مقام ہے کہ جو مُلک علم و ادب کا گہوارہ رہا ہو اور اسلام کے سائے میں جی رہا ہو اور جو طلبِ علم کو فریضہ سمجھتا ہو اس میں لوگ لکھنے پڑھنے سے محروم ہوں۔

۴: تاریخ کے اس پورے دور میں ہمارے تمام مشکلات کا سبب لوگوں کی جہالت سے ناجائز فائدہ اُٹھانا رہا ہے لوگوں کی جہالت کو ہاتھ کا کھلونا بنا کر ان کو ان کے مفادات کے برخلاف تیار کیا اگر ان کے پاس علم ہوتا اور صحیح سمت رہنمائی کرنے والا علم ہوتا تو تخریب کاروں کے لئے ممکن نہیں تھا کہ ملّت کا رُخ اس کے اصلی مسیر کے خلاف کر سکیں۔

اسلامی انجمنیں

۱: مجھے اُمید ہے کہ پورا ایران ایک اسلامی انجمن ہوگا۔

۲: پورا ایران اور تمام اسلامی ممالک ایک اسلامی انجمن ہے اور وہ انجمنِ الٰہی ہے۔

۳: ان تمام محترم انجمنوں میں سے ہر ایک انجمن اس بڑی اسلامی انجمن کا ایک شعبہ ہے جو امام زمانہ سلام اللہ علیہ کی رہبری میں ہے۔

۴: اسلام کو لوگوں کو پہچنوانے کی کوشش کیجئے۔ یہ اسلامی انجمنیں کوشش کریں کہ جو سرمایہ ہمارے پاس ہے۔ کسی اور کے پاس نہیں۔ یہ قرآن جو ہمارے پاس ہے۔ یہ سنّت جو ہمارے پاس ہے دنیا میں کسی اور کے پاس نہیں۔ اس کو پہچنوائیں۔

۵: میں اسلامی انجمنوں سے چاہے جہاں بھی ہوں تقاضا کرتا ہوں کہ آپس میں تعلقات زیادہ مضبوط

کریں اور ان پوشیدہ عناصر کو جوان کے درمیان تفرقہ اور خلا ایجاد کرنے کے درپے ہیں چھوڑ دیں، اور دوسروں کو ان سے آگاہ کریں اسلام اور اس کے نجات بخش احکام کو اپنے پروگرام کا سرنامہ قرار دیں۔

۶: یہ اسلامی انجمنیں آپ کے حق میں مفید ہیں۔ اگر کوئی یہ کہتا ہو کہ یہ اسلامی انجمنیں کسی کام کی نہیں اور رجعت پسند ہیں۔ تو یہ وہی رجعت پسندی ہے جس کا الزام ہم سب پر لگایا جاتا ہے۔

۷: اگر آپ اپنی اصلاح نہ کریں اور جیسا کہ آپ نے اسلامی انجمن نام رکھا ہے آپ خود اسلامی نہ ہوں اور خود کو مُسلمان نہ بنائیں تو دوسروں کو اسلام کی دعوت نہیں دے سکتے۔

۸: آپ نے دو عہد کئے ہیں ایک اپنے مُسلمان ہونے کا اور دوسرے اس جگہ کے مسلمان بنانے کا جہاں وہ اسلامی انجمن ہے۔

۹: اسلامی انجمنوں کے عقائد اسلامی ہونا چاہئیں۔

۱۰: میں نے اسلامی انجمنوں کو تاکید کر دی ہے کہ اسلامی جہات کے نقاط کو مدِ نظر رکھیں اور دوسرے امور میں کسی طرح کی مداخلت نہ کریں۔

تیسری فصل:

معاشرے میں عورت کا کردار

۱: معاشرے میں عورت کی ذمّہ داری نہایت خطیر ہے۔ عورت انسان کی اُمیدوں کے وجود کا مظہر ہے۔

۲: عورت انسان کی تربیت کنندہ ہے۔

۳: عورت کے دامن سے مرد کو معراج ہوتی ہے۔

۴: عورت واحد وہ موجود ہے جو اپنی گود سے ایسے افراد معاشرے کو دے سکتی ہے جنکی برکت سے ایک معاشرہ ہی نہیں بلکہ کئی معاشرے استقامت و پائیداری اور انسانی اقدار سے مالا مال ہو سکتے ہیں۔

۵: معاشرے میں عورت کی ذمّہ داری مرد کی ذمّہ داری سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے کہ عورتیں ہر اعتبار

سے خود ایک فعال صنف ہونے کے باوجود ایک فعال صنف کو اپنی گود میں پالتی ہیں۔

۶: میں عورتوں کے معاشرے میں ایک عجیب تبدیلی محسوس کر رہا ہوں جو مردوں میں پیدا شدہ تبدیلی سے بڑھ کر ہے۔

۷: میں ایران کی باعث افتخار عورتوں پر فخر کرتا ہوں کہ ان میں ایسی تبدیلی پیدا ہوئی ہے جس کی بنا پر غیر ملکی منصوبہ بنانے والے اور ان سے وابستہ بے شرافت انسانوں اور بیہودہ شعراء، مصنفین یا پروپیگنڈہ مشینری کی پچاس سالہ کوششیں نقش برآب ہو گئیں۔

۸: ہمارے زمانہ کی عورتوں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ جہاد میں مردوں کے شانہ بشانہ بلکہ ان سے آگے ہیں۔

۹: ہمیں فخر ہے کہ ہماری جوان، بوڑھی، چھوٹی بڑی عورتیں اور خواتین ثقافتی، اقتصادی اور فوجی میدانوں میں مردوں کے دوش بدوش یا ان سے بہتر اسلام کی سربلندی اور قرآن کریم کے مقاصد کے لئے کام کر رہی ہیں۔

۱۰: میں جب دیکھتا ہوں کہ خواتین محترم محکم عزم اور پکے ارادے کے ساتھ مقصد کی راہ پر گامزن ہیں اور ہر طرح زحمت اٹھانے بلکہ شہید ہونے کے لئے تیار ہیں تو مطمئن ہو جاتا ہوں کہ یہ راستہ کامیابی پر ختم ہو گا۔

۱۱: عورتیں ہماری تحریک کی رہنما ہیں۔

۱۲: آپ بہادر خواتین نے مردوں کے دوش بدوش رہ کر اسلام کی کامیابی کا بیمہ کرایا ہے۔

۱۳: اس تحریک میں آپ خواتین کا بڑا حصہ رہا ہے۔

۱۴: آپ دلیر و بہادر عزیز بہنوں نے مَردوں کے دوش بدوش رہ کر اسلام کے نام فتح و کامرانی کا بیمہ کرایا ہے۔

۱۵: ہمارے مرد آپ شیر دل خواتین کی بہادری کے مرہونِ منت ہیں۔

۱۶: ہم بہت سی کامیابیوں کو آپ خواتین کی خدمتوں کا مرہونِ منت سمجھتے ہیں۔

۱۷: مردوں کی اکثر خدمتیں بھی عورتوں کی خدمت کی رہینِ منت ہیں۔

۱۸: ایران کی عورتوں کا اس تحریک اور انقلاب میں مردوں سے زیادہ حصہ ہے۔

۱۹: ہماری عورتوں کے سبب سے مردوں میں بھی جرأت و شجاعت پیدا ہو گئی۔

۲۰: مردوں سے پہلے اس کامیابی کا سہرا عورتوں کے سر ہے۔

۲۱: ایران میں سب سے بڑی چیز، عورتوں میں پیدا ہونے والی تبدیلی تھی۔

۲۲: اگر اس تحریک اور انقلابِ اسلامی کے پاس ہمارے جوانوں اور عورتوں میں جو تبدیلی پیدا ہوئی ہے اس کے علاوہ کچھ نہ ہوتا تو یہی چیز ہمارے مُلک کے لئے کافی تھی۔

۲۳: وہ ملت جس کی عورتیں اسلامی مقاصد کو آگے بڑھانے کی خاطر پہلی صف میں ہوں وہ کبھی ناکامی کا مُنہ نہیں دیکھیں گی۔

۲۴: اس سے بڑا افتخار اور کیا ہوگا کہ گذشتہ ظالم حکومت کے مقابلہ میں اور اس کی سرکوبی کے بعد بڑی طاقتوں اور ان کے چیلے چانٹوں کے مقابلہ میں ہماری خواتینِ بزرگوار نے پہلی صف میں

پائیداری اور مقابلہ کیا، کہ ایسا مقابلہ اور اس طرح کی شجاعت کسی بھی دور میں مردوں سے بھی نہیں دیکھی گئی۔

۲۵: اس عظیم معاشرے کی تعلیم و تربیت میں عورتیں پیش پیش رہیں۔

۲۶: اگر انسان ساز عورتوں کو ملت سے چھین لیا جائے تو ملتیں ناکام اور زوال پذیر ہو جائیں گی۔

۲۷: ایک معاشرے کی خوبی و بدی کا منبع اس معاشرے کی عورتوں کی خوبی و بدی ہوا کرتی ہے۔

۲۸: آپ خواتین اور مردانِ تاریخ کو چاہیے کہ ظالموں کو سرکوب کرتے اور حق کا دفاع کرتے میں دُنیا والوں اور آئندہ نسلوں کو پائیداری کا ثبوت دیں۔

خواتین کے حقوق

۱: اسلام نے عورتوں کو آزادی دی ہے۔

۲: اسلام نہ صرف عورت کی آزادی کا موافق ہے۔ بلکہ عورتوں کے تمام وجودی پہلوؤں کے لحاظ سے اسلام نے ہی اس کی آزادی کی بنیاد رکھی ہے۔

۳: شیعہ مذہب نہ صرف عورتوں کو اجتماعی زندگی کے میدان سے خارج نہیں کرتا۔ بلکہ معاشرے میں ان کو بلند و بالا انسانی مقام دیتا ہے۔

۴: اسلامی نظام میں عورت کے وہی حقوق ہیں جو مرد کے ہیں۔ مثلاً حصولِ علم کا حق، کام کرنے کا حق، مالک بننے کا حق اور ووٹ دینے اور ووٹ لینے کا حق۔

۵: انسانی حقوق کے اعتبار سے عورت و مرد میں کوئی فرق نہیں۔ اس لئے کہ دونوں انسان ہیں۔ اور اپنی سرنوشت معین کرنے کا مرد کی طرح عورت کو بھی حق حاصل ہے۔

۶: مرد کی طرح عورت بھی آزاد ہے کہ اپنی سرنوشت اور اپنے لئے کام منتخب کرے۔

۷: اسلامی نظام میں عورت ایک انسان ہوتے ہوئے، اسلامی معاشرے کی تعمیر و ترقی میں مردوں کے ساتھ بھرپور شرکت کر سکتی ہے۔

۸: اسلام نے عورتوں کو زمانۂ جاہلیت کے خرافات سے نجات دی ہے جس قدر دین اسلام نے عورتوں کی خدمت کی ہے۔ خدا جانتا ہے کہ اتنی مردوں کی خدمت نہیں کی۔

۹: اسلام کی نظر میں اسلامی معاشرے کی تعمیر میں عورتوں کا بنیادی نقش ہے۔ اور اسلام عورت کو اتنی ترقی دیتا ہے کہ وہ اپنے انسانی مقام کو معاشرے میں دوبارہ حاصل کر سکے اور ایک بے مصرف چیز نہ رہے اور اسی ترقی کے مطابق وہ حکومت اسلامی کے ڈھانچے میں عہدے بھی لے سکتی ہے۔

۱۰: آج عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے اجتماعی اور دینی فریضوں کو نبھائیں، اور عفت عمومی کی رعایت کریں اور اسی عمومی پاکدامنی کے لحاظ سے سیاسی اور اجتماعی امور بھی انجام دیں۔

۱۱: اسلام فساد کا مخالف ہے اور اسے حرام قرار دیتا ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ فساد مرد کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے۔ ہم چاہتے ہیں کہ عورتوں کو جو فساد للکار رہا ہے انھیں اس سے آزاد کریں۔

۱۲: ہم چاہتے ہیں کہ عورت اپنے بلند و بالا انسانی مقام پر رہے نہ کہ کھلونا ہو۔

۱۳: اسلام نہیں چاہتا کہ عورت ایک چیز یا ایک گڑیا بنکر مردوں کے ساتھ رہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ عورت کی شخصیت کی حفاظت کرے اور اس سے ایک سنجیدہ اور کارآمد انسان بنائے۔

۱۴: اسلام نے چاہا ہے کہ عورت و مرد کی انسانی حیثیت محفوظ رہے۔

۱۵: اسلام میں ہے کہ عورت کو پردہ کرنا چاہیئے۔ لیکن چادر لازمی نہیں۔ بلکہ عورت ہر اس لباس کو پہن سکتی ہے جو اسے پردے میں رکھ سکے۔

یومِ خواتین

۱: اگر عورت کے نام کا کوئی دن معین کیا جائے تو فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے یومِ ولادتِ باسعادت سے بڑھ کر باعثِ افتخار اور اونچا اور کون سا دن ہوگا۔

۲: ایران کی عظیم الشان ملت خاص کر خواتین محترم کے لئے یومِ خواتین مبارک ہو، اس تابناک ہستی کا شرافت ساز دن، جو دُنیا میں انسانی فضیلتوں اور خلیفۃ اللہ کی بلند و بالا اقدار کی بنیاد ہے۔

ماں کا مقام

۱: ماں کے کام سے زیادہ شرافت مندانہ کوئی کام نہیں۔

۲: معاشرے کے لئے ماں کی خدمت، اُستاد کی خدمت اور ہر ایک کی خدمت سے بڑھ کر ہے۔

۳: بچہ کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے۔

۴: اساتیذ سے بہتر ماں کی گود میں بچوں کی تربیت ہوتی ہے۔

۵: ماں کی گود سب سے بڑا مدرسہ ہے جس میں بچہ تربیت پاتا ہے۔

۶: اچھی ماں، بچہ کی اچھی تربیت کرتی ہے۔

۷: اگر مائیں با فضیلت ہوں تو با فضیلت اولاد معاشرے کے حوالہ کرتی ہیں۔

۸: خدانخواستہ اگر ماں گمراہ ہو تو بچہ ماں کی گود سے ہی گمراہ باہر آئے گا۔

۹: آپ خواتین کو ماں ہونے کا شرف حاصل ہے جس میں آپ مردوں سے آگے ہیں۔

۱۰: ملکوں کی اصلاح آپ کی رہینِ منت ہے۔ آپ ماؤں کی مرہونِ منت ہے۔ اور ملکوں کی بربادی اور آبادی آپ کے تابع ہے۔

۱۱: خدا کی رحمت ان ماؤں پر جو اپنے ہونہار جوانوں کو حق کا دفاع کرنے کی خاطر میدان میں بھیجتی ہیں اور ان کی بیش بہا شہادت پر فخر کرتی ہیں۔

۱۲: وہ ملت جس کی دلیر مائیں اور بہنیں اپنے ہونہار جوانوں کی موت پر فخر کرتی ہیں کہ وہ شہیدوں کی صف میں ہیں۔ ہمیشہ کامیاب ہے۔

۱۳: فرزندانِ اسلام کی بہادر ماؤں نے تاریخ کے ہر دور کی قہرمان عورتوں کی جانبازی اور نیکی کی یاد کو تازہ کر دیا ہے۔

۱۴: بنیادی طور پر تربیت، ماں کی پاکیزہ گود اور باپ کے جوار سے شروع ہوتی ہے۔ پھر ان کی اسلامی اور صحیح تربیت کے ذریعہ مُلک کے مفادات کی حفاظت اور اس کے استقلال و آزادی کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔

انقلاب کے مددگار

(شہیدوں، جانبازوں اور رہائی پانے والوں کے خاندان)

۱: ہم سب کا خالق خدا ہے، سارا جہاں خدا کا (پیدا کردہ) ہے اور خدا کا جلوہ ہے۔ اور سارا جہاں اسی کی طرف پلٹ کر جائے گا۔ پس کتنا اچھا ہے کہ اس کا پلٹ کر جانا اختیاری اور انتخابی ہو۔ انسان خدا کی راہ میں شہید ہو جانے کو انتخاب کرے اور موت کو خدا کے لئے اور شہید ہو جانے کو اسلام کے لئے اختیار کرلے۔

۲: آپ شہیدوں کے خاندانوں نے، اس آب و گِل کے افتخار آفرین فرزندوں کی شہادت کے ذریعہ دُنیا کو یہ باور کرا دیا ہے کہ اسلام کی راہ میں اپنے تمام پیاروں کو قربان کر دیں گے۔

۳: (شہیدوں کے خاندانوں سے خطاب کرتے ہوئے) آپ اس ملّت کے چشم و چراغ ہیں۔

۴: اُمید ہے کہ آپ عزیزانِ نوخیز، جو خداوندِ متعال اور اسلام عزیز کی راہ میں فداکاری کرنے والوں کی یادگاریں ہیں اپنے پدرانِ بزرگوار کی طرح اپنے آپ کو اسلام عظیم اور وطنِ عزیز کا دفاع کرنے کے لئے تیار کریں گے۔

۵: شہیدوں، اسیروں، کھو جانے والوں اور جانبازوں کے خاندان، پہلے بھی ایثار و شہادت کی قدر و قیمت کے نگہبان تھے اور اس کے بعد بھی خدا کی مدد سے اس کے محافظ رہیں گے۔

۶: آپ، شہیدوں، معذوروں اور زخمیوں کے خاندانوں نے یہ دکھا دیا ہے کہ استعمار کو اس مُلک کے مقدرات پر سایہ ڈالنے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔

۷: اس انقلابِ عظیم کے شہید، صدرِ اسلام کے شہیدوں کی طرح ربِ کریم کی مقدس بارگاہ میں درجات والے اور خداوندِ متعال اور اسلام کے اولیائے عظیم الشان کی عنایت کے حامل ہوں گے۔

۸: آپ اگر ان کی خدمت کریں گے تو یہ نبی اکرمؐ اور انبیاءؑ کی خدمت ہے۔

۹: (شہید فاؤنڈیشن کے عہدیداروں سے خطاب) آپ کا خدمت کرنا سب سے عظیم الشان خدمتوں میں سے ہے۔

۱۰: میں جب بھی ان عزیزوں سے ملتا ہوں یا ان کے انسان ساز وصیت نامے دیکھتا ہوں تو مجھے اپنی حقارت و ذلّت کا احساس ہوتا ہے۔

۱۱: شہیدوں کے مرقد، ان کے جسم اور معذوروں کے بدن وہ گویا زبانیں ہیں جو ان کی زندۂ جاوید روح کی عظمت کی گواہی دیتی ہیں۔

۱۲: (شہیدوں کے فرزندوں سے خطاب کرتے ہوئے) آپ مضبوط فولادی عزم و ارادوں کی یادگاریں اور سچّے گواہ، حق کے بااخلاص بندوں کا کامل نمونہ ہیں۔

۱۳: میری خواہش ہے کہ آپ کی ایک ایک فرد، عالم، متخصص اور اسلام خالصِ محمدیؐ کی پابند اور امریکی و ثروت مندوں کے اسلام کی سرسخت مخالف، اور اپنے شہیدوں اور ایثار گردوں کے ساتھ وفاداری کی علمبردار ہو، اور علم و پارسائی کا چراغ لے کر ظلمتِ نفاق، کج فکری، رجعت پسندی اور مقدس مآبی کے دھبوں کو اسلام کے دامن سے صاف کر سکے۔

۱۴: آپ کے عزیزوں کی شہادت وجانبازی کا نورانی کارنامہ معنوی لحاظ سے ان کے بلند ترین درجات اور مراتب تحصیل کے حاصل کرنے کا سچا گواہ ہے۔ جو خدا کی خوشنودی اور محبت کے ساتھ جاری ہوا ہے، اور آپ کا کارنامہ آپ کی محبت اور تلاش پر منحصر ہے۔

۱۵: آج کی دُنیا میں زندگی، مدرسۂ ارادہ میں زندگی ہے، اور ہر انسان کی سعادت و شقاوت اس کے ارادے سے قلمبند ہوتی ہے۔

۱۶: ہمارے گمشدہ عزیز بحر بیکراں خداوندی کا محور ہیں، اور اس پست دُنیا کے ذاتی فقراوان کے اعلیٰ وارفع مقام کی حسرت واندوہ میں غرق ہیں۔

۱۷: میرا سلامِ گرم اور خالص محبت کا پیام انقلاب کے ان بیش بہا ذخیروں اور عشق و شہادت کی دانش گاہ کے جاودانی معلمین کی یادگاروں کو پہونچا دیجئے۔

۱۸: (جنگ کے) زخمی اور معذور افراد خود ہدایت کی ایسی مشعل ہو گئے ہیں کہ جو اس مُلک کے کونے کونے میں دین کو باور ماننے والے افراد کو آخرت کی سعادت تک پہونچنے کا راستہ دکھا رہے ہیں۔

۱۹: درود ہو آپ معذوروں اور صدمہ سہنے والوں پر کہ جنھوں نے اپنے اعضاء اور سلامتی کو قرآنِ کریم کی سربلندی کے لئے قربان کیا۔

۲۰: خبردار! کہیں ایسا نہ ہو کہ ان شہیدوں کے پسماندگان یا ان معذوروں سے سخت لہجہ میں ایک کلمہ بھی کہا جائے۔

۲۱: جو لوگ اپنی ذات اور اپنے اقتدار کے لئے، آپ جوانوں اور معذوروں کے خون کو ذریعہ بناتے ہیں وہ انسانی فطرت سے بے بہرہ ہیں۔

۲۲: آپ بذات خود فخر و مباہات اور اسلام کی بولتی ہوئی زبان ہیں۔

۲۳: انقلاب کے پاس جو کچھ ہے وہ شہیدوں اور ایثار گروں کے جہاد اور ان کی برکت سے ہے۔

۲۴: اے شہیدو! حق تعالےٰ کے جوارِ رحمت میں آسودہ خاطر رہو۔ اس لئے کہ تمھاری ملت تمھاری حاصل کردہ کامیابی کو ہاتھ سے جانے نہیں دے گی۔

۲۵: اے اپنے خون میں سو جانے والے شہیدوں کے وارثو! اور اے عزیزان معذور جنھوں نے اپنی سلامتی کو قربان کر کے حیاتِ جاوید کا بیمہ کرایا ہے! مطمئن رہو کہ آپ کی ملت اللہ کی حکومت کے قیام اور امام زمانہؑ "میری جان ان پر قربان ہو جائے"! کے ظہورِ پُر نور تک کامیابی کی حفاظت کرنے پر تُلی ہوئی ہے۔

جوان اور نوجوان

۱: ہمیں اپنے جوانوں کی انسانی تربیت یعنی اسلامی تربیت کی ضرورت ہے۔

۲: جوانوں کو تعلیم دلائیے اور تعلیم کے ساتھ تربیت بھی ہو۔

۳: یہ جوان حضرات جن کا کام مستقبل میں اس مُلک کی حفاظت کرنا اور اس کی حکومت سنبھالنا ہے ان کی صحیح طریقے سے اصلاح و تربیت ہونا چاہیے۔

۴: اسلام نے جتنی ہمارے ان بچّوں اور جوانوں کو مہذب بنانے کی کوشش کی ہے کسی اور کے لیے اتنی کوشش نہیں کی۔

۵: ابھی سے جبکہ آپ جوان ہیں اور جوانی کی طاقتیں محفوظ ہیں، خواہشاتِ نفس کو اپنے نفس سے خارج کرنے کی کوشش کیجئے۔

۶: توبہ کی بہار، جوانی کے دن ہیں۔ جب گناہوں کا بوجھ ہلکا، اور دِلی کدورت اور اندرونی ظلمت ناقص ہوتی ہے۔ اور توبہ کے شرائط آسان اور ہلکے ہوتے ہیں۔

۷: جوان بیٹوں اور بیٹیوں سے میری گذارش ہے کہ استقلال، آزادی اور انسانی اقدار کو چاہے رنج و زحمتیں سہہ کر ہی سہی، عیش و عشرت، بناؤ سنگار، بے پردگی اور مغربیوں اور ان کے کٹھ پتلوں کی طرف سے آپ کے لئے قائم کئے جانے والے بدکاری کے اڈوں میں حاضری دینے پر قربان نہ کریں۔

۸: تاریخ کے ہر دور میں، اور خاص کر پچاس برس یا اس سے کچھ زیادہ کے عرصہ میں، جو لوگ ہمیں غارت کرنا چاہتے تھے انھوں نے کوشش کی ہے کہ ہمارے جوانوں کو لاپرواہ بنادیں۔

۹: آپ مسلمان جوانوں پر لازم ہے کہ سیاسی، اقتصادی، اجتماعی اور دوسرے شعبوں میں اسلامی حقائق کی تحقیق و بررسی کرتے وقت اسلامی اصولوں کو پیشِ نظر رکھیں اور ان خصوصیات کو نہ بھلائیں جو اسلام کو دوسرے مکاتب سے جدا کرتی ہیں۔

۱۰: ہمارے جوانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ، جب تک کسی کے اندر معنویت اور توحید و معاد کا عقیدہ نہ ہو محال ہے کہ وہ خود کو بھول کر کرامت کی فکر کرے۔

۱۱: آپ ہونہار جوان، اور نیکنام محصّلینِ علم جو میری اُمید اور میری نوید ہیں۔ جہاں کہیں بھی ہوں، ایران کے جس گوشے میں بھی ہوں، بیدار رہیں اور بیدار رہ کر اپنے حقوق کا دفاع کریں۔

۱۲: ہمارے جوان، بوڑھے، ہماری عورتیں، ہمارے مرد اور بچے، سب کو چاہیے کہ اسلام، عزت و

وقارِ اسلام اپنے وطن کے وقار اور قرآنِ کریم کے غلبہ کے لئے ایثار کریں۔

۱۳: اے جوانانِ عزیز، آپ ناامیدی کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں۔ حق کامیاب ہے۔

۱۴: آپ جوانوں کے زورِ بازو سے اس ملک کی تقدیر بدلنا چاہیئے۔

۱۵: کس قدر باعثِ فخر ہے کہ ہمارے ملک میں ہونہار جوان اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔

۱۶: یہ تبدیلی جو ہمارے جوانوں اور متعہد انسانوں میں پیدا ہوئی ہے۔ اس کی اہمیت اس تبدیلی سے کہیں زیادہ ہے جو ملک میں رونما ہوئی ہے۔

۱۷: آپ جوان حضرات جو میری اُمید اور میری بشارت ہیں کوشش کر کے اپنے اتحاد کو محفوظ رکھیے۔

۱۸: آپ دینِ اسلام کے قیمتی جوانوں پر جو مُسلمانوں کے لئے سرمایۂ اُمید ہیں لازم ہے کہ ملتوں کو آگاہ کریں اور استعماریوں کے ناپاک اور تباہ کن منصوبوں کو برملا کریں۔

۱۹: آپ روشن فکر جوانوں کا فرض ہے کہ اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک غفلت کی نیند سونے والوں کو اس خوابِ مرگبار سے بیدار نہ کر لیں۔ اور استعماریوں اور بدتہذیب ایجنٹوں کے مظالم اور خیانتوں کا راز فاش کر کے غافلوں کو ہوشیار نہ کر دیں۔

۲۰: آپ جوان نسل کا فریضہ ہے کہ جو لوگ مغرب کے نشہ میں دُھت ہیں ان کو بیدار

کریں۔ اور ان کی اور ان کے ایجنٹوں کی حکومتوں کی تباہ کاریوں کو برملا کریں۔

۲۱: ہمارے کچھ جوانوں نے اپنی تمام قومی حیثیت کو مغرب پر قربان کر دیا تھا۔ اور یہ وہ روحانی شکست تھی جو ہمارے لئے تمام ناکامیوں سے بڑھ کر تھی۔

۲۲: ہمارے جوان اس خام خیالی کا شکار نہ ہوں کہ جو کچھ ہے مغرب میں ہے اور خود ان کے پاس کچھ نہیں۔

چوتھی فصل:

معاشرتی عدالت

۱: ملت ایران آزادی، استقلال اور عدالت چاہتی ہے اور معتقد ہے کہ اسلام کے سائے میں اور قوانین اسلام کے تحت رہے بغیر ان چیزوں کو حاصل نہیں کر سکتی۔

۲: عدالت کو نافذ کیجئے۔ عدالت کو دوسروں کے لئے ہی نہ چاہیئے بلکہ اپنے لئے بھی چاہیئے۔

۳: عدل جس سے بھی ظاہر ہو عدل ہے، اور جرم و زیادتی جس سے بھی سرزد ہو جرم ہے۔

۴: میانہ روی، عدالتِ الٰہی اور صراطِ مستقیم سے خارج ہونا گمراہی ہے اور اس سے بچنا الٰہی فریضہ ہے۔

۵: دنیا والوں کو بتا دیجئے کہ حق اور عدلِ الٰہی کے نفاذ، اور مشرکانِ دہر کا قلع قمع کرنے کی راہ میں

سر دھڑ کی بازی لگا دینا چاہیئے، اور ہر چیز حتیٰ اسماعیل ذبیح اللہ کو بھی قربان کر دینا چاہیئے۔ اس لئے کہ حق زندۂ جاوید ہے۔

مستضعفین اور محرومین کی حمایت

۱: اسلامی شیوہ یہ ہے کہ مستضعفین کی حمایت کریں۔

۲: ہم اسلامِ عظیم کی پیروی کرتے ہوئے ان سبھوں کی حمایت کرتے ہیں جن کو کمزور رکھا گیا ہے۔

۳: میرے خیال میں محروموں کی خدمت سے بڑی کوئی عبادت نہیں۔

۴: میرے عزیز دوستو! خود کو اسلام اور ملّت محروم کی خدمت کے لئے تیار کرو۔ خُدا کے بندوں کی خدمت کہ جو خدا کی خدمت ہے، کی خاطر کمر کس لو۔

۵: محروم طبقوں کی خوشحالی کی راہ میں کوشش کرنے کی سب کو وصیت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ تمھاری دُنیا و آخرت کی بھلائی معاشرے کے محروموں کی خبر گیری میں ہے۔

۶: کتنا اچھا ہو کہ مالدار طبقے، رضا کارانہ طور پر جھونپڑیوں اور چھپروں میں رہنے والوں کے لئے مکان بنوائیں، اور مطمئن رہیں کہ دُنیا و آخرت کی اس میں بھلائی ہے۔ یہ انصاف سے دور ہے کہ کوئی تو بے گھر ہو اور کسی کے پاس سر بفلک عمارتیں ہوں۔

۷: ہماری عید اس دن ہوگی جب ہمارے فقراء و مستضعفین خوشحال زندگی اور اسلامی و انسانی تربیت حاصل کر لیں گے۔

۸: اہم یہ ہے کہ کمزور طبقے کو زیادہ مدِنظر رکھا جائے۔

۹: خداوہ دن نہ لائے جب ہماری اور ہمارے مُلک کے حکام کی سیاست محروموں کے دفاع کو پسِ پشت ڈالنا اور سرمایہ داروں کی حمایت کرنا قرار پائے۔

۱۰: اسلام کمزور رکھے گئے افراد کے لئے ہے اور اس کی پہلی نگاہِ لطف انہی پر ہے۔

۱۱: یہ صدی انشاء اللہ مستضعفوں کے مستکبروں اور حق کے باطل پر غلبہ حاصل کرنے کی صدی ہے۔

۱۲: فقیروں، کمزوروں اور جھونپڑیوں میں رہنے والوں کی خدمت کیجئے جو ہمارے ولی نعمت ہیں۔

۱۳: خدائے تبارک وتعالےٰ کی بارگاہ میں کوئی خدمت اتنا فائدہ نہیں دیتی جتنا جھونپڑیوں میں رہنے والوں کی خدمت کرنا فائدہ مند ہے۔

محلوں میں رہنے والے اور جھونپڑیوں میں رہنے والے

۱: ہمیں اس ملت کے اندر سے محل نشینی کی عادت کو ختم کرنے کی کوشش کرنا چاہئیے۔

۲: اکثر بُری عادتیں، خوشحال طبقہ سے دوسرے لوگوں تک پہونچی ہیں۔

۳: محل نشینوں کی طبیعت، صحیح تربیت، اختراع، تصنیف وتالیف اور زحمت اُٹھانے سے منافات رکھتی ہے۔

۴: جب ہم اپنے مذہب میں غور کرتے ہیں کہ ہماری فقہ اس قدر غنی اور فلسفہ اس قدر مستغنی ہے تو پتہ چلتا

ہے کہ جن اشخاص نے فقہ کو غنی بنایا ہے یا فلسفہ میں مطالب کا انبار لگا کر اسے مستغنی کیا ہے وہ محلات میں نہیں بلکہ جھونپڑیوں میں رہنے والے تھے۔

۵: جو بے چینی و بلچل محل نشینوں میں پائی جاتی ہے وہ جھونپڑی میں رہنے والوں میں نہیں۔ اور جو اطمینان اس محروم طبقہ کو حاصل ہے۔ وہ اس طبقہ کو حاصل نہیں جو اپنے خیال میں بڑی بلندیوں پر ہیں۔

۶: ہم نے مشروطیت کے پورے دور میں ان کاخ نشینوں کے ہاتھوں بہت صدمے اٹھائے ہیں، ہماری پارلیمنٹیں کاخ نشینوں سے بھری ہوتی تھیں۔ ان کے درمیان جھونپڑیوں والے چند ہی افراد ہوتے تھے۔ اور یہی چند جھونپڑیوں والے افراد ہوتے تھے جو اکثر گمراہیوں کی روک تھام کرتے تھے۔

۷ ہمارے کارکنوں میں الحمدللہ اس وقت کوئی بھی کاخ نشین نہیں۔ ہماری حکومت محلوں میں رہنے والوں کی حکومت نہیں، جس روز ہماری حکومت محلوں کی طرف مائل ہوگئی۔ اس روز ہمیں اپنی حکومت اور ملت کی فاتحہ پڑھ لینا چاہیے۔

۸: جس روز ہمارا صدر، خدانخواستہ، جھونپڑی کی عادت چھوڑ دے اور کاخ نشینی کی طرف متوجہ ہو جائے اسی دن اس کا اور اس کے حامیوں کا زوال شروع ہو جائے گا۔

۹: کاش یہ کاخ نشین ہمارے دردمندوں کی حالت دیکھ لیتے تاکہ امریکہ کی ظالم و جابر حکومت کے مظالم کو ہوا نہ دیتے!

۱۰: آپ جھونپڑیوں میں رہنے والے ہونہار جوانوں کا طبقہ، کاخ نشین اشخاص سے زیادہ شریف ہے۔ اور آپ ہی نے اسلام کی حفاظت کی ہے۔

۱۱: ان جھونپڑی میں رہنے والوں اور شہید پیش کرنے والوں کے سر کا ایک بال، دُنیا کے تمام محلوں اور محل نشینوں سے زیادہ شرف و برتری رکھتا ہے۔

۱۲: یہ شہر کے نشیبی حصہ میں رہنے والے اور بقول آپ کے یہ پابرہنہ لوگ، یہی ہم جیسوں کے ولی نعمت ہیں۔

۱۳: اگر ان محروم طبقوں کی حمایت نہ ہوتی تو حکومت برقرار نہیں رہ سکتی تھی۔

۱۴: اگر ان محروموں، دیہاتیوں اور شہر کے جنوبی علاقہ کے رہنے والوں کی ہمت نہ ہوتی تو نہ سابقہ حکومت ختم ہوتی اور نہ ہم ہی مشکلات کا مقابلہ کر پاتے۔

۱۵: جن لوگوں نے فقر و محرومی اور کمزور رکھے جانے کا درد سہہ رکھا ہے وہ آخر تک ہمارے ساتھ ہیں۔

کام اور مزدور

۱: ایک ملت کی زندگی، کام اور مزدور کی مرہونِ منت ہوا کرتی ہے۔

۲: کاریگر معاشرے کا ارزش مند ترین طبقہ اور مفید ترین گروہ ہے۔

۳: مختلف انسانی معاشروں کا زبردست کاروبار کاریگروں کے توانا ہاتھوں کی وجہ سے حرکت اور گردش میں ہے۔

۴: کاریگروں کے نام کا دن، سپر طاقتوں کے تسلط کے دفن ہوجانے کا دن ہے۔

کھیتی باڑی

۱: ایران ایک ایسا مُلک ہے جس کی کھیتی باڑی کو ہر لحاظ سے غنی ہونا چاہیئے۔

۲: آپ کسان حضرات جو ملّت کے سب سے بڑے پشت پناہ ہیں۔ اپنے کھیتی باڑی کے کام کو جاری رکھیں۔

۳: آپ جانتے ہیں کہ اس وقت ہم موادِ غذائی میں بیرون مُلک کے محتاج ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم خود اس کمی کو پورا کریں اور یہ کام ہمارے کسانوں کی ہمّت کا ہے۔

۴: ہر ملک میں کارگیر اور کسان اس ملک کی بنیاد ہوتے ہیں، مُلک کی اقتصادی بنیادیں کارگیر اور کسان کے کام سے وابستہ ہوتی ہیں۔

۵: کسان اور کارگیر مُلک کے استقلال کی بنیاد ہیں۔

۶: جس نوعیت کے زمینی اصلاحات (۵۲) ہم چاہتے ہیں کہ عمل میں لائیں۔ ان سے کسان کو اس کے کام کے محصول سے فائدہ پہونچے گا۔ اور جن مالکوں نے اسلامی قوانین کے خلاف عمل کیا ہے ان کو سزا ملے گی۔

۷: کسانوں کا جہاد کھیتی باڑی کو رونق بخشتا ہے۔

بازار اور سرمایہ

۱: اس وقت بازار بظاہر متدین تاجروں کے ہاتھ میں ہے۔ تو اس خیال میں، کہ اب کوئی نہیں جو ہم پر دباؤ ڈالے اور کہے کہ نرخ یہ ہونا چاہیے۔ ان کو زیادتی نہیں کرنا چاہیے۔ حاکمِ وقت کا کام ہے کہ وہ روک تھام کرے۔

۲: اسلام نہ ظالمانہ، بے حساب اور ظلم و ستم کی چکی میں پسنے والے طبقوں کو محروم کرنے والی سرمایہ داری کا موافق ہے۔ بلکہ کتاب و سنت میں سختی کے ساتھ اس کی مذمت کرتا ہے اور اس کو عدالتِ اجتماعی کے خلاف سمجھتا ہے۔ اور نہ اس کی حکومت، کمیونزم، مارکسزم اور لینن ازم کی حکومت جیسی ہے جو فرد کی مالکیت کی مخالف اور اشتراک کی قائل ہے۔

ماہرین کی وطن واپسی

جو لوگ خدمت کرنا چاہتے ہیں اور وطن واپسی کا ارادہ رکھتے تھے یا رکھتے ہیں، مملکت اور انقلاب کی آغوش ان کے استقبال کے لئے ہمیشہ کھلی ہے۔ لیکن ایسا نہیں کہ ان کے ساتھ تمام اصولوں کا سودا کیا جائے گا۔

چوتھا حصّہ

امام خمینی قدس سرہ

۱: رہبر کہنے کے بجائے اگر مجھے خدمت گزار کہیں تو بہتر ہے۔ رہبری مدنظر نہیں، مقصود خدمت گزاری ہے اسلام نے ہم پر فرض کیا ہے کہ ہم خدمت کریں۔

۲: اسلام میں اور میرے نزدیک رہبری نہیں، برادری مقصود ہے۔

۳: میں ایران کے لوگوں کا بھائی ہوں اور خود کو ان کا خادم اور سپاہی سمجھتا ہوں۔

۴: میں خدائے تبارک وتعالیٰ سے سب کی توفیق کا طالب ہوں۔ میں باہر سے آپ کی خدمت ہی کے لئے آیا ہوں۔ میں آپ کا خادم ہوں۔ میں آپ کی ملّت کا خادم ہوں۔

۵: میں آیا ہوں تاکہ اپنی طرف سے آپ کو خدمت گذاری کا عہد نامہ پیش کروں کہ جب تک زندہ ہوں آپ کا خدمت گذار، تمام اسلامی اقوام کا خدمت گذار، ایران کی عظیم ملت حوزے اور یونیورسٹی والوں، ملک کے تمام طبقات، جملہ اسلامی ممالک کے تمام طبقات اور

دُنیا میں تمام دُنیا کے محروم افراد کا خدمت گذار ہوں۔

۶: میں، علمائے اسلام اور ملت اسلام کے خدمت گذاروں میں سے ایک خدمت گذار ہوں، خطرناک مواقع پر اور عظیم اسلامی مفادات کی خاطر، حقیر ترین افراد کے آگے تواضع اور فروتنی کے لئے تیار ہوں چہ جائیکہ علمائے اعلام اور مراجع عظام "کثر اللہ امثالھم"

۷: میں آپ سب کے لئے دعاگو اور پوری قوم کا خادم ہوں، اور امیدوار ہوں اپنی اس خدمت کو تمام کرسکوں اور مجھے فرصت مل جائے کہ خدمت کو پایۂ تکمیل تک پہونچا دوں۔

۸: خمینی آپ کے فرد فرد کا ہاتھ چومتا ہے۔ ہر ایک کا احترام کرتا ہے۔ اور آپ میں سے ہر ایک کو اپنا رہبر سمجھتا ہے۔ میں نے بارہا کہا ہے کہ مجھ میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں۔

۹: میں آپ کی عظمت کی حفاظت کرنے اور آپ کے دشمنوں کو چت کرنے کے لئے آیا ہوں۔

۱۰: مجھے مالی مدد کی ضرورت نہیں۔ میں ایک قلم اور کاغذ کے چند اوراق کے ذریعہ شاہ کے خلاف لڑوں گا اور کبھی اگر مجھے مالی مدد کی ضرورت ہوئی تو میری قوم میری مدد کرے گی۔

۱۱: میرے نزدیک کسی خاص جگہ کی کوئی اہمیت نہیں۔ بلکہ فریضۂ الٰہی کے انجام دینے اور اسلام و مسلمین کے عظیم مفادات مقصود ہیں۔

۱۲: میرے پیش نظر جگہ نہیں، ظلم کے خلاف جہاد میرے پیش نظر ہے۔ جہاں یہ جہاد بہتر طور پر ہوسکے میں وہاں رہوں گا۔

۱۳: اب میں نے اپنے دل کو تمہارے نوکروں کے نیزوں کی نوک کے لئے تیار کرلیا ہے۔ لیکن تمہارے ظالموں کی زبردستی کی باتیں سننے اور ان کے سامنے جھکنے کے لئے ہرگز آمادہ نہیں

کروں گا۔

۱۴: میں چند دن کی ذلت ورسوائی کی زندگی کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

۱۵: خمینی کو اگر پھانسی پر چڑھا دیں تب بھی وہ سمجھوتہ نہیں کرے گا۔

۱۶: اگر خمینی آپ کے ساتھ سمجھوتہ کر بھی لے، تب بھی ملّتِ اسلام آپ کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کرے گی۔

۱۷: ملتِ ایران جان لے کہ میں ان کے دوش بدوش، قوانینِ اسلام اور ملکی مفادات کی خاطر آخری دم تک اپنی جنگ جاری رکھوں گا۔

۱۸: خدا جانتا ہے کہ میں اپنی ذات کے لئے کسی تحفظ اور حق و امتیاز کا خواہاں نہیں ہوں۔ اگر مجھ سے بھی غلطی ہو تو میں سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔

۱۹: مجھے اُمید ہے کہ خمینی اسلام کے صراطِ مستقیم سے، جو ظالم طاقتوں کے خلاف جنگ ہے، کبھی منحرف نہیں ہوگا۔

۲۰: جو لوگ مجھے پہچانتے ہیں انھیں معلوم ہے کہ جو کام مجھے کرنا ہوتا ہے میں کسی سے متاثر ہوئے بغیر اسے انجام دیتا ہوں۔

۲۱: میں نے بار بار اعلان کیا ہے کہ میں نے کسی بھی شخص کے ساتھ چاہے وہ کسی بھی مرتبہ کا ہو اخوت کا صیغہ نہیں پڑھا ہے۔

۲۲: میں اعلان کرتا ہوں کہ جو شخص بھی میری طرف کسی اسلامی دستور کے خلاف کسی بات کی نسبت دے وہ جھوٹ بولتا ہے۔

۲۳: میری دوستی کا معیار ہر شخص کے صحیح طریقِ کار میں چھپا ہوا ہے۔

۲۴: اگر میں کبھی بولنے کو اسلام کے لئے مصلحت سمجھوں تو میں بولتا ہوں اور اپنی بات کا پیچھا کرتا ہوں اور خدا کا شکر ہے کہ میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔ خدا کی قسم میں اب تک نہیں ڈرا ہوں، جس روز مجھے پکڑ کر لے جا رہے تھے تو وہ لوگ ڈر رہے تھے اور میں ان کو دلاسہ دے رہا تھا کہ نہ ڈرو۔

۲۵: میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ کوئی حکم دوں اور اس کے بعد بیٹھ کر اونگھنے لگوں۔ یہ سوچ کر کہ اب حکم خود نافذ ہوگا۔ بلکہ میں حکم کا پیچھا کرتا ہوں۔

۲۶: میں پاپ نہیں کہ صرف اتوار کے روز مراسم انجام دوں اور باقی دنوں میں بادشاہی کروں اور دوسرے امور سے کوئی غرض نہ رکھوں۔

۲۷: میں جو اپنا طالب علمی والا کام چھوڑ کر یہاں آیا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس ایک صالح حکومت نہیں تھی۔ ایک نیک حکومت برسرِ اقتدار نہیں تھی۔

۲۸: میں شرق و غرب عالم، اور دُنیا کے تمام مسلمانوں اور تمام اسلامی ملتوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔

۲۹: استعمار اور استعماریوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے، اسلامی ممالک کو آزاد کرانے اور غلامی کی زنجیریں توڑنے کی خاطر میں دُنیا کے تمام آزادی خواہوں اور تمام ملتِ اسلام کے ساتھ گرمجوشی سے ہاتھ ملاتا ہوں۔

۳۰: میں ساری دنیا کے تمام ان عزیزوں کے دست و بازوؤں کو چومتا ہوں، جنھوں نے جہاد کا سنگین بوجھ اپنی پیٹھ پر اُٹھا رکھا ہے اور راہِ خدا میں جہاد، اور مسلمانوں کی سربلندی کا پکا

ارادہ کئے ہوئے ہیں۔ اور اپنے خالص سلام و درود کو آزادی و کمال کے تمام غنچوں پر نثار کرتا ہوں۔

۳۱: میں اپنی عمر کے آخر میں نہایت انکساری کے ساتھ ان تمام گروہوں کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہوں اور ان سے مدد طلب کرتا ہوں۔ جو اسلام اور اس کے احکام کے نفاذ کے لئے جو سعادت کا واحد راستہ اور نئے اور پرانے استعمار کے چنگل سے ایران کی آزادی اور استقلال کا ضامن ہے، کوشش اور فداکاری کر رہے ہیں۔

۳۲: میں نے اپنی پوری طاقت سے ملتِ مُسلمان کے تمام طبقات میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور کر رہا ہوں۔

۳۳: میری آپ ملتِ ایران سے گذارش ہے کہ اگر کسی اخبار میں، کسی جریدے میں یا کسی اور جگہ مجھے بُرا کہیں، گالی دیں تو کسی کو جواب میں ایک بات کہنے کا بھی حق نہیں۔ میں نے جواب دینے کو آپ پر حرام کر دیا ہے۔ اس لئے کہ یہ سازش ہے۔ ان سازشوں کو خاموشی کے ساتھ ناکام بنائیے۔ اور اگر سازشیں بڑھ گئیں تو ہم آہنی مُکّے کے ذریعہ ناکام بنائیں گے۔

۳۴: میں نے اگرچہ اپنا عزیز فرزند کھویا ہے جو میرے تن کا ٹکڑا تھا لیکن مجھے فخر ہے کہ اس طرح کے جاں نثار فرزند اسلام میں موجود تھے اور اب بھی موجود ہیں۔

۳۵: میں ہمیشہ رضاکاروں کے خلوص اور پاکباطنی پر رشک کرتا ہوں اور خدا سے چاہتا ہوں کہ مجھے رضاکاروں کے ساتھ محشور کرے۔ اس لئے کہ اس دنیا میں میرا ایک افتخار یہ ہے کہ میں رضاکار (بسیجی) ہوں۔

۳۶: میں نے اپنی جان اور خونِ ناقابل کو، واجب حق کی ادائیگی اور مُسلمانوں کے دفاع کا فریضہ انجام دینے کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ اور شہادت جیسی فوزِ عظیم کے انتظار میں ہوں۔

۳۷: میں جب کبھی ان مردوں اور عورتوں کے جذبات کا مطالعہ کرتا ہوں جن کے جوان بچے شہید ہو چکے ہیں کہ وہ کس قدر بہادری کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کرتے تھے اور کر رہے ہیں۔ تو مجھے شرمندگی کا احساس ہوتا ہے۔

۳۸: ہماری بہنیں اور بھائی ہم سب اسلام کے سپاہی ہیں، اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس کتاب میں ہمارا نام لکھا جائے جس میں اسلام کے سپاہیوں کا نام لکھا جاتا ہے۔

۳۹: مجھے دو میں سے ایک نیکی کے حصول میں کامیابی کی اُمید ہے۔ یا اپنے مقصد میں آگے بڑھنا اور حق و عدالت برقرار کرنا، یا اس کی راہ میں شہید ہو جانا جو راہِ حق ہے۔

۴۰: حکومتیں، سُپر طاقتیں اور ان کے نوکر اطمینان رکھیں کہ اگر خمینی اکیلا بھی رہ جائے، تب بھی وہ کفر، شرک، بُت پرستی اور ظلم کے خلاف اپنی جنگ جاری رکھے گا۔ اور خدا کی نصرت کے سہارے، دُنیائے اسلام کے ان رضاکاروں اور سامراجیوں کے غضب کا شکار ان برہنہ پا انسانوں کے ساتھ جہانخواروں اور ان کے چیلے چانٹوں کی آنکھوں سے آرام کی نیند سلب کرے گا جو ظلم و ستم پر اصرار کر رہے ہیں۔

۴۱: ناممکن ہے کہ خمینی ان دیو سیرتوں، مشرکوں اور کافروں کے، حریم قرآن کریم، عترت، رسولِ خدا، اُمّت حضرت محمد مصطفےٰؐ اور حضرت ابراہیم حنیف کے پیروکاروں پر ظلم کے مقابلہ میں خاموش اور آرام سے بیٹھا رہے۔ یا مسلمانوں کی ذلّت و حقارت کے مناظر کا نظارہ کرتا رہے۔

۴۲: ہماری تحریک کا دار و مدار کسی ایک شخص پر نہیں، ہماری تحریک سب کی ہے۔ پوری ملّت رہبر ہے اور سب جاگ اُٹھے ہیں۔

توضیحات

توضیحات

۱: حضرت امام خمینیؒ نے مذکورہ کتب کے علاوہ متعدد کتابیں اور مقالات، فقہ، فلسفہ، عرفان اور اخلاق کے موضوع پر تالیف فرمائیں ہیں ان کے عرفانی اشعار "دیوان امام" کے نام سے حال ہی میں موسسۂ تنظیم ونشر آثارِ امام خمینیؒ کی طرف سے منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ آپ کی ۱۰۲۶ سے زائد تقریریں، ۲۱۹ پیغامات، ۲۰۳ خطوط، ۱۱۸ انٹرویوز اور ۱۹۷ حکم نامے بھی بطورِ یادگار موجود ہیں۔ ان میں سے بعض آثار، صحیفہ نور (۲۲ جلد) اور کوثر (۴ جلد) کی صورت میں چھپ چکے ہیں۔

۲: امام خمینیؒ نے ۱۴ر خرداد ۱۳۶۸ ہجری شمسی بمطابق ۲۸ر شوال المکرم ۱۴۰۹ ہجری قمری بمطابق ۳ر جون ۱۹۸۹ء رات کے وقت، اس دُنیا سے رحلت فرمائی اور ملکوت اعلیٰ سے جاملے۔

۳: اپنے عقیدہ و مذہب کا اُن مقامات پر اظہار نہ کرنا جہاں کسی شخص کے مال، جان یا عزت کو نقصان پہونچنے کا خوف ہو، تقیہ، مذہب شیعہ میں اہم ترین مسائل میں سے ہے۔ اسکا لحاظ کرنا اس کی شرائط پر موقوف ہے یہ کبھی واجب، کبھی مستحب، کبھی مکروہ اور کبھی حرام ہوتا ہے۔

۴: محمد رضا پہلوی ایران کا شاہ سابق پہلوی خاندان کا دوسرا اور آخری بادشاہ تھا، ۱۳۲۰ ہجری

شمسی (۱۹۴۱ء) میں اتحادی فوجوں نے ایران پر قبضہ کرلیا اور اس کے باپ (رضا شاہ) کو سلطنت سے ہٹانے کے بعد اتحادی فوجوں کے سربراہوں کے مشورے سے اسے سلطنت کے منصب پر فائز کر دیا گیا، اس نے ۳۷ برس حکمرانی کی، امام خمینیؒ کی قیادت میں ایرانی مسلمان عوام کی ہم آہنگ اور ملک گیر تحریک کے بعد وہ دی ۱۳۵۷ ہجری شمسی (جنوری ۱۹۷۹ء) میں ایران چھوڑنے پر مجبور ہوگیا، انقلابِ اسلامی ایران کی ۲۲ بہمن ۱۳۵۷ ھ ش (۱۱ فروری ۱۹۷۹ء) میں کامیابی پر پہلوی سلطنت کے بچے کھچے طرفداروں کے اقتدار کا خاتمہ ہوگیا۔

۵: طاغوت کا اطلاق ہر بُت اور ہر اس انفرادی چیز پر ہوتا ہے جو انسان کو نیکی سے روکے اور ضلالت و گمراہی کی طرف لے جائے۔ قرآنِ مجید میں "طاغوت" کا لفظ آٹھ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ ظہورِ اسلام سے پہلے قبیلہ قریش کے بتوں میں سے ایک بُت کا نام بھی تھا۔ یہ نام شیطان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، طاغوت نیکیوں اور عظیم اقدار کے خلاف طغیان و سرکشی کرنے والے کو بھی کہا جاتا ہے۔

۶: امام حسین علیہ السلام (امیر المومنین علیؑ اور فاطمہؑ بنتِ رسولؐ کے بیٹے) شیعوں کے تیسرے امام ہیں۔ ہجرت کے چوتھے سال (۶۲۵ء) مدینہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کی ابتدائی تربیت پیغمبرِ اسلام کے دامن میں ہوئی آپ کے والدِ بزرگوار کی تعلیمات اور صدرِ اسلام کے دوران سیاسی و فوجی واقعات میں شامل ہونے نے ان کی اعلیٰ شخصیت کو نمایاں تر کر دیا ہے۔ آپ نے ۶۱ ہجری قمری میں انتہائی قلیل فوج رکھنے کے باوجود یزید ابنِ معاویہ کی حکومت کے خلاف قیام کیا، امامؑ کا یزیدی لشکر کے ساتھ مقابلہ کہ جس کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچی تھی، کربلا کی سرزمین پر ہوا۔ اس معرکۂ خونیں میں امام حسین علیہ السلام اپنی اولاد اور اصحاب کے ساتھ کہ جن کی تعداد ۷۲ تھی شہید ہوگئے۔ بعد ازاں آپ کے خاندان کو سپاہِ یزید نے قیدی بنا لیا۔ تاریخِ اسلام کا یہ عظیم واقعہ خلافت کے صحیح اسلامی راستے سے ہٹ جانے اور خلیفۂ وقت کے کفر و بے دینی کی وجہ سے پیش آیا کیونکہ امامؑ اس فساد و انحراف کے خلاف تقویٰ و شجاعت اور عزم کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس عظیم واقعہ کے شہداء کو "شہدائے کربلا" کہتے ہیں۔

۷: مذہب جعفری، اہلِ تشیع کے چھٹے امام حضرت امام جعفر صادقؑ کی طرف منسوب مذہب ہے۔ شیعہ مذہب امام جعفر صادقؑ سے اس لئے منسوب ہے کہ آپ نے باقی سب ائمہؑ سے

زیادہ عمر پائی۔ لہٰذا آپ کو زیادہ کام کرنے کا موقع ملا، خصوصاً خاندانِ بنی عباس اور بنی اُمیہ کے آپس میں اختلاف کی وجہ سے خلافت کی گرفت کمزور پڑ چکی تھی ایسے میں امامؑ کو تدریس اور مومن و مخلص افراد کی تعلیم و تربیت اور حوزہ علمیہ کی تاسیس کے لئے موقع مل گیا اور آپؑ نے حقائقِ اسلام کی اشاعت کے لئے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔

۸: امیر المومنین علی علیہ السلام شیعوں کے پہلے امام ہیں جو ۶۰۰ء میں پیدا ہوئے، والدہ کا نام فاطمہ بنتِ اسد اور والد کا نام ابو طالب تھا (کہ جو پیغمبرِ اکرمؐ کے چچا تھے) آپؑ ۶ سال کی عمر سے پیغمبرِ اکرمؐ کے گھر میں پلے بڑھے۔ مردوں میں سب سے پہلے شخص تھے جو اسلام لائے اور نبی کریمؐ کی مدد کا وعدہ کیا۔ پیغمبرِ اسلامؐ نے رسالت کے اوائل میں جب اپنے رشتہ داروں کو خدا کے حکم سے اسلام کی دعوت (دعوتِ ذو العشیرہ) دی تو فرمایا: "آپ میں سے سب سے پہلے جو مجھ پر ایمان لائے گا میرے بعد وہ میرا جانشین ہوگا" یہ جملہ تین مرتبہ دُہرایا اور تینوں مرتبہ علی علیہ السلام ہی تھے جنھوں نے ایمان کا اظہار کیا۔ جس رات پیغمبرِ اکرمؐ نے مکّہ سے مدینہ ہجرت کی اُس رات آپؑ پیغمبرؐ کے بستر پر سوئے حالانکہ قریش کے سرداروں نے اُس شب نبی اکرمؐ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا، یوں علی علیہ السلام نے کفّار کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا اور پیغمبرِ اسلامؐ سے اپنی وفاداری اور ایمان کا ثبوت فراہم کیا۔ جس روز مسلمانوں نے پیغمبرِ اکرمؐ کے حکم کے مطابق ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے (مواخات) کا پیمان باندھا، اس روز پیغمبرِ اکرمؐ نے علیؑ کو اپنا بھائی منتخب کر لیا اور آخری حج سے واپسی پر "غدیر" کے مقام پر اپنے بعد آپؑ کو مسلمانوں کا سرپرست اور ولی مقرّر فرمایا۔

وہ تنہائی کے دنوں میں پیغمبرِ اکرمؐ کے ہمدم، سختیوں اور خطروں میں آپؐ کے یاور تھے۔

پیغمبرِ اکرمؐ کی رحلت کے بعد حضرت علی علیہ السلام بعض وجوہات کی بنا پر تقریباً ۲۵ سال کے عرصے تک حکومت چلانے سے دور رہے اور اس مدّت کے دوران آپؑ ایک ناظر کی حیثیت سے انحرافات سے روکتے رہے، خلیفہ سوم کے قتل کے بعد صحابہ اور دیگر لوگوں نے ان سے بیعت کی اور انہیں خلافت کے لئے منتخب کر لیا۔

امام علی علیہ السلام کی حکومت تقریباً چار سال اور نو ماہ تک جاری رہی، امام علیؑ نے پیغمبرِ اکرمؐ کی رحلت کے بعد سنّتِ پیغمبرؐ اور اسلام کے حکومتی طریقوں میں کی جانے والی

اکثر تبدیلیوں کو پہلی حالت میں لوٹا دیا۔ مخالف عناصر کہ جن کے مفادات اسلام کے اس احیاء سے خطرے میں پڑ گئے تھے، ہر طرف سے مخالفت کا علم لے کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور داخلی خونی جنگیں برپا کر دیں جو حضرت علی علیہ السلام کی حکومت کے پورے عرصے میں جاری رہیں اور آخر کار تقویٰ، عدالت اور شجاعت کے اس پیکر کو محراب نماز میں قتل کر دیا گیا۔ اس عظیم شخصیت کے بارے میں کلام بہت دشوار ہے۔ آپؑ نے شہادت تک دینِ خدا کے لئے جانثاری سے لحظہ بھر بھی غفلت نہ کی۔

ان کے کچے اور معمولی سے گھر میں حسنؑ و حسینؑ اور زینبؑ جیسے بچوں نے پرورش پائی کہ جنھوں نے تاریخ اسلام پر گہرے اثرات چھوڑے اور زمانے کی تاریکی میں انسانیت کی مشعل کو اپنے ہاتھوں میں لے کر متلاشیانِ حقیقت انسانوں کے مقتدا و پیشوا بنے۔

۹: نمبر ۸ ملاحظہ ہو۔

۱۰: نہج البلاغہ کہ جو "بلاغت کا واضح راستہ" کے معنیٰ میں ہے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے منتخب کلمات کا مجموعہ ہے یہ نہج البلاغہ جناب شریف رضی محمد بن الحسین (متوفی ۴۰۶ھ ق بمطابق ۱۰۱۶ء) نے جمع کیا۔ بزرگوں نے نہج البلاغہ کو "برادر قرآن" کا لقب دیا ہے۔ اس کتاب کے مطالب تین اصلی موضوعات یعنی خدا، دنیا اور انسان کے گرد گھومتے ہیں اور اس میں علمی، ادبی، دینی، معاشرتی، اخلاقی اور سیاسی مسائل سے بحث کی گئی ہے قرآن اور رسولِ اکرمؐ کے کلام کے بعد اس سے بلیغ تر اور رسا تر کوئی کلام نہیں ہے۔ اب تک ایک سو ایک سے زائد شرحیں نہج البلاغہ پر لکھی جا چکی ہیں۔ اس سے اہلِ علم و تحقیق و مطالعہ کے نزدیک اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

۱۱: انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں ایران کے حالات بہت بگڑے ہوئے تھے۔ لوگ ڈکٹیٹر حکام اور ان کے ظالم کارندوں کے ظلم و جور سے تنگ آ چکے تھے۔ بادشاہِ وقت مظفر الدین شاہ (قاجار) کمزور، سست اور نا اہل حکمران تھا۔ البتہ حالات کے بارے میں روز بروز لوگوں کی بیداری اور آگاہی بڑھ رہی تھی۔ علما نے بھی انقلاب کے لئے راہ ہموار کی۔ ان کی یہ تحریک "نہضت مشروطہ" کے نام سے مشہور ہوئی۔ لوگوں کے طویل جہاد اور مبارزے کی وجہ سے آخر کار ۱۳۲۴ھ ش (۱۹۰۶ء) میں یہ تحریک کامیاب ہو گئی۔

اس تحریک کی اگرچہ صحیح راہ پہ راہنمائی نہ کی گئی لیکن ایران کی مجموعی حالت کی تبدیلی،

طبقاتی امتیازات کے توڑنے، جاگیرداروں اور درباریوں کا زور ختم کرنے اور قانون و عدالت کے قیام میں اس تحریک نے بڑا کردار ادا کیا۔ لیکن مغرب پرست عناصر کے نفوذ اور علماء کو سیاست و حاکمیت کے میدان سے الگ کرنے سے نہضت مشروطیت اپنے خاطر خواہ نتائج تک نہ پہونچ سکی اور رضا خان (ایران کے شاہ سابق کا والد) نے تختہ اُلٹ کر پھر موروثی شاہی نظام قائم کر دیا۔

۱۲: وہ تحریک جو ۱۳۰۸-۱۳۰۹ ہجری قمری (۱۸۹۱ء-۱۸۹۲ء) کے دوران میں ایک برطانیہ کی کمپنی کو ایران میں تمباکو کی تجارت پر مکمل کنٹرول دینے پر شروع ہوئی۔ یہ تاریخ معاصر میں عوام کی سب سے پہلی کامیاب ترین تحریک تھی کہ جو حکومت کی شکست اور حکومت مخالفوں کی کامیابی پر منتج ہوئی۔

مرجع تقلید وقت، حضرت آیت اللہ میرزا شیرازی کے حرمت تمباکو کے فتوے نے علما اور عوام کو جنھوں نے تحریک شروع کر رکھی تھی متحد تر اور مستحکم تر کر دیا۔ حاکم وقت ناصر الدین شاہ (قاجار) نے روز بروز لوگوں کے بڑھتے ہوئے اعتراضات کو دیکھ کر معاہدے کو منسوخ کر دیا اور مذکورہ کمپنی کو معاوضہ دینے پر مجبور ہو گیا۔

۱۳: شاہ کی حکومت نے امام خمینیؒ کی طرف سے شروع ہونے والی تحریک کو پھیلنے سے روکنے کے لئے کافی تحقیقات اور اپنے مغربی حامیوں سے مشورہ کرنے کے بعد حضرت امام خمینیؒ کو گرفتار کرنے میں عافیت سمجھی، شاہ کے ایجنٹوں نے ۱۴ اور ۱۵ خرداد ۱۳۴۲ھ ش (۴ اور ۵ جون ۱۹۶۳ء) کی درمیانی رات کو تین بجے (قم میں) آپ کے گھر پر چھاپہ مار کر آپ کو گرفتار کر کے تہران لے گئے۔

امام خمینیؒ کی گرفتاری کی خبر تھوڑی ہی دیر میں پورے ملک میں پھیل گئی۔ لوگ یہ خبر سنتے ہی ۱۵ خرداد کی صبح ہی سے سڑکوں پہ نکل آئے اور احتجاجی مظاہرے شروع کر دیئے۔ قم میں سب سے بڑا مظاہرہ ہوا کہ جس میں انتظامیہ کی مداخلت کی وجہ سے بہت سے افراد شہید ہوئے۔ تہران کو شاہ نے فوج کے حوالے کر دیا۔ اس روز اور اس سے اگلے روز کے عوامی مظاہروں کو شدت سے کچلا گیا اور فوجی سپاہیوں نے ہزاروں بے گناہ لوگوں کو خاک و خون میں غلطاں کر دیا۔ ۱۵ خرداد ۱۳۴۲ھ ش کا واقعہ اتنا عظیم تھا کہ اس کی خبر ایران کی سرحدوں سے گذر گئی۔ ہر سال شاہ کی ان تبلیغات پر کئی ملین ڈالر خرچ

کرنے کے باوجود بھی اس ہولناک حادثہ کی خبر کو چھپا نہ سکا۔
حضرت امام خمینیؒ نے انقلابِ اسلامی کی کامیابی کے بعد ۱۵ ارخرداد ۱۳۵۸ھ ش (۱۹۷۹ء) کے موقع پر ایک پیغام کے ذریعے ۱۵ ارخرداد ۱۳۴۲ھ ش (۵ جون ۱۹۶۲ء) کے دن کو انقلاب اسلامی کا سرآغاز قرار دیا اور ۱۵ ارخرداد کو ہمیشہ کے لئے عمومی سوگ کا دن قرار دے دیا۔

۱۴: شہر قم تیسری صدی ہجری سے علومِ اسلامی کے مراکز میں سے شمار ہوتا ہے اور بارہ صدیوں کے دوران میں علومِ اسلامی کے طالبین کی تربیت اور فقہ، حدیث، تفسیر، عرفان اور اخلاق کے بزرگوں کا مرکز رہا ہے۔ اس کا قدیمی مرکز ہونا اور ساتویں امام حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کی دخترِ گرامی حضرت فاطمہ معصومہ علیہا السلام کی قبرِ مقدس کا یہاں پر موجود ہونا موجب بنے ہیں کہ عظیم فقیہ و مرجع حضرت آیت اللہ حائری یزدی اس شہر میں تشریف لے آئے ہیں ان کی علمی کوششوں سے نئے سرے سے رونق و وسعت پیدا ہوئی اور پھر دوسرے شہروں سے بزرگان اور علماءِ اسلام بھی یہاں جمع ہونے لگے۔ جنہوں نے علم و معرفت کے طالبوں کو تعلیم و تربیت دی۔
یہ شہر تہران کے جنوب میں ۱۶۰ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور صوبہ تہران میں شمار ہوتا ہے۔

۱۵: حضرت محمدؑ بن حسن عسکریؑ کہ جو "امام زمانہؑ" کے لقب سے ملقب ہیں۔ شیعوں کے بارہ اماموں میں سے آخری امام ہیں۔ آپؑ ۲۵۵ ہجری قمری میں سامراء (عراق کے ایک شہر) میں پیدا ہوئے۔ وہ پانچ سال ہی کے تھے کہ آپؑ کے والد حضرت امام حسن عسکریؑ رحلت فرما گئے اور آپؑ کی امامت کا دور شروع ہو گیا۔ زمانے کے حالات اور مشیتِ خداوندی کی وجہ سے آپؑ نے غیبت اختیار کر لی۔ امامؑ کی غیبت دو حصوں میں تقسیم ہوتی ہے ایک غیبتِ صغریٰ کا دور جو ۶۹ سال طولانی تھا۔ اس مدت میں امامؑ اپنے یکے بعد دیگرے چار نمائندوں کے ذریعے بالواسطہ طور پر لوگوں سے رابطہ رکھے ہوئے تھے۔ اس مدت کے بعد غیبتِ کبریٰ کا دور شروع ہوا جو ابھی تک جاری ہے یہاں تک کہ مہدی موعودؑ کے ظہور اور باطل پر حق کے غلبے کا وقت آ پہونچے۔
اسلامی نظریے کے مطابق حضرت امام زمانہؑ کا ظہور اور ان کا وسیع جہاد، اہلِ حق کے باطل کے خلاف معرکوں کی آخری کڑی ہوگا۔ یعنی تاریخ میں اہلِ حق کے معرکے جاری رہیں گے اور

روز بروز حق کی کامیابی کے لئے راہ ہموار ہوتی جائے گی یہاں تک کہ مُصلحِ کل مہدی موعودؑ کا قیام ان معرکوں کو اپنے آخری نتیجے تک پہونچائے گا اور آسمان بشریت پر عدل و حق کا خورشید طلوع ہوگا۔ وہ دن انسان کے فکری، روحانی اور معاشرتی بلوغ کا دوران ہوگا۔

۱۶: حضرت فاطمہ علیہا السلام، پیغمبر اکرمؐ کی دختر اور امیرالمومنین علی علیہ السلام کی زوجہ ہیں۔ آپؑ بعثت کے پانچویں سال شہر مکہ میں پیدا ہوئیں آپؑ اہل تشیع کے دوسرے اور تیسرے امام، حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کی والدہ ہیں۔
اسلام کی اس عظیم خاتون کے اخلاق کریمہ اور عفت و ایمان کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی اپنے والد سے محبت و دوستی اس حد تک شدید تھی کہ نبی اکرمؐ نے انھیں اُم ابیھا (اپنے باپ کی ماں) کا لقب دے رکھا تھا۔ وہ حضرت پیغمبر اکرمؐ کی ولولہ انگیز زندگی کے دوران اور حضرت علیؑ کی سرگرم و متحرک زندگی کے دوران میں ان عظیم و بے مثال ہستیوں کی رفیق سفر رہیں۔ رسولِ خداؐ کی رحلت کے بعد آپؑ نے بہت رنج و غم اُٹھائے اور آخرکار عالم شباب ہی میں حیاتِ ابدی کی طرف کوچ کر گئیں۔

۱۷: نمبر ۶ ملاحظہ ہو۔

۱۸: یہ مناجات، بھرپور اعلیٰ اور عظیم مطالب کے حامل ہونے کی وجہ سے حضرت علیؑ، ان کے فرزند اور سب ائمہ معصومینؑ، ماہ شعبان میں کئی مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔ ان مناجات کی اہمیت ہی کے باعث حضرت امام خمینیؒ نے اپنی پُر برکت زندگی کے دوران انھیں پڑھنے کی کئی بار تاکید کی ہے۔ ان مناجات کی اہمیت کے بارے میں یہی کافی ہے کہ ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ تمام ائمہ علیہم السلام انھیں پڑھتے تھے اور ان کے ذریعے خداوند کے ساتھ مناجات کرتے تھے۔

۱۹: شبِ قدر، منقول روایات کے مطابق، ماہ رمضان المبارک کی تین راتوں، انیسویں، اکیسویں اور تیئیسویں میں سے ایک رات ہے۔ شبِ قدر کی اہمیت اور فضیلت ایک ہزار مہینے سے زیادہ ہے۔ یہ ایسی شب ہے کہ جس میں خداوند تعالے اگلے سال شبِ قدر تک کے واقعات کو مُقدّر کرتا ہے۔ اس شب کو پروردگار کے اذن سے فرشتے اور روح نازل ہوتے ہیں تاکہ عالم کے امور میں سے کسی ایک امر کی تدبیر کریں۔ شبِ قدر کے شب رحمت ہونے اور خداوند تعالے کے اس شب کو خصوصی اہمیت دینے کی وجہ سے مومنین کو وصیت کی گئی ہے کہ اس

شب میں بیدار رہیں اور خدا سے دُعا و مناجات کریں۔
علمائے دین اور بزرگوں نے اس شب کے لئے مختلف دعائیں اور مخصوص آداب معیّن فرمائے ہیں۔

۲۰: "عرفات" (سعودی عرب میں) مکّہ کے شمال میں ۲۱ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک صحرا ہے۔ حجاج کا ۹ ذی الحجہ (عرفہ کے دن) کو عرفات میں ظہر سے لے کر غروب تک ٹھہرنا (وقوف) اعمالِ حج میں سے ہے۔

۲۱: جب حجاج عرفات سے لوٹتے ہیں، رات کو "مشعر الحرام" میں قیام کرتے ہیں اور مغرب و عشاء اور فجر کی نماز وہیں ادا کرتے ہیں۔

۲۲: "منیٰ" مکّہ میں وہ مقام ہے جہاں حجاج قربانی کرتے ہیں۔

۲۳: "صفا" مکّہ میں کوہ ابو قبیس کے سلسلے کی پہاڑی ہے جو مسجد الحرام کے مشرق میں واقع ہے۔ اس مقام اور مروہ (مکّہ میں ایک اور مقام) کے درمیان فاصلہ طے کرنے کو، کہ جو ایّام حج کے فرائض میں سے ہے۔ "سعی" کہتے ہیں۔

۲۴: "مروہ" مکّہ کے مشرق اور جنوب مشرق کے درمیان پہاڑی ہے اور صفا کے شمال میں واقع ہے۔

۲۵: "حجر اسود" سیاہ پتھر کہ جو خانۂ کعبہ کے مشرقی رکن میں زمین کی سطح سے ڈیڑھ میٹر اوپر کعبہ کے دروازے کے نزدیک دیوار میں لگا ہوا ہے۔ حجاج طواف کے دوران تبرکاً اسے بوسہ دیتے ہیں۔

۲۶: بنی اُمیّہ یا خاندانِ اُمیّہ نے خلفائے راشدین کے بعد سن ۴۰ ہجری قمری (۶۶۲ء) میں اسلامی حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اور سن ۱۳۲ ہجری قمری (۷۵۰ء) تک منصبِ خلافت پر قابض رہے۔ بنی اُمیّہ کی حکومت کا بانی معاویہ بن ابو سفیان تھا۔ اس نے اور اس کے خاندان نے موروثی سلطنت کا نظام، جو مسلمانوں کے بنیادی عقائد سے واضح طور پر تضاد رکھتا تھا، دوبارہ زندہ کیا۔ تاریخ ایسے دردناک واقعات سے بھری پڑی ہے جو بنی اُمیّہ کے دور میں جہان اسلام پر گذرے ہیں، اہل بیتؑ پیغمبرؐ کے پیروکاروں کا بے رحمانہ قتل، حبس اور جلاوطن کرنا اور امام حسینؑ کی یزید بن معاویہ کے کارندوں کے ہاتھوں شہادت اسی دور کے المناک واقعات میں سے ہیں۔

۲۷: امام خمینیؒ کی مُراد، نوجوان رضا کار "حسین فہمیدہ" ہے اُس نے ایران پر عراق کی طرف سے عالمی استکبار خصوصاً امریکہ کی سازشوں سے مُسلط ہونے والی جنگ میں کہ جو آٹھ سال تک جاری رہی، کئی بار شرکت کی، اگرچہ اس کی عمر ۱۲ برس سے زائد نہ تھی لیکن وہ اصرار کرنے اور ذہین ہونے کی وجہ سے کمانڈروں کو جنگ میں شرکت کے لئے آمادہ کر لیتا تھا۔ آخری مرتبہ جب وہ جنگ میں شریک ہوا تو دشمن کے ٹینکوں کے حملے کو روکنے کے لئے کئی ہینڈ گرنیڈ اپنی کمر پہ باندھے اور ہاتھ میں ایک ہینڈ گرینڈ لے کر خود کو ایک ٹینک کے نیچے گرادیا۔ دستی بموں کے پھٹنے سے دشمن کے ٹینک کو آگ لگ گئی اور تباہ ہو گیا۔ مذکورہ طریقے سے شہادت کے استقبال میں اُس کی شجاعت نے سب کو تعجب میں ڈال دیا اور دوسرے مجاہدوں کے لئے نمونۂ عمل بن گیا۔ حکومتِ اسلامی جمہوریۂ ایران نے اُس کی شجاعت کی وجہ سے اُس کی یاد کو زندہ رکھنے کی خاطر سو ریال، پانچ سو ریال اور ہزار ریال کے نوٹوں پر اُس کی تصویر چھاپی ہے۔

۲۸: مورخہ ۱۳۵۸/۱۲/۲۵ ہجری شمسی (۱۵ مارچ ۱۹۸۰ء) کو امام خمینیؒ کے حکم کے مطابق "شہدائے انقلابِ اسلامی فاؤنڈیشن" کے نام سے ایک ادارہ شہداء و مجروحین کے گھرانوں کی سرپرستی اور مدد کے لئے قائم ہوا۔ حجت الاسلام والمسلمین آقائے مہدی کروبی کو خطاب کرتے ہوئے حضرت امام خمینیؒ نے دس فقروں میں اس فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھنے کا فرمان صادر فرمایا۔ جس میں شہداء اور مجروحین کے گھرانوں کے ثقافتی، اقتصادی اور ملازمت و صحت وغیرہ کے مسائل کو اولیت دینے پر تاکید فرمائی۔
اس وقت یہ فاؤنڈیشن پورے مُلک میں وسیع طور پر اپنی برانچیں قائم کر چکی ہے اور مذکورہ گھرانوں کی بہبود اور شہداء و مجروحین کے بچّوں کی تعلیم و تربیت کے لئے امداد میں مصروف ہے۔

۲۹: دہشت گرد گروپ "مجاہدین خلق" کہ جو اس تنظیم کے راہنماؤں اور کارکنوں کے کارناموں کی وجہ سے ایرانی مسلمان عوام کے درمیان "منافقین" سے مشہور ہے۔ ۱۳۴۴ھ ش (۱۹۶۵ء) میں شاہ کی حکومت کے خلاف جہاد کے لئے قائم ہوا۔ اس تنظیم کے راہنماؤں کی مکتبِ اسلام کے صحیح اصولوں اور تعلیمات سے ناواقفیت کی وجہ سے یہ تنظیم صحیح راستے سے ہٹ گئی۔

یہ انحراف اس بات کا باعث بنا کہ اس تنظیم کے راہنما انقلاب اسلامی کی کامیابی کے تھوڑے ہی عرصے بعد انقلاب اور انقلابی قوتوں کے مقابل آکھڑے ہوئے۔ انھوں نے کثیر تعداد میں ہمدرد، خدمت گذاروں، فرض شناس علما اور مومن جوانوں کو قتل کیا۔ اُنھوں نے مُلک کے مختلف حصّوں میں دسیوں دھماکے کروائے، کئی گھر برباد کر دیئے۔ بے گناہ لوگوں سے بھری ہوئی بسوں میں آتش زنی کی اور اس طرح کے کئی اور دہشت گردی کے واقعات کے مُرتکب ہوئے۔

یہ گروہ جو اسلامی جمہوریہ ایران کے نظام کو ختم کرنے میں کسی کوشش سے دریغ نہیں کرتا تھا۔ اسے انقلابی قوتوں نے سرکوب اور درہم برہم کر دیا۔ اس کے کچھ راہنما ملک سے باہر فرار ہوگئے اور آج کل استعماری طاقتوں کے دامن میں اپنی شرمناک زندگی کے آخری ایام گذار رہے ہیں۔

۳۰: ۲۹ نمبر ملاحظہ ہو۔

۳۱: قرآن کی سورہ سبا کی آیت ۴۶ کا کچھ حصّہ کہ جس میں فرمایا گیا ہے " اے پیغمبر! کہہ دو میں آپکو ایک نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ کہ فقط خدا کی خاطر، دُو دُو ہو کر یا اکیلے اکیلے قیام کریں۔

۳۲: نجف (عراق کے ایک شہر) میں حضرت امام کے فرزند بزرگوار آیت اللہ سیّد مصطفےٰ کی شہادت یکم آبان ۱۳۵۶ھ ش (۲۲/۱۰/۱۹۷۷) کو شاہی حکومت کے کارکنوں کے ہاتھوں واقع ہوئی۔ جس سے ایرانی مسلمان عوام میں حکومتِ شاہ کے خلاف خشم و نفرت کی لہر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ مُلک پر گھٹن کی فضا حاکم ہونے کے باوجود لوگوں نے ختمِ قرآن اور ان کی یاد میں پروگرام منعقد کئے۔ اس عظیم شہید کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے منعقد ہونے والی مجلس سے ہی شہر قم میں ہلچل مچ گئی۔ ایجنٹِ شہنشاہی حکومت کے مظالم سے پردہ اُٹھ گیا۔ جس کے باعث حکومتی کارندوں نے ۱۷ ردی ۱۳۵۶ھ ش (۷/۱/۱۹۷۸) کو ازالہ کرتے ہوئے ردِ عمل کے طور پہ ایک کثیر الاشاعت روزنامے میں امام خمینیؒ کے خلاف توہین آمیز مقالہ شائع کیا۔

اس سے اگلے روز اس مقالے کی اشاعت کے خلاف شہر قم سراپا احتجاج بن گیا۔ بازار بند ہوگئے۔ حوزہ علمیہ کے دروس کی چھٹی ہوگئی۔ مراجع اور حوزہ کے مدرسین کے گھروں میں لوگوں کا سیلاب اُمڈ آیا اور اُن سے چاہا کہ مقام امام و علما کے خلاف اس توہین آمیز اقدام پر وہ خاموش نہ رہیں۔ یہ احتجاج طلاب و عوام کے پُرامن مظاہروں کی صورت میں ۱۹ ردی ۱۳۵۶ (۹/۱/۷۸)

تک جاری رہا۔ لیکن اس روز کے بعد از ظہر حکومت کے مُسلح سپاہیوں نے مظاہرہ کرنے والوں پر فائرنگ کر کے کچھ طلاب اور عوام کو شہید کر دیا اور بہت سارے زخمی ہوگئے۔
حضرت امام خمینیؒ نے حکومت کے اس بے رحمانہ قتل کے خلاف ایک پیغام جاری کیا اور اس میں ایران میں امریکہ کی مداخلت اور شاہ کے ظلم و ستم کی پُرزور مذمت کی۔ قم میں ۱۹ دی کے قتل اور اسی مناسبت سے امامؒ کی تقریر اور اعلامیہ "انقلاب اسلامی جاری رکھنے کے لئے ایک نئی فصل کا آغاز ثابت ہوئے۔ اس تاریخ سے ۲۲ بہمن ۱۳۵۷ (۱۱ فروری ۱۹۷۹ء) انقلاب اسلامی کی کامیابی کے دن تک ایرانی لوگوں کے مظاہرے اور احتجاجات روز بروز شدید تر اور وسیع تر ہوتے چلے گئے اور کامیابی تک جا پہونچے۔

۲۳: ۱۷ شہریور ۱۳۵۷ ھ ش (۸/۹/۱۹۷۸) کو جو بعد میں "جمعہ سیاہ" کے نام سے مشہور ہوا، ایرانی عوام کے انقلاب اسلامی کے یادگار ترین دنوں میں سے ایک ہے۔ ۱۳ شہریور (۴/۹/۷۸) کے روز نماز عید فطر پڑھنے کے بعد تہران میں ہونے والے پُرشکوہ اور بے نظیر مظاہروں کے بعد اسی سے ملتے جلتے مظاہرے ۱۶ شہریور (۷ ستمبر) کو تہران میں برپا ہوئے۔ اگلے روز (جمعہ کی صبح) ایک اور مظاہرے اور جلوس کا تہران کے میدان ژالہ (میدان شہداء) میں پروگرام رکھا گیا۔ جمعہ کے روز صبح لوگ اس میدان کی طرف نکلے اور صبح ۶ بجے کے قریب جمع ہونے والوں کی تعداد ایک لاکھ افراد تک پہونچ گئی۔ حکومت شاہ کی مُسلح فوج نے میدان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ہر طرف سے توپوں کا رُخ لوگوں کی طرف کر رکھا تھا۔ اسی دوران ریڈیو سے اچانک یہ اعلان ہوا کہ تہران اور دوسرے ۱۱ شہروں میں کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے (اس اعلان کے بعد) فوج نے لوگوں کو گولوں کا نشانہ بنایا۔ اس روز چار ہزار سے زائد افراد شہید ہوئے اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ شاہ کی حکومت نے ۵۸ افراد شہید اور ۲۵ افراد کے زخمی ہونے کا اعلان کیا تھا۔

۲۴: جناب سید مصطفیٰ (۱۳۰۹-۱۳۵۶ ھ ش) امام خمینیؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ انھوں نے ۱۵ برس کی عمر میں تحصیل علوم اسلامی کا آغاز کیا۔ ۲۷ برس کی عمر میں درجہ اجتہاد پر فائز ہوگئے۔ انھوں نے جوانی میں اکثر علوم اسلامی پر مہارت حاصل کر لی تھی۔ ۱۳ آبان ۱۳۴۳ (۴ نومبر ۱۹۶۴ء) کو حکومت شاہ کے حکم سے گرفتار کر کے جیل میں بھیج دئیے گئے۔ ۵۸ روز زندان میں رہنے کے بعد آزاد ہوتے ہی دوبارہ اُن کو گرفتار کر کے ترکی جلاوطن کر دیا گیا (۱۳ دی، ۲ جنوری)

آپ بھی اپنے والدِ بزرگوار کی طرح محکم جذبہ رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ پہلوی حکومت کو ہٹانے کے لئے بھرپور قیام کی ضرورت ہے۔ خود بھی انھوں نے اس راہ میں کافی جہاد کیا۔ وہ انقلابِ اسلامی ایران کی کامیابی سے ایک سال قبل جب ان کی عمر ۴۷ سال تھی عراق (کے شہر نجف) میں ایرانی خفیہ ایجنٹوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور شہادت کے رفیع درجے پر فائز ہوئے۔

۳۵: امامؒ کی مُراد شہریور کے واقعات من جملہ "جمعہ سیاہ" کا واقعہ ہے توضیح نمبر ۲۳ ملاحظہ ہو۔

۳۶: شاہ کی ایجنٹ حکومت نے ۱۳ آبان ۱۳۴۳ (۴ نومبر ۱۹۶۴ء) کو امام خمینیؒ کو کیپچولیشن (CAPITULATION) کے احیاء کی مخالفت کے جُرم میں ترکی جلاوطن کر دیا۔ اس واقعہ کے ۱۴ برس بعد ۱۳ آبان ۱۳۵۷ (۴ نومبر ۱۹۷۸ء) کو انقلابِ اسلامی کے عروج کے دوران میں تہران کے مختلف اسکولوں اور یونیورسٹیوں کے کثیر طلباء نے امامؒ کے روزِ جلاوطنی کی مناسبت سے امریکہ اور اس کی ایجنٹ حکومت کی پالیسیوں کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے تہران یونیورسٹی اور اس کے اطراف میں مظاہرہ کیا۔ حکومتِ شاہ کے سپاہیوں نے مظاہرہ کرنے والوں پر حملہ کرکے کثیر تعداد میں طلباء کو قتل اور زخمی کر دیا۔
انقلابِ اسلامی کی کامیابی کے بعد حکومتِ ایران نے ۱۳ آبان کو اس روز شہید اور زخمی ہونے والے طلباء کی یاد اور طلباء کے حکومتِ شاہ کے خلاف جہاد کرنے کی یاد میں "روزِ طلبہ" کی حیثیت سے منانے کا اعلان کیا۔ البتہ یہ بات بتانا ضروری ہے کہ انقلابِ اسلامی کی کامیابی کے ایک سال بعد ۱۳ آبان ۱۳۵۸ھ ش (۴ نومبر ۱۹۷۹ء) کو امامؒ کے پیروکار طلباء نے ایران میں امریکہ کی مداخلت اور مخالفینِ انقلاب کو مدد دینے کے خلاف احتجاج کے طور پر تہران میں امریکی جاسوسی اڈے (سفارتِ امریکہ) کو اپنے کنٹرول میں لے لیا۔

۳۷: انقلابِ اسلامی ایران کی کامیابی کا دن (۲۲ بہمن) ۱۳۵۷ھ ش (۱۱ فروری ۱۹۷۹ء)

۳۸: نمبر ۲۲ ملاحظہ ہو۔

۳۹: یزید بن معاویہ (پیدائش ۲۶ ہجری قمری۔ وفات ۶۴ ہجری قمری) اپنے باپ کے بعد سن ۶۰ ہجری قمری میں مسندِ خلافت پر بیٹھا۔ وہ علم و فضیلت سے عاری اور فسق و فجور میں مشہور جوان تھا۔ یزید کی حکومت ساڑھے تین سال تک جاری رہی۔ پہلے سال اس نے امام حسین بن علیؑ کو قتل کیا، دوسرے برس شہر مدینہ کو غارت کیا اور تیسرے سال مکہ پر حملہ کیا۔ مزید معلومات کے لئے توضیح نمبر ۶ ملاحظہ ہو۔

۴۰: ایران کی ایک قوم جو ایران کے مغربی علاقوں میں رہائش پذیر ہے۔
۴۱: حضرت رسولِ اکرمؐ سے منقول ایک حدیث ہے۔
۴۲: اسلامی جمہوریہ ایران میں دو طرح کی مسلح قوتیں ہیں: ایک مسلح افواج اور دوسری انتظامی قوتیں۔ مسلح افواج میں، عام فوج، سپاہ پاسدارانِ انقلاب اسلامی اور بسیج شامل ہے۔ انتظامی قوتوں میں شہربانی، ژاندارمری اور کمیتہ انقلاب شامل تھے۔ حال ہی میں ان تینوں کو آپس میں منضم کر کے ان کا ایک ہی انتظامی ڈھانچہ بنا دیا گیا ہے۔
۴۳: سعودی عرب میں مکہ، مدینہ، طائف اور ان شہروں کے اطراف کے دیہاتوں کو حجاز کہتے ہیں۔
۴۴: عراق میں ایک شہر کا نام ہے جو نہر فرات کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ شہر حضرت علیؑ کا مرکزِ خلافت تھا اور یہیں پر آپؑ شہید ہوئے۔
۴۵: نمبر ۴۴ ملاحظہ ہو۔
۴۶: ۳ر شعبان سن ۴ ہجری قمری (۶۲۵ء) حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت کا دن ہے۔ چونکہ امام حسین علیہ السلام نے اپنی اور اپنے اصحاب کی شہادت سے اسلام کو دوبارہ زندہ کیا، اس لئے اسلامی جمہوریہ ایران کی حکومت نے اس بزرگوار کی ولادت کے دن کو "روزِ پاسدار" (یوم محافظ) قرار دیا ہے۔ مزید معلومات کے توضیح نمبر ۶ ملاحظہ ہو۔
۴۷: انقلابِ اسلامی کی کامیابی سے پہلے، اکثر لوگ خصوصاً ایران کے دیہی علاقے معمولی سی بہبود و آسائش سے بھی محروم تھے۔ بیشتر رنج و سختی کی زندگی گذار رہے تھے۔ انقلابِ اسلامی کی کامیابی کے بعد انقلابی راہنماؤں کے اہداف میں سے ایک مستضعفوں اور محروموں بالخصوص دیہات میں رہنے والوں کی مدد کرنا تھا۔ اسی مقصد کی خاطر امام خمینیؒ نے ۵۸ ش (۱۹۸۰ء) میں عوام سے چاہا کہ مُلک کی تعمیرِ نو کی تحریک میں شرکت کریں اور اس طرح ایک انقلابی تنظیم جہادِ تعمیرِ نو (جہاد سازندگی) کے نام سے قائم ہوئی اور لوگوں کے مختلف گروہ خصوصاً جوان اور طلباء دیہاتوں اور محروم علاقوں میں گئے اور اللہ کی رضا کے لئے خدمتِ خلق کرنے لگے۔

یہ تنظیم بعد ازاں پارلیمنٹ میں ایک قانون کے ذریعے ایک وزارت میں تبدیل ہو گئی اور "وزارتِ جہادِ تعمیرِ نو" (جہاد سازندگی) کے نام سے کام کا آغاز کیا۔

۴۸: شیعہ اور سنی کتب سے نقل ہونے والی قطعی روایات کے مطابق "اہلِ بیتؑ" ایسا مخصوص نام ہے جو پیغمبر اکرمؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سے مخصوص ہے ان روایات کے باعث بارہ اماموں میں سے نو امام جو امام حسینؑ کی اولاد میں سے ہیں وہ بھی اہلِ بیتؑ میں شامل ہیں۔ لہٰذا "اہلِ بیتؑ" وہی چودہ معصومؑ ہیں۔ قرآنِ کریم میں اُمّتِ اسلامی سے چاہا گیا ہے کہ اہلِ بیتؑ رسولؐ سے محبت رکھیں اور اسے پیغمبر اکرمؐ کا اجرِ رسالت قرار دیا گیا ہے [1]

۴۹: سید حسن مدرس (۱۲۷۸ - ۱۳۵۷ھ ق) ایران کی تاریخ معاصر میں عظیم سیاسی۔ مذہبی شخصیات میں سے تھے۔ ابتدائی تعلیم اصفہان میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے مقاماتِ مقدسہ (عراق) تشریف لے گئے جہاں پر آخوند خراسانی جیسے بزرگ اساتیذ سے تلمذ حاصل کیا۔ درجۂ اجتہاد پر فائز ہونے کے بعد اصفہان واپس آئے اور اصول و فقہ کی تدریس میں مشغول ہو گئے۔ وہ قومی اسمبلی کے دوسرے دور (۱۳۲۷ھ ق) میں مراجع تقلید اور علمائے نجف کی طرف سے قانون سازی پر ناظر پانچ مجتہدین میں سے ایک ناظر کے عنوان سے منتخب ہو کر اسمبلی میں پہونچے۔ قومی اسمبلی کے تیسرے دور میں بھی منتخب ہوئے۔ وہ رضا خان کے کودتا کے دوران گرفتار ہوئے اور جلاوطن کر دیئے گئے۔ لیکن آزاد ہونے کے بعد عوام کی طرف سے دوبارہ منتخب ہو کر اسمبلی میں پہونچے۔ وہ اسمبلی کے چوتھے دور میں رضا خان کی حزبِ اختلاف کے سربراہ تھے، اُنھوں نے قومی اسمبلی کے پانچویں اور چھٹے دور میں مشروطہ حکومت کے جمہوری حکومت میں تبدیل ہونے کی مخالفت کی کہ جس کا رضا خان طالب تھا۔ انھوں نے پارلیمنٹ کو ایسا کرنے سے روک دیا۔ اُنھوں نے رضا خان کی من مانیوں کا سختی سے مقابلہ کیا۔ لہٰذا شاہ نے کسی کو انہیں قتل کرنے کا حکم دیا اور چونکہ مدرس اقدامِ قتل سے موقع پر بچ نکلے اس لئے خواف و کاشمر (صوبہ خراسان کے شہر) میں جلاوطن کر دیا گیا۔ گیارہ سال بعد ۲۷ رمضان ۱۳۵۷ھ ق کو شاہ کے ایجنٹوں نے انھیں زہر دے دیا۔ اس طرح ایران کی ایک انتہائی نمایاں سیاسی، مذہبی شخصیت راہِ حق میں شہید ہو گئی۔ وہ عظیم خصائل کے مالک تھے۔ سیاسی و مذہبی اثر رکھنے کے باوجود زُہد و سادگی کا نمونہ تھے۔ امام خمینیؒ ان کا بہت احترام سے ذکر کرتے تھے۔ رہبرِ انقلاب نے شہید مدرس کے مقبرے کی تعمیرِ نو کی مناسبت سے

---

[1]: اس سلسلے میں قرآنِ حکیم کی آیت یوں ہے: قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (شوریٰ - ۲۳) کہدو کہ میں تم سے اپنے اقرباء کی محبت کے سوا کوئی اجر نہیں مانگتا۔

یوں تحریر فرمایا "جس دوران قلم ٹوٹ گئے زبانیں بند ہوگئیں اور دم گھٹے ہوئے تھے وہ حق کے اظہار اور باطل کی تردید سے دریغ نہیں کرتے تھے...... یہ کمزور بدن، نحیف جسم رکھنے والا عظیم روح اور ایمان، خلوص اور حقیقت سے شاداب اور حضرت علیؑ کی تلوار جیسی زبان رکھنے والا عالم، دشمنوں کے مقابل کھڑا ہوا اور آواز بلند کی، حق کہا اور ظلم و ستم کو آشکار کیا۔ رضا خان جیسے شخص کو مشکل میں ڈال کر اس کے روزگار کو سیاہ کردیا اور بالآخر اپنی پاک جان کو اسلام عزیز اور ملت کی راہ میں نثار کیا اور ستم شاہی ظالموں کے ہاتھ عالم غربت میں شہادت پائی اور اپنے اجداد طاہرینؑ سے جا ملا۔

۵۰: اُستاد شہید مرتضیٰ مطہری (۱۲۹۸ - ۱۳۵۸ھ ش) ۱۳ بہمن ۱۲۹۸ھ ش میں ضلع مشہد کے گاؤں فریمان میں ایک روحانی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ سال کی عمر میں مشہد آگئے اور وہیں پہ علوم اسلامی کے مقدمات طے کئے۔ بعدازاں قم گئے اور یہاں پر حوزہ علمیہ کے بزرگوں کے دروس میں شرکت کی۔ ۱۳۱۹ھ ش سے حضرت امام خمینیؒ اور اس زمانے کے دیگر مشہور اساتیذ کے مختلف درسوں میں شرکت کی۔ علاوہ ازیں وہ خود بھی ادبیات عرب، منطق، کلام، اصول، فقہ اور فلسفہ کے موضوعات پر درس دیتے تھے۔

۱۳۳۱ میں قم سے تہران منتقل ہوئے اور ۱۳۳۴ میں تہران یونیورسٹی کی طرف سے دانشکدہ الٰہیات و معارف اسلامی میں تدریس کے لئے دعوت ہوئی۔ وہ ۱۵ / خرداد ۱۳۴۲ھ ش کو آدھی رات کے وقت گرفتار ہوئے اور ۴۳ روز جیل میں رہے۔ امامؒ کی پیرس ہجرت کے بعد ان سے ملاقات کے لئے گئے تو انھوں نے آپ کو انقلابی کونسل کی تشکیل کی ذمّہ داری سونپ دی۔

۱۱/ اردیبہشت ۱۳۵۸ھ ش (۱۹۸۰ء) کی رات کو دہشت گرد فرقان گروپ کے ایک ایجنٹ نے انھیں شہید کردیا۔ شہید مطہری کی ۵۰ سے زیادہ کتابیں، دسیوں مقالے اور تقریروں کی کیسٹیں موجود ہیں۔ حضرت امامؒ نے آپ کے آثار کے بارے میں فرمایا ہے "ان کے قلمی اور تقریری آثار بغیر شک و شبہ کے درس آموز اور حیات بخش ہیں........ میں طلباء اور فرض شناس روشن فکروں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس عزیز اُستاد کی کتابوں کو غیر اسلامی سازشوں کے ہاتھوں فراموش نہ ہونے دیں۔

۵۱: حضرت امامؑ کی مُراد، انقلاب اسلامی ایران کے موجودہ رہبر ہیں۔ آیت اللہ سید علی حسینی

خامنہ ای کو حضرت امامؒ کی رحلت کے بعد، مجلسِ خبرگان کے نمائندوں کی غالب اکثریت نے اسلامی جمہوریہ ایران کی رہبری کے لئے انہیں منتخب کیا۔ وہ رہبری کے مقام پر فائز ہونے سے قبل اسلامی جمہوریہ ایران کی صدارت کے دو دوروں میں منتخب ہوئے۔

۵۲: شیخ محمد حسن نجفی، جو "صاحب جواہر" کے نام سے مشہور ہیں (وفات شعبان ۱۲۶۶ھ ق) وہ مکتب امامیہ کے بزرگ فقہا اور مرجع تقلید تھے۔ ان کے صاحب جواہر کے نام سے مشہور ہو جانے کی وجہ ان کی کتاب "جواہر الکلام" ہے کہ جو فقہی موضوعات و مسائل کے بارے میں لکھی گئی ہے۔

۵۳: ارضی اصلاحات، یہ جدید استعماری سیاست کے اہم ترین اصولوں میں سے ہے جو استعمار کے تسلط میں لاطینی امریکہ سے لے کر ایشیاء و افریقہ تک تمام ممالک میں حکومتوں کے ذریعے تقریباً ایک جیسے طریقے سے نافذ ہوئیں۔ شاہ نے ۱۳۴۱ھ ش میں ایک طرف سے امریکی سرمایہ داری کو اعتماد میں لینے اور جدید حکمت عملی کے ساتھ اپنے تعاون اور موافقت کو ظاہر کرنے اور مغرب کی معیشت کے لئے ایک نئے بازار کھولنے کے لئے اور دوسری طرف داخلی کشیدہ حالات کو کم کرنے اور لوگوں کی ناراضگی کو پھیلنے سے روکنے کے لئے "اصلاحاتِ اراضی" کو "انقلاب شاہ و مردم" کے عنوان سے شروع کیا اور اس سے ایران کی اقتصادی حالت کو کمزور کر دیا۔

ایران میں "ارضی اصلاحات" نے ایران کی زراعت کو شدید دھچکا لگایا۔ یہ پروگرام بیرونی خصوصاً امریکی سرمایہ گزاری سے شروع کیا گیا تھا۔ اس طرح کہ ملک چند سالوں میں گندم برآمد کرنے والوں کے مقام سے گندم درآمد کرنے والے ملکوں کی صف میں شامل ہو گیا۔ دوسری طرف دیہاتیوں کی شہروں کی طرف ہجرت کی وجہ سے گیارہ سالوں میں (۱۳۴۵ سے ۱۳۵۶ھ ش تک) ایران کے ۲۰,۰۰۰ دیہات آبادی سے خالی ہو گئے۔ جس کی وجہ کارخانوں اور ان سے متعلقہ خدمات انجام دینے والی کمپنیوں کی طرف سے انہیں سستے عملے کے طور پر بھرتی کرنا تھا۔

میں ان تمام دوستوں کے ہاتھ چومتا ہوں کہ
جنھوں نے پوری دنیا میں دین و سیاست کا بیڑا اپنے
کاندھوں پر اٹھا رکھا ہے اور مظلوم مسلمانوں کی عزت و سربلندی
کی خاطر جنگ و جہاد کا عزم کئے ہوئے ہیں اور اپنے
خالصانہ درود و سلام آزادی و کمال کے پیروکاروں پر نثار
کرتا ہوں۔

"امام خمینی"